Scanned with CamScanner

تفریح بھی، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلکیشنز

صحت مند ادب، سائنسی تراجم اور دلچسپ فکشن کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کے لیے کوشاں۔

کتاب کا نام	:	قاتل کا انتقام
ناشر	:	فاروق احمد
اٹلانٹس پبلی کیشنز	:	A-36 ایسٹرن اسٹوڈیو کمپاؤنڈ، B-16، سائٹ کراچی
فون نمبر	:	021-32581720 : 0300-2472238
ای میل	:	atlantis.publications@hotmail.com
آئی۔ ایس۔ بی۔ این	:	ISBN:978-969-601-213-9
سرورق	:	صہیب گرافکس
سن اشاعت	:	دسمبر ۲۰۱۹ء

اٹلانٹس پبلیکیشنز کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کے کسی حصے کی نقل، کسی قسم کی ذخیرہ کاری جہاں سے اسے دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہو یا کسی بھی شکل اور ذریعے سے ترسیل نہیں کی جاسکتی۔ یہ کتاب اس شرط کے تحت فروخت کی گئی ہے کہ اس کو بغیر ناشر کی پیشگی اجازت بطور تجارت یا بصورت دیگر مستعار دوبارہ فروخت نہیں کیا جائیگا۔

اٹلانٹس

ایک حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت سے بھرے دل سے دعا قبول نہیں کرتا۔

(ترمذی)

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔
☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔
☆ آپ نے کسی کو وقت تو دے نہیں رکھا۔
☆ آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے عبادت اور دوسرے کاموں سے فارغ ہولیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

پیش رس

یہ آخری خاص نمبر ہے۔ اردو ادب میں بچوں کے آخری مصنف کا آخری خاص نمبر۔ اشتیاق احمد نے اسے دو حصوں میں لکھا۔ قاتل کا اغوا + قاتل کی واپسی ... اور پھر خود ہی ان دونوں کو جمع کر کے نام دے دیا قاتل کا انتقام۔ لہٰذا آخری خاص نمبر کا نام ہے قاتل کا انتقام اور یہ نام کسی اور کا نہیں اشتیاق احمد کا دیا ہوا ہے اور اس لیے اس پر سوال اٹھانے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ اس بابت اشتیاق احمد کی تحریر کا عکس آپ کے لیے انہی صفحات پر آویزاں کر دیا گیا ہے۔ اس ناول کا جب اشتہار دیا گیا تھا تو نام لکھا گیا تھا "قاتل کا اغوا" ... لیکن جب قاتل کی واپسی کی کتابت کا آغاز ہوا تو نظر پڑی اشتیاق احمد کی اس تحریر پر ... اور یوں یہ طے پایا کہ اس کا نام قاتل کا انتقام کر دیا جائے۔ قاتل کا انتقام انسپکٹر جمشید پارٹی اور انسپکٹر کامران مرزا پارٹی کا مشترکہ خاص نمبر ہے۔ اس میں شوکی برادرز نہیں ہیں۔ حالانکہ روایت تو یہ رہی ہے کہ خاص نمبروں میں تینوں ہی پارٹیاں ہوتی ہیں۔ لیکن قدرت کا بھی عجیب ہی حساب کتاب ہے ... ایک عجیب ہی دائرہ ہے۔ یاد کیجیے کہ پہلے خاص نمبر میں بھی یہ دو ہی پارٹیاں تھیں اور آخری خاص نمبر میں بھی یہی دو پارٹیاں ہیں۔ ان باتوں میں شاید کسی کے ارادے کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ یہ تو بس ہو جاتی ہیں۔ جب یہ خاص نمبر لکھا جا رہا تھا تو عظیم مصنف کو گمان بھی نہ تھا کہ یہ ناول خاص نمبر میں ڈھل جائے گا اور خاص نمبر بھی ایسا جس میں شوکی برادران بھی نہیں ہوں گے۔ گویا ایک طرح سے دائرہ مکمل ہوا۔ پہلا خاص نمبر جن دو پارٹیوں پر مشتمل تھا، آخری خاص نمبر بھی ان دونوں کے حصے میں آیا۔ یوں خاص نمبروں کا یہ سفر تمام ہوا۔ آئندہ برس عظیم مصنف کے لکھ کر چھوڑے ہوئے ناولوں کا سفر بھی اپنے اختتام کو پہنچے گا یا شاید سنہ ۲۰۲۱ء میں۔ آخری خاص نمبر قاتل کا انتقام کے ساتھ آپ پڑھیں گے کٹی ہوئی انگلی اور نواب پور کا محل۔ اس کے بعد چار ناول باقی رہ جائیں گے۔ لیکن اس کے بعد دو ناول اور بھی ہیں۔ لیکن وہ نامکمل ہیں۔ نامکمل اس لیے کہ موت نے مہلت نہ دی۔ اشتیاق احمد مسلسل لکھتے رہتے تھے۔ ایک ناول کا مسودہ مکمل ہو جاتا تو دوسرے پر کام شروع کر دیتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ دو ناول بیک وقت لکھ رہے ہوتے۔ ایک اٹلانٹس کیلئے اور ایک کسی ماہنامے میں قسط وار اشاعت کے لیے۔ لہٰذا ایک دو مسودوں کا داعی اجل کے اچانک بلاوے کے سبب نامکمل رہ جانا تو یقینی تھا۔ ان دو عدد نامکمل مسودوں کا مستقبل کیا ہو گا یہ کہنا سر دست مشکل ہے کہ آیا ان کو نامکمل صورت میں ہی شائع کر دیا جائے یا پھر کسی اچھے لکھنے والے سے مکمل کروایا کر منظرِ عام پر لایا جائے۔ اس حوالے سے دو رائے پائی جاتی ہیں اور دونوں ہی اپنی اپنی جگہ وزن رکھتی ہیں۔ مرحوم ابن صفی کا ایک نامکمل ناول "آدمی کی جڑیں" چالیس برس سے اشاعت کا منتظر ہے جبکہ عمران سیریز کا ایک ناول "آخری آدمی" ان کی شریک حیات نے مکمل کر کے شائع کیا۔ چارلس ڈکنز کا آخری ناول "دی مسٹری آف دی ایڈون ڈروڈ" نامکمل ہی شائع کیا گیا۔ میری کوشش ہے کہ عظیم مصنف کے دونوں نامکمل ناولوں کو مکمل کر کے شائع کیا جائے اور یہ کوشش میں ہی کروں۔ کسی کو برا لگے تو لگا کرے۔

قاتل کا انتقام ایک بے سمندر خاص نمبر ہے۔ عام روایت کے برعکس اس میں کوئی سمندری مہم درپیش نہیں اور نہ ہی کسی جزیرے یا سمندر کا سفر۔ لیکن سمندری مہم نہ سہی مہم تو ہے۔ دشمن ملک میں جا کر اس کے جاسوسوں سے ٹکر بھی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں آپ کو اشتیاق احمد کا ایک ایسا پہلو بھی دکھائی دے گا جو شاذ ہی نظر آیا ہے۔ دشمن کے جاسوسوں کے ڈھیروں روپ ہیں لیکن اشتیاق احمد کے قلم سے یہ روپ پہلی بار آشکار ہوا ہے۔ دوسرے حصے میں آپ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے۔ اچھا ویسے یہ جملہ اتنے تواتر سے استعمال ہوتا رہا ہے کہ اپنی معنویت کسی قدر کھو بیٹھا ہے۔ لیکن اس ناول میں یہ اپنی بھرپور معنویت سمیت موجود ہے۔ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کی حکمتِ عملی اور چال آپ کو عش عش کرنے پر مجبور کر دے گی۔ اشتیاق احمد کا قلم یوں تو ہم سب کو نصف صدی سے حیرتوں کے سمندروں میں غوطے دیتا ہی آیا ہے لیکن ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ

آپ کو ناول پڑھتے ہوئے ایسا لگے کہ جیسے اب انسپکٹر جمشید میں وہ دم خم ذہانت اور ہیرو ازم باقی نہیں رہا اور آپ کوفت میں مبتلا ہونے لگیں، لیکن عین اسی وقت آپ اچھل پڑیں - یہ خاص نمبر ایک ایسا ہی ناول ہے جہاں آپ کو انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا پارٹیوں کے ساتھ عظیم مصنف کا فن بھی اپنے عروج پر نظر آئے گا۔

بھاری دل کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس خاص نمبر کے ساتھ اردو میں بچوں کے ادب میں خاص نمبروں کا باب اپنے اختتام کو پہنچتا ہے ۔ اشتیاق احمد بچوں کے جاسوسی ادب کے عروج کا نام تھا۔ اشتیاق احمد کے ساتھ اردو میں ، پاکستان میں، ہندوستان میں، اردو بولنے لکھنے پڑھنے والوں کی دنیا میں، بچوں کے کتابی تحریری جاسوسی ادب کا سورج بھی غروب ہو گیا تھا۔ اشتیاق احمد کی وفات کے چار برس بعد خاص نمبروں کا روشن ستارہ بھی ڈوب گیا۔ ایک سال بعد جب اشتیاق احمد کا آخری ناول شائع ہو گا تو اردو جاسوسی ادب کی کائنات تاریکی کی گہرائیوں میں ڈوب جائے گی۔ پہلے خاص نمبر سے آخری خاص نمبر کے اس سفر میں چالیس برس بیت گئے۔ پہلا خاص نمبر شائع ہوا تو میری عمر تیرہ برس تھی ۔ کس کو پتا تھا کہ آخری خاص نمبر کا یہ پیش لفظ مجھے لکھنا ہو گا۔ اردو جاسوسی ادب کے اس آخری باب کی قبر کا کتبہ مجھے اپنے ہاتھ سے لکھنا ہوگا ... کسے پتا تھا کہ خون کا سمندر ، جیرال کا منصوبہ، ملاشا کا زلزلہ، وادیٔ دہشت، جھیل کی موت، شیطان کے پجاری، باطل قیامت، بیگال مشن، جزیرے کا سمندر ، دائرے کا سمندر ، غار کا سمندر، غلامی کا سمندر، پہاڑ کا سمندر، بادلوں کے اس پار اور درجنوں خاص نمبروں سے ہوتا ہوا یہ سفر فائل کا انتقام پر اپنے انجام کو پہنچے گا۔

ثبات بس اک تغیر کو ہے زمانے میں

آخری خاص نمبر آپ کے حوالے۔ خدا حافظ۔

فاروق احمد

آخری خاص نمبر کی یہ دو باتیں میں نے نہیں لکھیں ... اس سے پہلے کہ ان کے لکھے جانے کا وقت آتا، میرا وقت آ گیا اور مجھے جانا پڑ گیا اپنے خالق حقیقی کے پاس ... آخری برسوں میں یوں بھی ہوا کرتا کہ میں ناول لکھ کر فاروق کو دے دیا کرتا ... پھر جب اس ناول کی اشاعت کی باری آتی تو قلم اٹھاتا ''دو باتیں'' لکھتا اور بھیج دیتا ... لیکن فائل کا انتقام کی باری آئی میری باری آنے کے بعد ... لہٰذا اس کی دو باتیں لکھی نہ جا سکیں ... مہلت جو نہ ملی ... پھر میں نے سوچا ... اگر کوئی طریقہ ایسا ہوتا کہ فاروق مجھے یہاں فون کر کے کہہ سکتا کہ ... ''فائل کا انتقام پریس میں جانے کو تیار ہے، دو باتیں بھیج دیں'' ... تو میں یہاں سے کس طرح کی دو باتیں لکھ کر بھیجتا ... بس میں نے یہ سوچا اور اس طرح کی دو باتیں لکھوا ڈالیں۔

اب آپ خاص نمبر پڑھیے اور اپنی رائے سے آگاہ کیجیے ...

کیسے؟ ... یہ آپ جانیے !!

Scanned with CamScanner

آخری خاص نمبر

پہلا حصہ

فائل کا اغوا

اٹلانٹس

خوفناک الزام

سنابر ریان نے فائل اٹھانے کے لیے ہاتھ میز کی طرف بڑھایا اور پھر دھک سے رہ گئے ... فائل میز پر نہیں تھی۔

رات سونے سے پہلے انہوں نے اس خفیہ فائل پر کام مکمل کیا تھا کیونکہ صبح چیف سیکرٹری کی میز پر وہ فائل موجود ہونی چاہیے تھی ... چیف سیکرٹری مورث البانی نے اسے یہی ہدایت دی تھی۔

انہوں نے سر کو ایک جھٹکا دیا اور سوچا۔

''سونے سے پہلے میں نے فائل میز پر ہی رکھی تھی نا۔''

''ہاں بالکل! میز پر ہی رکھی تھی۔'' ذہن نے جواب دیا۔

''تب پھر فائل میز پر کیوں نہیں ہے۔'' انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔ پھر انہوں نے گھبراہٹ کے عالم میں پورے کمرے پر نظر ڈالی۔ سیف کو کھول کر دیکھا ... اگرچہ بہت اچھی طرح یاد تھا کہ فائل کو سیف میں تو رکھا ہی نہیں تھا، میز پر ہی رکھا تھا۔ لیکن پھر بھی سیف کو دیکھا ...کمرے کی دونوں الماریوں کو دیکھا ... میز کی دراز کو دیکھا ...

لیکن فائل تو اس طرح گم تھی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

Scanned with CamScanner

پھر وہ اپنے کمرے سے نکل آئے ... ان کے بیوی بچے ابھی تک سوئے پڑے تھے ... سب سے پہلے انہوں نے بیرونی دروازے کو دیکھا ... وہ بدستور اندر سے بند تھا اور دروازہ لاک تھا ... اب سیڑھیوں کی طرف دوڑے اور اوپر چڑھتے چلے گئے ... لیکن زینہ تو اندر سے بند تھا ... گویا نہ تو کوئی زینے کی طرف سے آیا تھا نہ گھر کے دروازے کی طرف سے ... مطلب یہ کہ باہر سے کوئی بھی اندر نہیں آیا تھا ...

تب پھر فائل میز پر کیوں نہیں تھی۔

رات کو چونکہ دیر تک فائل پر کام کیا تھا اس لیے اپنے دفتری کام کاج والے کمرے میں سو گئے تھے ... ان کے گھر کا یہ کمرہ صرف دفتری کاموں کے لیے تھا... ان کی گھبراہٹ میں ہر لمحے اضافہ ہو رہا تھا ...

جب کہیں بھی فائل نہ ملی تو انہوں نے اپنی بیوی کو جگایا ...

'' اوہ ! آج دیر ہو گئی ۔'' وہ آنکھیں ملتے ہوئے بولیں۔

'' مارو گولی دیر کو اور بتاؤ فائل کہاں ہے؟ تم نے فائل کہاں رکھ دی ۔''

'' فائل ؟ کیا مطلب کون سی فائل کیسی فائل ... مجھے تو نہیں دی آپ نے فائل ... اور پھر دفتری معاملات تو آپ نے بالکل الگ کر رکھے ہیں ... ہم میں سے کوئی آپ کے دفتری کمرے میں جاتا تک نہیں ... اور ایسا آپ کی ہدایت کی وجہ سے ہی ہے ۔''

'' میں ایسے ہی احتیاطاً پوچھ رہا ہوں کیونکہ رات دیر تک میں نے جس فائل پر کام کیا تھا وہ فائل میز پر رکھ دی تھی ... لیکن اب فائل میز پر نہیں

ہے ... میں نے کمرے میں اچھی طرح دیکھ لیا ہے ۔''

'' تب پھر رات کوئی چور اندر آ گیا ہو گا ... وہ آپ کی فائل لے گیا۔''

'' ایسا بھی نہیں ہوا ... اس لیے کہ گھر کا دروازہ بند ہے، زینے کا دروازہ بند ہے ۔''

'' اوہ ! لیکن یہ کیسے ممکن ہے ... فائل کے پر تو ہوتے نہیں کہ وہ کسی پرندے کی طرح پھر سے اڑ گئی ہو گی ۔''

''ہاں بیگم ... بچے بھی سو رہے ہیں اور یہ تو رات تم سے پہلے ہی سو گئے تھے ... پھر میں نے سونے سے پہلے اپنے کمرے کا دروازہ بھی اندر سے بند کیا تھا ... اور جب میں اٹھا ہوں تو دروازہ جوں کا توں بند تھا۔''

'' اف مالک ! پھر فائل بھلا کہاں چلی گئی اور کیسے چلی گئی ... یہ تو کوئی جادوئی چکر لگتا ہے ۔'' ان کی بیگم نے مارے خوف کے کہا ۔

'' اگر ایسا ہے تو کون میری سنے گا ... سب یہی کہیں گے فائل اس نے خود غائب کی ہے بلکہ اس کا سودا کسی دشمن ملک سے کیا ہے اور اس کے بدلے میں بہت بڑی رقم وصول کی ہے ... تمھیں معلوم نہیں عاتکہ بیگم وہ فائل کس قدر اہم ہے اور البانی صاحب کو آج نو بجے مجھے وہ پہنچانی ہے ... لیکن اب میں کیسے پہنچاؤں گا بھلا... جانتی ہو بیگم اس کے بعد کیا ہو گا ...''

یہاں تک کہہ کر سنابر ریان رک گئے ... ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور آنکھوں میں ویرانی کی کیفیت بڑھتی چلی جا رہی تھی ۔

'' کیا ہو گا ۔'' عاتکہ بیگم نے مارے خوف کے کہا ۔

Scanned with CamScanner

'' مجھے فوری طور پر معطل کر دیا جائیگا بلکہ ...'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

'' بلکہ کیا ؟''

'' بلکہ ہوسکتا ہے مجھے گرفتار بھی کیا جائے۔''

'' کیا ... نن ... نہیں۔''

وہ چلا اٹھیں ... ان کی آنکھوں میں بے تحاشہ خوف پھیل گیا۔

ان کے چیخنے کی آواز سن کر ان کے بچے جاگ گئے ...

تینوں بچے آٹھ اور بارہ سال کے درمیان کی عمروں کے تھے۔

'' کیا ہوا امی جان ... خیر تو ہے۔'' وہ ایک ساتھ چلا اٹھے۔

وہ بچوں کی طرف مڑے ... چند لمحے تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے انھیں دیکھتے رہے ... پھر سنابر ریان نے کہا۔

''رات تم میرے سونے کے بعد میرے کمرے میں آئے تھے ؟''

'' جی نہیں ... ہم ... ہم تو بہت جلد سو گئے تھے ... دن میں کرکٹ کھیلتے رہے تھے نا ڈیڈی ... بس جلد نیند آگئی تھی اور ابھی اٹھے ہیں ... لیکن ہوا کیا۔''

'' میرے کمرے سے بہت اہم فائل غائب ہے ... اتنی اہم کہ بتا نہیں سکتا، اور حیرت کی بات یہ ہے کہ فائل بند کمرے سے غائب ہوئی ہے۔''

'' آپ نے کمرے کی چھت کا جائزہ لیا ہے ... کوئی چھت کے راستے تو کمرے میں داخل نہیں ہوا؟'' بڑے بیٹے نے کہا۔

''کیسی باتیں کرتے ہو اجمل۔ چھت بالکل درست حالت میں ہے۔''

'' اور کھڑکی۔''

'' بھئی اس میں تو پہلے ہی سلاخیں لگی ہیں ... اور وہ تھی بھی بند ... اب بھی بند ہے۔''

'' تب پھر یہ ضرور کسی جن بھوت کا کام ہے۔'' اجمل بولا۔

'' پاگل ہو گئے ہو اجمل ... کسی جن کو فائل کی کیا ضرورت تھی۔''

'' تب پھر کسی غیر ملکی طاقت کو تو ضرورت ہو سکتی ہے ڈیڈی۔''

'' اوہ !'' ان کے منہ سے نکلا ...

اب وہ لگے ایک دوسرے کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے ...

'' اب کیا کریں۔ اب کیا ہوگا۔'' سنابر نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

''یا اللہ رحم !''

'' اب اس کا ایک ہی حل ہے ... یہ کہ آپ مورث البانی صاحب کو ساری بات بتا دیں اور وقت سے پہلے بتا دیں ... ورنہ عین وقت آپ انہیں فائل پیش نہ کر سکے تو ان کی ناراضی کا نجانے کیا عالم ہوگا۔''

'' اچھی بات ہے ... میں ان کے گھر جاتا ہوں۔''

'' ہاں بس ... یہی کریں۔''

انہوں نے اپنی کار نکالی اور روانہ ہو گئے۔

ان کا دل دھک دھک کر رہا تھا ... بیس منٹ کے سفر کے بعد وہ البانی صاحب کی کوٹھی پہنچ گئے ... ان کے چوکیدار نے انھیں اتنے صبح سویرے دیکھ کر حیرت زدہ انداز میں کہا: ''خیر تو ہے سر۔''

Scanned with CamScanner

''نہیں خیر نہیں ہے ... تم صاحب کو بتاؤ میں آیا ہوں۔''

''جی اچھا!''

اور وہ اندر چلا گیا ... ان کے لیے اس نے گیٹ کھول دیا تھا اور وہ اپنی کار اندر لے آئے تھے۔ کار سے نکل کر وہ لان میں بیٹھ گئے۔ وہاں مہمانوں کیلئے بہت خوب صورت کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ جلد ہی انھیں مورث البانی صاحب نظر آئے۔ ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔

''آپ کو اتنے سویرے دیکھ کر میں پریشان ہو گیا ہوں ... چوکیدار نے بھی بتایا ہے کہ کوئی گڑبڑ ہے ... آپ کو تو ٹھیک نو بجے فائل لے کر میرے پاس آنا تھا ... وہاں آج اس فائل کے سلسلے میں میٹنگ ہے۔''

''یس سر ... لیکن سر اب شاید ایسا نہ ہو سکے۔''

''کیا مطلب؟'' وہ چلّائے۔

''فائل غائب ہو گئی ہے سر۔'' انہوں نے بڑی مشکل سے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہیں ایان صاحب۔''

مارے خوف کے البانی صاحب چلّا اٹھے۔

''میں آپ کو پوری بات بتاتا ہوں۔''

''بتایئے!'' البانی صاحب نے سرد آواز میں کہا۔

اور انہوں نے ساری تفصیل سنا دی۔

ان کے خاموش ہونے پر البانی صاحب بولے۔

''ایان صاحب ... کیا آپ کی اس کہانی پر کوئی یقین کرے گا۔''

''جی نہیں ... لیکن بات ہے یہی۔''

''پورے ملک میں کوئی بھی یقین نہیں کرے گا ... لہٰذا جو بات سچ ہے آپ وہ بتا دیں۔''

''سر! میں نے سچ ہی کہا ہے ... ایک بات بھی جھوٹ نہیں کہی۔''

''میں نہیں مان سکتا نہ ہی کوئی اور مانے گا ... سنا آپ نے ... فائل آپ نے خود غائب کی ہے۔ اور شاید کسی سے اس کا سودا کر لیا ہے۔''

''یہ ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ... کیا آپ اتنا بھی نہیں سمجھ رہے کہ میرے خود فائل غائب کر دینے کے بعد مجھ پر کیا کیا الزامات لگیں گے ... کیا میں اتنا بھی نہیں سمجھ سکتا ... میں اس فائل کی اہمیت جانتا ہوں ... اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کے غائب کرنے کا الزام اب مجھ پر ہی لگے گا ... پھر میں کیسے ایسا کام کر سکتا تھا ... آپ یقین کریں جو ہوا ہے میں نے وہی بیان کیا ہے۔''

''افسوس! میں اس بات کو سچ ماننے سے انکار کرتا ہوں ... آپ دفتر پہنچ جائیں ... وہیں اس معاملے پر سب کی موجودگی میں بات ہو گی۔''

''جی اچھا!'' انہوں نے مردہ لہجے میں کہا۔

حالات ان کے بالکل خلاف جا رہے تھے ...

وہ وہاں سے گھر آئے تو ان سے اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا ... انہوں نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں انھیں بتایا کہ البانی صاحب نے کیا کہا ہے اور بے سدھ ہو کر بستر پر گر گئے ... ان کی بیوی بچے سکتے کے

Scanned with CamScanner

عالم میں ان کے گرد بیٹھ گئے ... ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ... وہ رونے لگے ... انھیں روتے دیکھ کر سنابر بھی رونے لگے ۔

بہت دیر تک روتے رہنے سے ان کے جی کچھ ہلکے ہو گئے اور وہ اس قابل ہو گئے کہ تیار ہو کر دفتر جا سکیں ۔

وہ دفتر پہنچے تو نو بجنے والے تھے ... وہ سیدھے البانی صاحب کے کمرے میں چلے آئے ... میٹنگ انہی کے کمرے میں تھی ... ابھی البانی صاحب نہیں آئے تھے ... میٹنگ میں شریک ہونے والے چند آفیسر ضرور آ چکے تھے اور غالباً انہیں معاملے کا کوئی پتا نہیں تھا ... سلام کر کے وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئے ... آخر ٹھیک نو بجے مورث البانی اندر داخل ہوئے ... پھر ان کے وزیرِ خارجہ اندر آ گئے ... اور آتے ہی بولے ۔

'' ہاں البانی صاحب ... شروع کریں فائل پر بات ۔''

'' م مجھے افسوس ہے سر ... آج فائل پر بات نہیں ہو سکے گی۔''

'' کیا مطلب !'' وزیرِ خارجہ نے چونک کر کہا ۔

'' اس لیے کہ سر... سنابر ایان کے گھر سے وہ فائل غائب ہو گئی ہے ... اور جو کہانی انہوں نے سنائی ہے، اس پر کسی کو بھی یقین نہیں آ سکتا ۔''

'' کیا مطلب ؟'' وزیرِ خارجہ نے جھلا کر کہا ۔ ان کی بھنویں تن گئیں۔

''پہلے میں آپ کو ان کی کہانی سناتا ہوں ۔''

اب مورث البانی نے ساری تفصیل سنا دی ...

سب لوگ حیرت کا بت بنے اس کہانی کو سنتے رہے ...

پھر ان کے خاموش ہوتے ہی سب چلا اٹھے ۔

'' جھوٹ ... سفید جھوٹ ... یہ ناممکن ہے .. سنابر ایان جھوٹ بول رہے ہیں ... انہوں نے فائل خود غائب کی ہے ...کسی غیر ملکی طاقت سے فائل کا سودا کر لیا ہے انہوں نے ... اور ظاہر ہے اس سودے کے بدلے میں انہیں کوئی بہت بڑی رقم ملی ہو گی ۔''

وزیرِ خارجہ کہتے چلے گئے ۔

''نن ... نہیں۔'' سنابر ایان چلا اٹھے ...

ان کے لیے یہ الزام انتہائی خوفناک تھا ۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

فائل

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے۔

سنابر ایان پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کو دیکھتے رہے... انھیں اپنا سر گھومتا محسوس ہو رہا تھا... یوں لگ رہا تھا وہ ابھی گریں گے اور بے ہوش ہو جائیں گے... لیکن ایسا نہیں ہوا... وہ مضبوط اعصاب کے مالک تھے... انہوں نے کچھ لمحے گزر جانے کے بعد کہا۔

"ایسا نہیں ہے... میں نے جھوٹ نہیں بولا..."

"سنابر ایان صاحب!" مورث البانی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا: "آپ بتائیں بند کمرے سے فائل کس طرح غائب ہو سکتی ہے۔"

"یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے۔" وہ بے چارگی کے عالم میں بولا۔

"تب پھر ہم کیا سمجھیں... کیا پورے ملک میں کوئی آپ کی بات پر یقین کرے گا... کوئی اس واقعے کی وضاحت کر سکے گا۔"

"نن نہیں۔" وہ کانپ گئے۔

"تب پھر اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ فائل آپ نے خود غائب کی ہے اور کسی غیر ملکی طاقت سے اس کا سودا کیا ہے... اور اگر ہمارے کسی دشمن ملک سے یہ سودا کیا ہے تو پھر اس کے نتائج ہولناک ہوں گے کیونکہ اس

فائل میں ایک بہت بڑا راز موجود ہے... وہ راز یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا... ہم اس پر بات بھی نہیں کر سکتے... ہم یہاں اس لیے تو جمع بھی نہیں ہوئے... میٹنگ تو اس فائل کی چند شقوں پر بلائی گئی ہے... اس لیے آپ سے پہلا سوال یہ ہے فائل کہاں ہے۔"

"افسوس! میں نہیں جانتا۔"

"میرے خیال میں اس معاملے میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنا آسان کام ہے۔" ایک آفیسر بولے۔

"جی مرزوق رانا صاحب فرمایئے... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"ان کے بنک اکاؤنٹ چیک کر لیے جائیں... چند دن میں کوئی بڑی رقم جمع کرائی گئی ہے یا نہیں۔"

"اوہ ہاں رانا صاحب! آپ نے بالکل ٹھیک کہا... یہ کام کیا مشکل ہے... ایان صاحب آپ کے اکاؤنٹ نمبر کیا کیا ہیں... اور آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں اگر ہم اکاؤنٹ چیک کر لیں۔" وزیر خارجہ نے فوراً کہا۔

"جی نہیں... اس میں اعتراض کیا... میں اکاؤنٹ نمبر اور بنکوں کے نام لکھ دیتا ہوں۔" سنابر ریان نے فوراً کہا۔

"شکریہ۔"

انہوں نے نمبر لکھ دیے۔ اب وزیر خارجہ صاحب کے اسسٹنٹ مرزوق رانا نے وہ نمبر فون پر لکھوائے اور ہدایات دیں۔

اب سب لگے انتظار کرنے۔ شاید وہ کسی اطلاع کے ملنے سے پہلے کوئی

Scanned with CamScanner

بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھے۔

آخر پندرہ منٹ کے بعد مرزوق رانا کے موبائل کی گھنٹی بجی ...

"ہاں بھئی کیا رپورٹ ہے۔"

دوسری طرف سے انھیں کچھ بتایا گیا ... وہ بری طرح اچھلے ...

ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔ "کیا !!!"

پھر فون کر کے انہوں نے سب پر ایک نظر ڈالی اور آخر میں ان کی نظریں وزیر خارجہ پر جم گئیں۔

"تین بنکوں کی رپورٹ یہ ہے آج ہی ... یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ان کے اکاؤنٹوں میں دس دس کروڑ روپے جمع کرائے گئے ہیں۔"

"ن ... نہیں۔" وہ چلا اٹھے۔

مارے خوف کے ان کی آنکھیں پھیل گئیں ...

"اب مسٹر ستابر ... اب آپ کیا کہتے ہیں۔"

"مجھے نہیں معلوم میرے اکاؤنٹ میں رقمیں کس نے جمع کرائی ہیں۔"

"آپ کے یہ کہنے سے کیا ہوتا ہے ... آپ نے فائل کے بارے میں جو وضاحت کی ہے وہ کسی کو قبول نہیں ... اب رقم والی بات سے انکار کر رہے ہیں ... لیکن آپ کی باتوں پر یقین کون کرے گا ... ہمیں افسوس ہے ایان صاحب ... آپ کو حراست میں لیا جاتا ہے۔"

ستابر ریان کا بدن سن ہو گیا ... وہ ساکت رہ گئے ... پھر مرزوق رانا کے اشارے پر پولیس کو فون کیا گیا ... پولیس آئی اور انھیں لے گئی ...

O

ستابر ایان کے گھر کے فون کی گھنٹی بجی ... ان کی بیگم نے بے تابانہ انداز میں ریسیور اٹھایا ... دوسری طرف سے کسی نے کہا:

"میں ایان صاحب کے دفتر سے بات کر رہا ہوں ... ان کا چپراسی۔"

"ہاں جاوید بابا... کیا خبر ہے۔"

"انھیں گرفتار کر لیا گیا ہے بیٹی ... جو کر سکتی ہو کر لو۔" جاوید بابا نے روتے ہوئے کہا۔

"نہیں !!!" وہ چلا اٹھیں۔ پھر ریسیور ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"کیا ہوا امی جان۔"

ان کے بچے اور گھر کے دوسرے افراد ان کے گرد جمع ہو گئے۔

"انھیں ... میرے بچو ... انھیں گرفتار کر لیا گیا ہے ... حالانکہ ہم جانتے ہیں ... وہ سو فیصد بے گناہ ہیں ... وہ فائل کے گم ہوتے ہی صبح سویرے کس قدر پریشان تھے یہ تو ہم جانتے ہیں ... اب ... اب ہم کیا کریں۔"

"آپ ... آپ فون کریں ان کے وکیل کو ... وکیل انکل تو ان کے دوست ہیں۔"

"ٹھیک کہا تم نے۔" بیگم ستابر نے کہا اور پھر وکیل کے نمبر ڈائل کرنے لگیں ... سلسلہ ملتے ہی بولیں:

Scanned with CamScanner

"انوار بھائی ... آپ کو کوئی اطلاع ملی ہے یا نہیں ۔"

"کیسی اطلاع بھابھی ؟"

"آپ کے دوست کو حراست میں لے لیا گیا ۔"

"کیا کہا ۔" مارے حیرت کے انوار علیگ بولے ۔

"آپ فوراً یہاں آ جائیں ... ہم آپ کے ساتھ جا کر حوالات میں ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں ... پھر آپ کو ان کی فوری ضمانت کا بھی کچھ کرنا ہے ۔"

"آپ فکر نہ کریں بھابھی ... ان کی ضمانت انشاء اللہ آج ہی ہو جائے گی ... اگر میں ایسا نہ کر سکا تو میری وکالت کس کام آئے گی ... میں آ رہا ہوں ... وہیں پہنچ کر حالات معلوم کروں گا ... آپ پریشان نہ ہوں ۔"

"شکریہ بھائی صاحب ۔"

"ارے ارے بھابھی ... آپ اپنے بھائی کا شکریہ ادا کر رہی ہیں ... خیر میں آ رہا ہوں ۔"

اور پھر صرف چند منٹ بعد انوار علیگ وہاں پہنچ گئے ... وہ بچوں سے گرم جوشی سے ملے ۔ پھر بیگم سنابر نے انھیں ساری تفصیل سنا دی ۔

"ابھی چلتے ہیں ... پہلے میں یہ معلوم کر لوں کہ انھیں رکھا کہاں گیا ہے ... کہیں کسی تھانے کی عام حوالات میں تو نہیں ۔"

انہوں نے سنابر ریان صاحب کے دفتر فون کیا ...

ادھر سے ان کے چپراسی نے فون اٹھایا ۔

"جاوید بابا ... سنابر صاحب کو کہاں رکھا گیا ہے ۔"

"دفتر کے ہی ایک کمرے میں نظر بند کیا گیا ہے ... یہ فیصلہ بعد میں ہو گا کہ انھیں کہاں رکھا جائے گا ۔"

"اچھی بات ہے ... ہم آ رہے ہیں ۔"

اب وہ سب دفتر پہنچے ... اور اس کمرے کے دروازے پر پہنچے جہاں انھیں رکھا گیا تھا ... دروازے پر پولیس موجود تھی ۔

"میں سنابر ایان صاحب کا وکیل ہوں ... ان سے ملنا چاہتا ہوں ۔"

"ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں جناب ! آپ مرزوق رانا صاحب سے اجازت لے لیں ... انھیں ان کے حکم سے یہاں رکھا گیا ہے ۔"

"اچھی بات ہے ... مرزوق رانا وزیر خارجہ صاحب کے مشیر ہیں نا ۔"

"جی ہاں ! سنابر صاحب کے چپراسی کے ساتھ چلیں جائیں ۔"

"ٹھیک ہے ... شکریہ ۔"

چپراسی انھیں مرزوق کے دفتر تک لے گیا ... وہ اندر داخل ہوئے تو مرزوق کسی سے فون پر بات کر رہے تھے ۔

وکیل کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ان کا منہ بن گیا ...

"السلام علیکم مرزوق رانا صاحب ! میں سنابر ایان کا وکیل ہوں اور ان سے ملنا چاہتا ہوں ۔"

"ابھی ان سے کسی کو ملنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔"

"لیکن جناب ! قانون انھیں اپنا وکیل کرنے کی اجازت دیتا ہے اور

Scanned with CamScanner

وکیل کو ان سے ملنے کا حق بھی قانون نے دیا ہے ... اگر آپ نے ہمیں
ان سے نہ ملنے دیا تو ہم اسی وقت عدالت سے آرڈر لے آئیں گے ...
اس صورت میں آپ کو ملنے کی اجازت دینا پڑے گی ... اس طرح آپ کی
سبکی ہوگی ... بہتر یہی ہے کہ اس سے پہلے ہی ہمیں ان سے ملنے دیا
جائے ... اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ... ہم ان سے معلومات حاصل
کریں گے اور بس۔"

"اچھی بات ہے ... آپ مل لیں۔" مرزوق نے برا سا منہ بنایا اور
پھر اپنے چپراسی کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔

وہ اندر داخل ہوئے تو سنابر ایان اچھل کر کھڑے ہو گئے اور انوار علیگ
کے گلے سے لگ کر سسک پڑے۔

"ارے ارے تم جوان آدمی ہو اور رو رہے ہو ... بری بات ہے۔"

سنابر ایان نے جلدی خود پر قابو پا لیا۔

"اب میں تفصیل سننا چاہتا ہوں۔"

سنابر ایان نے ساری بات تفصیل سے بتا دی ... رقم والی بات بھی دہرا
دی ... ان کے خاموش ہوتے ہی وہ بولے۔

"رقم والی بات عجیب نہیں ... جس یہ بھی یہ سازش کی ہے رقم بھی اس
نے جمع کرائی ہے ... آج کل کسی کے اکاؤنٹ میں رقم جمع کرانا کیا مشکل
ہے ... اور بنک اکاؤنٹ کے بارے میں معلوم کر لینا بھی کچھ مشکل نہیں ...
اصل سوال تو فائل کا ہے۔"

"اسی پر تو ہم سب حیران ہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں ... آج کا دور سائنس کے عروج کا دور ہے ... یہ
تو اب ہم پتا چلائیں گے کہ آخر فائل کس طرح غائب کی گئی ... رقم جمع
کرائے جانے سے یہ بات تو یقینی ہو گئی ہے کہ یہ سازش ہے ...
پہلے میں ضمانت کراتا ہوں پھر باقی کام کریں گے ... میں چلا۔"

"ٹھیک ہے بھائی! ہم یہیں ہیں۔"

اور پھر انوار علیگ چلے گئے ... دو گھنٹے کے بعد ان کی واپسی ہوئی ... وہ
سیدھے مرزوق رانا کے کمرے کی طرف چلے گئے ... انہوں نے ضمانت
کے کاغذات ان کے سامنے رکھ دیے ... مرزوق رانا نے کاغذات دیکھے،
پھر ایک نظر وکیل انوار علیگ پر ڈالی ... اور بولے۔

"علیگ صاحب! بہت جلد ضمانت کروا لی ... چلو خیر ... اصل مسئلہ
فائل کا ہے ... اور آپ خود سوچیں ... فائل کے معاملے میں سنابر صاحب
مجرم ہیں یا نہیں ... اگر نہیں تو کس طرح ..."

"میں عدالت میں اپنے موکل کو سو فیصد بے گناہ ثابت کروں گا ...
آپ مطمئن رہیے۔"

"مطمئن کیسے رہوں ... اصل مسئلہ فائل کا ہے اور فائل غائب ہے۔"

"سنابر آپ کے محکمے کے آدمی ہیں ... محکمے میں رہنے والے ان کے
کردار سے اچھی طرح واقف ہوں گے ... آپ خود بتائیں ... کیا ہو فائل
کا سودا کر سکتے ہیں۔"

Scanned with CamScanner

اچھے اچھے بک جاتے ہیں ... اصل
'' ملیگ صاحب ! اس دنیا میں
بات یہ ہے کہ ان سے بہت بھاری غلطی ہو گئی ۔'' مرزوق رانا مسکرائے ۔

'' جی ... کیا مطلب ؟''

''مطلب یہ کہ ان کا کہنا ہے فائل بند کمرے سے غائب ہوئی ... گھر میں کوئی آیا نہ گیا ... حالانکہ انہیں تو یہ ظاہر کرنا چاہیے تھا کہ کوئی اندر داخل ہوا اور فائل اڑا لے گیا ... اس سلسلے میں گھر کا کوئی تالا وغیرہ ٹوٹا ہوا دکھا دیتے ... اب ان کی کہانی پر کون یقین کرے گا ... آپ کا موکل پھنس جائے گا انوار علیگ صاحب ... میری اس بات کو لکھ لیں۔''

'' اور مرزوق رانا صاحب ! آپ بھی میری اس بات کو لکھ لیں ... میں سنابر کو بچپن سے جانتا ہوں ... ان کا کردار میرے سامنے ہے ... ان جیسے دیانت دار آدمی آج کل کم ہی ملتے ہیں ... اور میں ان کی بے گناہی ثابت کروں گا ۔''

'' جس دن ایسا ہوا اس دن میں آپ کو مبارک باد دوں گا ...لیکن اگر سنابر مجرم ثابت ہو گئے تو پھر مجھے اجازت دیجیے گا ۔''

''کس بات کی اجازت ؟''انوار علیگ نے انہیں گھورا ۔

'' اپنے اوپر ہنسنے کی ۔''

'' اوہ ضرور ... یہ اجازت تو میں ابھی دے دیتا ہوں ۔''

'' چلیے ٹھیک ہے ... اب میرے موکل کو فارغ کر دیں ۔'' انوار علیگ نے خوش گوار موڈ میں کہا ... وہ جلد غصے میں آنا نہیں جانتے تھے ۔

جلد ہی سنابر ریان کمرے میں داخل ہوئے ...

دونوں دوست پرجوش انداز میں گلے ملے ...

پھر انہوں نے مرزوق رانا سے ہاتھ ملائے اور جانے کیلئے مڑے ۔

''آپ نے دفتری آرڈر نہیں سنے سنابر صاحب ۔''

'' جی فرمایئے ۔''

'' کیس کا فیصلہ ہونے تک آپ معطل رہیں گے ... اگر کیس کا فیصلہ آپ کے حق میں ہوگیا تو آپ کو ملازمت پر بحال کر دیا جائے گا ... اور آپ کے واجبات بھی تمام ادا کیے جائیں گے ۔''

'' کوئی بات نہیں سر۔''

اور پھر وہ وہاں سے سیدھے گھر آئے ... سنابر کے بچے ان سے لپٹ گئے ... ان کی بیگم بھی آنکھوں میں آنسو لیے باہر نکل گئیں ... اب ان کے چہروں پر خوشی ہی خوشی تھی ... لیکن سنابر ریان بہت فکر مند بھی تھے ...

ایسے میں انہوں نے کہا : ''انوار میرے دوست! فائل والا معاملہ اب تک سمجھ میں نہیں آیا ... آخر فائل کا سراغ کس طرح لگائیں گے ... اور جب تک فائل نہیں مل جاتی یا اسے اڑانے والے نہیں مل جاتے، محکمہ مجھے بے گناہ قرار نہیں دے گا ... عدالت بھی مجھے نہیں چھوڑے گی ۔''

'' تم فکر نہ کرو ۔''انوار مسکرائے ۔

'' اوہ ... میں فکر بھی نہ کروں ۔'' وہ اداس انداز میں مسکرائے ۔

''ہاں تم فکر نہ کرو... اللہ مالک ہے ... چائے پی کر ایک جگہ چلتے ہیں

Scanned with CamScanner

... میرے ایک دوست ہیں ... وہ اس معاملے میں بہتر مشورہ دیں گے ۔''

''اور ... وہ کون ہیں ۔''

''خود ہی دیکھ لیجئے گا ... آیئے چلیں ۔''

''انکل ہم ... یعنی کہ ہم بھی چلیں ۔''

''تم لوگ کیا کرو گے ۔'' شاہر ریان نے جلدی سے کہا ۔

''کوئی حرج نہیں ... ان سے میری بہت اچھی علیک سلیک ہے ... برا نہیں مانیں گے ۔''

''اور وہ ہیں کون ۔''

''ابھی تم دیکھ ہی لو گے ... چلو چلیں ۔''

''ابھی ہم نے چائے نہیں پی ۔''

''اوہ ہاں واقعی ! ایک لحاظ سے چائے پی کر ہی جانا چاہیے ۔''

''یہ کیا بات ہوئی ۔''

''یہ بات بھی پھر بتاؤں گا ۔''

اور پھر انہوں نے چائے پی ... اس کے بعد گھر سے نکلے ...

وکیل صاحب نے انہیں اپنی گاڑی میں بٹھایا اور روانہ ہوئے ... اسی وقت شاہر ایان کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی ... انہوں نے چونک کر موبائل نکالا ... اسکرین پر ایک انجانا نام نظر آیا ... بٹن دبایا تو دوسری طرف سے ایک کھردری آواز سنائی دی ۔ ''کیوں کیسی رہی ۔''

''کیا مطلب ؟''

''مطلب یہ کہ تم ابھی تک نہیں سمجھے ... خیر کوئی بات نہیں بہت جلد سمجھ جاؤ گے ... خدا حافظ ۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا ... انہوں نے فوراً وہ نمبر ڈائل کیا ... لیکن موبائل بند ملا ۔

''کون تھا ۔'' وکیل صاحب نے پوچھا ۔

''نمبر جانا پہچانا نہیں تھا ... اس نے بس اتنا کہا کہ کیوں کیسی رہی ... جواب میں نے جب یہ کہا کہ کیا مطلب تو اس نے کہا ،مطلب یہ کہ تم ابھی تک نہیں سمجھے ،خیر جلد سمجھ جاؤ گے اور یہ کہہ کر فون بند کر دیا گیا ۔''

''اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ سب سازش ہے ۔''

''ہاں اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ۔''

ان کا سفر پندرہ منٹ تک جاری رہا ... پھر انوار علیگ نے گاڑی ایک بہت کشادہ گلی میں موڑ لی ... ساتھ ہی بولے ۔

''وہ دیکھئے جن سے ملنے ہم آئے ہیں ۔''

ان کی نظریں سامنے کی طرف اٹھ گئیں ۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

پروفیسر

آنے والے صاحب اپنے دو بچوں کے ساتھ خوش گوار موڈ میں چلے آ رہے تھے ... ان کی نظریں ابھی ان کی طرف نہیں اٹھی تھیں ...

ادھر انوار علیگ کار ایک طرف کر کے روک چکے تھے اور کار سے نیچے اتر آئے تھے ... انھیں نیچے اترتے دیکھ کر سنابر ریان اور ان کے تینوں بچے بھی اتر آئے ... عین اسی وقت سامنے سے آنے والوں نے انہیں دیکھ لیا ... پل بھر کیلئے بچوں کے والد کے چہرے پر حیرت ابھری ...

پھر وہ مسکرا دیئے ... ان کے قدم پہلے کی نسبت تیز ہو گئے اور نزدیک آتے ہی وہ بولے : ''السلام علیکم انوار علیگ صاحب ... بہت دنوں بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے ۔'' یہ کہتے ہوئے انہوں نے ان سے ہاتھ ملایا۔

ساتھ ہی سنابر ریان سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولے :

''اور آپ کی تعریف ۔''

''وعلیکم السلام ! یہ میرے دوست ہیں سنابر ریان !... اور سنابر ریان! یہ میرے دوست انسپکٹر جمشید ہیں ۔''

'' اوہو ۔'' مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا ۔

'' اور اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو سنابر ایان صاحب محکمہ خارجہ میں

چیف سیکرٹری کے ماتحت ہیں ۔''

ان کے چہرے پر حیرت دوڑ گئی ... وہ بولے بغیر نہ رہ سکے ۔

'' آپ کی معلومات پر حیرت ہے ۔''

'' اللہ کی مہربانی سے میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ اپنے محکمے میں سب سے زیادہ دیانت دار ہونے کی شہرت رکھتے ہیں ۔''

ادھر بچے آپس میں ہاتھ ملا چکے تھے ۔

'' لیکن میری شہرت اور عزت خاک میں مل چکی ہے۔'' سنابر ایان نے اداس لہجے میں کہا ۔

'' کیا مطلب ؟ '' انسپکٹر جمشید نے غور سے سنابر ریان کی طرف دیکھا۔

'' انسپکٹر جمشید میرے دوست ... میں ان کی کہانی سنانے کے لیے ہی آپ کے پاس آیا ہوں ۔''

'' آیئے آیئے ۔''

وہ انھیں اپنے ڈرائنگ روم میں لے آئے ... ایسے میں محمود نے کہا۔

'' ابا جان ہم یہاں ٹھہر سکتے ہیں یا ہماری موجودگی نامناسب ہے ۔''

''نہیں نہیں ... آپ ہمارے ساتھ ہی بیٹھئے ۔'' انوار علیگ مسکرائے ۔

'' تب پھر ہم اپنی بہن کو بھی بلا لیتے ہیں ...''

'' ہاں محمود فاروق .. فرزانہ کو بھی بلا لو ۔''

'' جی اچھا ۔'' اس نے مسکرا کر کہا اور اندرونی دروازے سے نکل گیا ...

فوراً ہی وہ فرزانہ کے ساتھ اندر داخل ہوا ۔

Scanned with CamScanner

"السلام علیکم۔" فرزانہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

"فرزانہ! یہ میرے دوست انوار علیگ صاحب ہیں، وکیل ہیں ... اور یہ ہیں سنابر ایان صاحب ... محکمہ خارجہ میں چیف سیکرٹری کے پی اے ہیں ... اور یہ ہیں ان کے بچے ... نام یہ خود بتا دیں گے۔"

انہوں نے ایک دوسرے کے نام بتا دیے۔

"اور اب ہمیں ان کی کہانی سننی ہے ... غور سے۔"

"جی بہتر!"

سنابر ایان نے کہانی شروع کی ... وہ غور سے سنتے رہے ... ساری تفصیل سنانے کے بعد خاموش ہو گئے ... پھر چونک کر بولے۔

"ہاں ابھی جب ہم آپ کی طرف روانہ ہوئے ... اس وقت کسی نے موبائل پر کہا تھا ... کیوں کیسی رہی کیا سمجھے ... خیر بہت جلد سمجھ جاؤ گے۔"

"ہوں ... فرزانہ تم بتاؤ۔"

"یہ تو صاف ان کے خلاف سازش ہے۔"

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ سازش کرنے والوں نے فائل کیسے غائب کی ... یعنی بند کمرے سے۔"

"اس کے لیے تو ہمیں ان کے گھر کا اور کمرے کا جائزہ لینا ہو گا۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"بہت خوب بالکل درست!" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی ہاں چلیے پھر ... آپ لوگوں کو گھر کا معائنہ کرا دوں۔"

اب وہ سب سنابر کے گھر کی طرف روانہ ہوئے ... وہاں پہنچ کر انہوں نے پوری کوٹھی کا جائزہ لیا۔ کوٹھی کچھ اس طرح بنی ہوئی تھی ... اس کے صرف سامنے کی طرف بیرونی دیوار تھی ... اس دیوار کے اندر لان تھا اور لان کے سامنے کوٹھی کی عمارت تھی... پہلے ایک برآمدہ تھا ... پھر ساتھ ساتھ کمرے تھے ... یہ چھ کمرے تھے ، ہر کمرے کے ساتھ غسل خانہ تھا ... دائیں طرف باورچی خانہ تھا... کمروں کے اوپر چھت کے چاروں طرف خوب صورت گرل لگائی گئی تھی ... چھت پر کوئی کمرہ وغیرہ نہیں تھا ... باورچی خانے کے ساتھ ہی چھت پر جانے کے لیے سیمنٹ کا زینہ تھا ... بائیں طرف والا کمرہ سنابر ریان کا دفتری کمرہ تھا ... اس کے ساتھ والا کمرہ ان کے سونے کا تھا ... اور پھر ان کے تینوں بچوں کے کمرے تھے ... آخری کمرہ ڈرائنگ روم تھا... ملازم کے لیے باورچی خانے کے پیچھے الگ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ...

انسپکٹر جمشید نے نہایت خاموشی سے پوری کوٹھی اور کمروں کا بھی اندر اور باہر سے جائزہ لیا ... پھر وہ سب ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے ...

سب خاموش تھے۔ آخر انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری :

"اب سوال وہیں آ جاتا ہے کہ فائل کس نے اور کیوں غائب کی ... سوال یہ بھی ہے کہ کیوں غائب کی ہے ... ہمیں ان تین سوال کے جواب تلاش کرنے ہیں ... آپ کی ضمانت بہرحال ہو چکی ہے اور آپ کو فکر

Scanned with CamScanner

کرنے کی ضرورت نہیں ..."

"لیکن جب تک فائل مل نہیں جاتی اس وقت تک میں کیسے سکون کا سانس لے سکتا ہوں ... یہ تو آپ کہہ رہے ہیں کہ فائل کی گم شدگی میں میرا ہاتھ نہیں ہے ... عدالت کو کیسے مطمئن کیا جا سکے گا۔"

"ہمارا کام تو اب شروع ہو رہا ہے ... ہم فائل کے چور تک ضرور پہنچیں گے ... اسے بے نقاب کر کے رہیں گے۔"

"یہ آپ کا مجھ پر احسان ہو گا۔"

"جی نہیں ... یہ ہمارا کام ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرا دیے۔ پھر بولے۔

"اور اب ہمیں اجازت دیجیے کیونکہ اس فائل کے سلسلے میں ہمیں ایک جگہ فوری طور پر جانا ہے۔"

"جی اچھی بات ہے۔" اور وہ ان سے ہاتھ ملا کر باہر نکل آئے ...

ایک گھنٹے بعد وہ تجربہ گاہ میں داخل ہو رہے تھے اور پروفیسر داؤد حیران ہو کر ان کی طرف دیکھ رہے تھے ... اور وہ اس بات پر حیران ہو رہے تھے کہ آخر پروفیسر داؤد کس بات پر حیران ہیں ... فاروق تو رہ نہ سکا۔

"پروفیسر انکل ... ہم آپ کی حیرت پر حیران ہیں۔"

"تو ہو لو حیران ... مجھے کیا ... بلکہ میرا کیا جاتا ہے۔"

"لگتا ہے آپ ناراض ہیں۔"

"نہیں تو ... یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔" وہ ہنسے۔

"تب پھر پراسرار کیوں بن رہے ہیں آپ۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"میں ناراض نہیں ہوں ... البتہ مجھے تم لوگوں پر غصہ ضرور ہے۔"

"لیکن انکل قسم لے لیں ... ہم نے تو آپ کو غصہ دلانے والا ایک کام بھی نہیں کیا ہے۔" فاروق بوکھلا کر بولا۔

انسپکٹر جمشید ان کی باتوں پر برابر مسکرا رہے تھے۔

"لاؤ دو۔" پروفیسر داؤد نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"جی کیا دوں۔"

"قسم ... تم ہی نے تو کہا ہے انکل قسم لے لیں ... تو اب دے دو قسم۔" وہ بچوں کی طرح بولے۔

"خیر تو ہے انکل! آپ بہت شوخ نظر آ رہے ہیں۔"

"بھئی اس بڑھاپے میں کیا میں یہ بھی نہ کروں۔" وہ مسکرائے۔

"جج ... جی ... جی نہیں ... ضرور کریں ... اللہ آپ کو اور زیادہ شوخی عطا فرمائے ... آمین۔" فاروق نے سچے دل سے دعا مانگی۔

"فاروق! مجھے ان سے بات کرنے دو۔" انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

"جی اچھا! پہلے آپ بات کر لیں۔"

"پروفیسر صاحب ... ہمارے محکمہ خارجہ کے چیف سیکرٹری نے ایک بہت اہم اور خفیہ فائل اپنے پی اے سابر ریان کو دی ... انہوں نے اس فائل پر رات کو دیر تک کام کیا، پھر کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر کے سو گئے ... صبح جب وہ اٹھے تو دروازہ بدستور اندر سے بند تھا، کھڑکی بھی بند تھی ... لیکن فائل غائب تھی۔"

Scanned with CamScanner

یہاں تک کہہ کر انہوں نے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا... ان کے چہرے پر کوئی خاصی حیرت نظر نہیں آئی تھی۔

"آپ کو یہ سن کر حیرت نہیں ہوئی۔"

"نہیں! اس لیے کہ میں ایک سائنس دان ہوں... آگے چلو۔"

"بیرونی دروازہ بھی بند تھا... انہوں نے سارے گھر کی تلاشی لے ڈالی لیکن فائل نہ ملی... فائل لے کر انہیں نو بجے دفتر پہنچنا تھا... لیکن فائل تو تھی ہی نہیں... لیکن دفتر تو جانا پڑا اور وہاں انہیں معطل کر دیا گیا... بلکہ حراست میں لے لیا گیا کیونکہ ان کے بنک میں اکاؤنٹس میں بڑی بڑی رقمیں جمع کرائی گئی تھیں... اس سے یوں نظر آتا تھا کہ فائل انہوں نے خود غائب کی ہے... یعنی اس کا کسی غیر ملکی طاقت سے سودا کیا ہے... لیکن پھر ان کو ضمانت پر رہائی مل گئی... اب یہ کیس ہمارے ہاتھ میں ہے... ہم یہ بات جانتے ہیں کہ سنابر ریان دیانت دار آدمی ہیں... وہ خود فائل کو غائب نہیں کر سکتے تھے... اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلاف سازش کی گئی ہے یا پھر کسی غیر ملکی طاقت نے اس فائل کو اڑا لے جانے کا منصوبہ بنایا ہے... آپ اپنا خیال بتائیں کہ اس طرح بند کمرے سے فائل کیسے غائب ہو سکتی ہے۔"

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے اور لگے پروفیسر کی طرف دیکھنے۔

"دیکھو جمشید! کسی سائنسی حربے کے ذریعے فائل کو بند کمرے سے غائب کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سنابر ریان کے اس کمرے میں کیا کوئی روشن دان ہے۔"

"روشن دان!" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"ہاں روشن دان۔"

"روشندان کافی اونچا ہے اور اس تک پہنچنا ممکن نہیں جب تک کمرے سے باہر کوئی سیڑھی نہ لگائی جائے... میرے خیال میں چونکہ بیرونی دروازہ بند ملا تھا اور زینہ بھی اندر سے بند ملا تھا، اس لیے کسی سیڑھی کے اندر لائے جانے کا امکان نہیں۔"

"یار جمشید! میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے، اس سے پہلے کہ ہم اس مسئلے کا حل سائنس کے حوالے سے سوچیں... کیوں نہ ایک اور ذریعہ سے جائزہ لیں۔"

"اور وہ کیا انکل۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"ہمارے ملک میں شعبدہ باز ہیں... وہ ایسے ایسے حیرت انگیز کام دکھاتے ہیں کہ آدمی حیرت زدہ سے رہ جاتا ہے کہ آخر وہ یہ کام کس طرح کر لیتے ہیں... ایک ایسے ہی شخص کو میں جانتا ہوں... کیوں نہ اسے بلا لیں... وہ بتائے گا کہ بند کمرے سے فائل کیسے اڑائی گئی۔"

"اس بار آپ نے حیرت انگیز بات کہی... میرا خیال تھا کہ آپ کوئی سائنسی وضاحت کریں گے۔"

"وہ تو میں کروں گا... اگر اس سے کام نہ چلا۔"

"لیکن ہم پہلے سائنسی جائزہ کیوں نہ لے لیں۔"

Scanned with CamScanner

''میرا خیال ہے اس معاملے میں سائنسی طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔''
یہ کہہ کر انہوں نے کسی کے نمبر ملائے ... اور بولے۔
''السلام علیکم پروفیسر صاحب! مجھے آپ کی مدد درکار ہے ... کیا آپ اسی وقت تجربہ گاہ آ سکتے ہیں۔''
دوسری طرف کا جواب سن کر انہوں نے شکریہ کہا اور موبائل بند کر دیا...
''وہ آ رہے ہیں ... ان کا نام ہے پروفیسر انتش ... یہ بڑے بڑے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں شعبدے دکھاتے ہیں ... لوگوں کو حیرت زدہ کرتے ہیں ... ان کا فن واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔''
''لیکن اس موقع پر انکل خان رحمان کو بھی یہاں ہونا چاہیے تھا۔''
''انہیں بھی ابھی فون کر دیتا ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائے اور انہیں فون کرنے لگے ... اس کے بعد وہ لگے انتظار کرنے ...
آخر قدموں کی آواز سنائی دی۔ جلد ہی خان رحمان اندر داخل ہوئے ... انہوں نے گرم جوشی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔
''کیا مسئلہ ہے دوستوں۔'' وہ بولے۔
انہیں تفصیل سنا دی گئی ... اسی وقت پھر قدموں کی آواز سنائی دی ...
پروفیسر صاحب نے پہرے داروں کو ہدایات دے دی تھیں۔
اور پھر ایک درمیانے سے قد کا دبلا پتلا آدمی اندر داخل ہوا ... اس کے نقش ونگار عجیب سے تھے ... حلیہ بھی عجیب تھا ... سر پر لمبے لمبے کھڑے بال تھے ... سرکس کا جوکر لگتا تھا ...

''ہیلو دوستو! پروفیسر انتش حاضر ہے ... کیا حکم ہے میرے لیے۔''
انہوں نے آتے ہی کسی مداری کی طرح شوخ آواز اور لہجے میں کہا ...
پروفیسر داؤد نے سب سے ان کا تعارف کرایا ...
انسپکٹر جمشید کے نام پر وہ چونکے ... اور حیرت زدہ انداز میں بولے۔
''اوہو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ سے یہاں ملاقات ہو گی ... شوق بہت تھا آپ سے ملاقات کا۔''
''شکریہ!'' انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔
چند منٹ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد پروفیسر داؤد نے ان سے کہا۔
''پروفیسر ایک سنگین مسئلہ ہے ... آپ نے سنابر ایان کا نام سنا ہے۔''
''سنابر ایان ...'' ان کے منہ سے جیسے سوچنے کے سے انداز میں نکلا۔
''محکمہ خارجہ میں ہیں ... چیف سیکرٹری کے پی اے۔''
''نام تو سنا ہوا لگتا ہے۔'' پروفیسر انتش بولے۔
پروفیسر داؤد نے ساری بات انہیں بتا دی ... سن کر غور کرتے رہے پھر بولے: ''جب تک موقع نہ دیکھ لیا جائے کچھ نہیں کہا جا سکتا ... ویسے بند کمرے سے فائل غائب کرنا کوئی اتنا مشکل کام نہیں۔''
''تب پھر وہاں چلتے ہیں۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔
''ٹھیک ہے۔''
وہ اپنی جیپ میں اور خان رحمان اپنی گاڑی میں سنابر ایان کے گھر پہنچے ... انہوں نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا ...

Scanned with CamScanner

پھر وہ انھیں اپنے کمرے میں لے آئے:

"آپ کمرے کا جائزہ لیں ... میں چائے وغیرہ کا کہہ کر آتا ہوں۔"

"چائے کی ضرورت نہیں ... ہم اپنے وقت پر چائے پیتے ہیں ... ہاں پروفیسر التمش صاحب کے لیے ضرور بنوا لیں۔"

"میں چائے پیتا ہی نہیں۔"

"اوہو اچھا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

اب پروفیسر التمش نے کمرے کا جائزہ شروع کر دیا... انہوں نے سب سے پہلے روشن دان کو دیکھا... پھر کمرے سے باہر نکل کر کوٹھی کے پچھلی طرف آئے... روشن دان اس طرف تھا۔

"روشن دان کافی اونچا ہے... سیڑھی لگائے بغیر کام نہیں چل سکتا ... پھر روشن دان سے کسی کا اندر داخل ہونا بھی ممکن نہیں... یہ اتنا بڑا نہیں ہے ... لہٰذا وہی بات ہے جو میرے ذہن میں پہلے ہی آ گئی تھی۔"

یہ کہتے ہوئے پروفیسر التمش مسکرائے۔

"جی کیا مطلب! کیا بات ذہن میں آ گئی تھی؟"

وہ ایک ساتھ بول اٹھے۔

☆☆☆☆☆

تین حلیے

پروفیسر التمش نے ایک نظر سب پر ڈالی۔

پھر بڑے ڈرامائی انداز میں بولے ...

"فائل اڑانے کا پروگرام پہلے ہی بنا لیا گیا تھا۔"

"یہ اندازہ تو خیر ہمیں ہے ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"ٹھیک! آپ کا دن رات کا کام ہے اس لیے ... خیر اب میں بتاتا ہوں فائل کیسے اڑائی گئی ... فائل یہاں تھی اس میز پر ... ٹھیک ہے۔"

"جی ہاں!" وہ بولے۔

"کمرے کا دروازہ بند تھا، کھڑکی بھی بند تھی ... اب لے دے کے روشندان ہی ایسا ذریعہ تھا جس کے ذریعے فائل اڑائی جا سکتی تھی ... لیکن اس کے لیے روشندان سے باہر پہلے سیڑھی لگائی جاتی اور پھر کسی چمٹے نما آلے کے ذریعے فائل اٹھائی جاتی ... لیکن بند گھر میں فائل اڑانے والے سیڑھی کہاں سے لاتے ... روشندان سے فائل اڑانا بھی ان کے لیے ممکن نہیں تھا ... اب...اب وہ کیا کرتے ... فائل تو انہیں اڑانا تھی لہٰذا وہ ..."

پروفیسر التمش کہتے کہتے رک گئے۔

"لہٰذا کیا؟" مارے بے چینی کے ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

''لہٰذا فائل اڑانے والا دن میں ہی آپ کے گھر آ گیا تھا۔''

''کیا بات کرتے ہیں پروفیسر صاحب ... ہمارے گھر کے کل افراد پانچ ہیں ... میں، میری بیگم اور تین بچے ... ہمارے گھر میں کوئی ملازم نہیں ... میری بیگم ملازم رکھنے کے بالکل خلاف ہیں ... ان حالات میں کوئی گھر میں کیسے داخل ہو سکتا تھا ... وہ بھی اس طرح کہ ہمیں اس کی موجودگی کا پتا نہ چلتا ... پھر آپ نے غور نہیں کیا ... آپ کے کہنے کے مطابق اگر کوئی گھر کے اندر آ گیا تھا تو میرا کمرہ تو پھر بھی اندر سے بند تھا ... دوسری بات ... وہ آنے والا دن میں تو اگر کسی طرح اندر آ گیا تھا لیکن واپس تو وہ دروازہ کھول کر ہی جا سکتا تھا ... لیکن بیرونی دروازہ بھی اندر سے بند ملا تھا ... لہٰذا آپ کی بات کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے بھلا۔''

سابر ایان کی بات سن کر پروفیسر التمش ذرا بھی پریشان نہیں ہوئے ... وہ برابر مسکرائے جا رہے تھے ... ان کے خاموش ہونے پر بولے۔

''میں بتاتا ہوں ... کل آپ نے گھر میں کسی مرمت والے کو بلایا تھا ... بجلی کی مرمت یا کسی اور چیز کی مرمت کے لیے۔''

''ہم نے بلایا تو نہیں تھا ... دو آدمی خود آئے تھے ... انہوں نے بتایا تھا کہ اس محلے کے تمام نلکوں میں کرنٹ آ رہا ہے ... وہ اس نقص کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں ... آپ کا پائپ بھی چیک کرتے ہیں اور اگر ان میں کرنٹ ہو تو اس کا بندوبست کرنا ہے اور یہ کہ ان کا تعلق پانی کے محکمے سے ہے ... یہ بات چونکہ پریشان کن تھی ... اس لیے بیگم صاحبہ نے انھیں اندر آنے دیا تھا ... وہ تین تھے ... وہ اپنے کام میں لگ گئے اور بیگم اپنے کمرے میں آ گئیں ... بچے اس وقت وہی کھیل رہے تھے اور میں دفتر میں ... یہ بات بیگم نے مجھے بتائی تھی۔''

''آپ پھر ہمیں ان سے سوالات کرنے دیں۔''

''ضرور کریں۔''

ان کی بیگم بھی وہیں تھیں ... کیونکہ سبھی یہ جاننا چاہتے تھے کہ آخر فائل کیسے غائب کی گئی۔

''وہ تین تھے۔''

''جی ہاں!''

''جب وہ گئے تھے تو اس وقت؟''

''اس وقت دو تھے۔''

''کیا!!!'' ان سب کے منہ سے نکلا۔

''آپ نے ان سے پوچھا نہیں کہ تیسرا ساتھی کہاں چلا گیا۔''

''پوچھا تھا ... ایک نے بتایا تھا کہ وہ پہلے ہی اگلے گھر جا چکا ہے۔''

''دیکھا آپ نے! میں نے کہا تھا۔'' پروفیسر التمش مسکرائے۔

''یہاں تک تو بات ٹھیک ہے، لیکن جناب بند کمرے سے فائل کیسے اڑائی گئی ... کیا اس نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی کہ کسی کو نظر ہی نہ آیا۔''

''یہ کوئی مشکل بات نہیں ... پائپ چیک کرنے کے بہانے ایک آدمی گھر میں ہی کہیں چھپ گیا ... رات کے وقت چابیوں سے تالے لگائے

Scanned with CamScanner

گئے تو اس نے دیکھ لیا کہ چابیاں کہاں رکھی جاتی ہیں ... بس اس نے وہاں سے چابیاں اٹھائیں اور ان سے سنابر صاحب کے کمرے کا تالا کھول ڈالا... تالے تو آج کل دونوں طرف سے کھل جاتے ہیں۔''

اس وضاحت کے بعد وہ سب چپ ہو گئے اور غور کرنے لگے ...

پروفیسر التمش کی بات ٹھیک لگتی تھی ...

لیکن پھر انسپکٹر جمشید نے ان کی طرف مسکرا کر دیکھا اور بولے ۔

'' پروفیسر صاحب ! ایک بات کی وضاحت آپ نے نہیں کی۔''

'' اور وہ کیا ... ''

'' آپ نے کہا ہے ... اس شخص نے یہ دیکھ لیا کہ چابیاں کہاں رکھی جاتی ہیں ... وہاں سے اس نے اٹھا لیں اور تالا کھول کر سنابر صاحب کے کمرے میں داخل ہو گیا ... فائل اٹھائی اور تالا باہر سے لگا دیا ... پھر وہ بیرونی گیٹ پر آیا اور چابی سے دروازہ کھول لیا ... پھر باہر نکل کر باہر سے تالا لگا دیا ... ٹھیک ؟''

'' جی ہاں ! بالکل ٹھیک ۔''

'' لیکن جناب اس صورت میں تو چابیاں گھر میں اس جگہ نہیں مل سکتیں تھیں ... جب کہ گھر والوں نے بھی ایسی کوئی بات نہیں بتائی ... اور پھر سنابر صاحب تو سارے گھر والوں سے پہلے جاگے تھے ... ان کے کمرے میں تو چابی نہیں ہو سکتی تھی ... وہ تو فائل اڑانے والا ساتھ ہی لے گیا تھا... جناب! فائل اس طرح نہیں اڑائی گئی ۔''

اس بار پروفیسر التمش بھی سوچ میں ڈوب گئے:

'' اب ... اب کیا کیا جائے ... کیسے معلوم ہو کہ فائل کیسے اڑائی گئی۔''

'' لیکن ہم ایک رخ سے تحقیقات ضرور کر سکتے ہیں۔'' ایسے میں انسپکٹر جمشید نے کہا۔

'' اور وہ کس طرح ۔''

'' پانی کے محکمے سے معلوم کیا جا سکتا ہے ... کیا کل دن میں نلوں میں کرنٹ آیا تھا ... یعنی اس علاقے کے نلوں میں اور انہوں نے اس غرض کے لیے اپنے کارکن بھیجے تھے ۔''

'' اوہ ہاں! یہ ٹھیک ہے ۔''

اب انسپکٹر جمشید نے محکمے کے نمبر ملائے ... اپنا تعارف کرایا ... اور سنابر ایان کے علاقے کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہاں کل دن میں پانی کے نلوں میں کرنٹ دوڑنے کی شکایت کی گئی تھی ... ادھر سے فوراً کہا گیا ۔

''کسی نے افواہ اڑائی ہو گی ... ایسی کوئی بات بالکل نہیں ہوئی ... اور نہ ایسے کسی بھی کام کے لیے کل کچھ لوگوں کو بھیجا گیا ۔''

'' شکریہ !! '' انہوں نے موبائل آف کیا اور ان کی طرف مڑے... کیونکہ یہ بہرحال ایک خاص اطلاع تھی ان کے لیے ... پانی کے نلوں میں کوئی کرنٹ نہیں آیا تھا نہ محکمے نے کسی کو بھیجا تھا ... لیکن سنابر ایان کے گھر تین افراد اس بہانے آئے تھے ... ان میں سے دو کو جاتے ہوئے دیکھا گیا ... لیکن تیسرے کو جاتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا تھا ... جب کہ ان

Scanned with CamScanner

وہ نے یہ کہا تھا کہ وہ ان سے پہلے جا چکا ہے ... اور اب جب کہ یہ بات
ثابت ہو گئی تھی کہ وہ لوگ غلط لوگ تھے ... تو پھر بھی کہا جا سکتا تھا کہ ان
کا تعلق ضرور فائل اڑانے والے منصوبے سے تھا۔

"پروفیسر انکش! کم از کم آپ کا یہ اندازہ بالکل درست ثابت ہو گیا کہ فائل اڑانے کے لیے ان میں سے ایک مکان میں ہی کہیں چھپ گیا تھا ... ہم یہ تو سوچ سکتے ہیں کہ وہ سنابر ایان کے کمرے میں آ کر بیڈ کے نیچے لیٹ گیا تھا ... اور جب سنابر صاحب کام سے فارغ ہو کر سو گئے ... تو وہ نکلا ... اس نے فائل اٹھائی اور کمرے سے نکل گیا ... چابی تو اندر لگی ہوئی تھی ... اس چابی سے اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر اسی چابی سے تالا باہر سے لگا دیا ... یہی کام اس نے بیرونی دروازے سے نکلنے کے لیے کیا ... سوال تو بس یہ ہے کہ پھر چابیاں بدستور اندر اپنی جگہ پر کیوں ملی۔" یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے ...

ادھر ان کے خاموش ہوتے ہی پروفیسر انکش بولے:

"مجھے اس معمے کا ایک حل سمجھ میں آتا ہے انسپکٹر صاحب ... وہ یہ کہ ہر گھر میں چابیاں ایک سے زائد ہوتی ہیں تاکہ گم ہونے پر دوسری سے کام چلایا جائے ... اس گھر میں ضرور چابیوں کے دو یا تین گچھے رہے ہوں گے ... فائل اڑانے والے نے دوسرا گچھا استعمال کیا تھا ... اس گچھے کو اس نے ہاتھ ہی نہیں لگایا تھا ... اس طرح پہلا گچھا اپنی جگہ پر موجود رہا ... سنابر صاحب! آپ یہ ذرا دیکھیں کہ دوسرا گچھا اپنی جگہ پر ہے یا نہیں۔"

"جی اچھا۔" یہ کہہ کر وہ اٹھے اور باہر نکل گئے ...

واپس آئے تو ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں ... ان کے منہ سے نکلا:

"دوسرا گچھا غائب ہے۔"

"اوہ! اوہ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

چند سیکنڈ خاموشی رہی پھر انسپکٹر جمشید بولے۔

"اب یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تیسرا آدمی گھر میں کہیں چھپ گیا تھا اور اس نے چابیوں کا دوسرا گچھا تلاش کر لیا تھا ... اسی کی مدد سے اس نے سنابر ایان کا دروازہ کھولا اور فائل اٹھا لی ... پھر اسی چابی سے دروازہ دوبارہ لاک کر دیا اور اس طرح وہ گھر سے بھی باہر نکل گیا ..."

"بالکل یہی ہوا ہے۔"

"پروفیسر انکش صاحب کا شکریہ ... ان کی مدد سے ہمیں کامیابی ہوئی ہے ... سنابر صاحب آپ کی بیگم نے ان تینوں کو دیکھا تھا ... بس یہ ہمیں ان کے حلیے بتا دیں ... اس کے بعد ہم انھیں خود ہی تلاش کر لیں گے ... اور ان کے ملنے کی دیر ہے، ہم فائل کی گمشدگی کا سراغ لگا لیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر سنابر ایان اپنی بیگم کی طرف مڑے۔ ان کے بچے بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے۔

"تم نے ان تینوں کو دیکھا تھا ... کیا ان کے حلیے بتا سکتے ہیں۔"

"ڈیڈی میں بتا سکتا ہوں ... میری یاداشت بہت اچھی ہے۔"

Scanned with CamScanner

'' تو بتاؤ بیٹا اجمل۔''

'' ہم ان کے حلیے ساتھ ساتھ لکھیں گے ... محمود لکھتے رہو۔''

'' جی اچھا۔''

اب سابر کے بڑے بیٹے اجمل نے کہنا شروع کیا:

'' ان میں سے ایک لمبے قد کا تھا، دوسرا درمیانے قد کا اور تیسرا چھوٹے قد کا۔''

'' ایسے بات نہیں بنے گی۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

'' جی کیا مطلب؟''

''پہلے آپ ایک کا پورا حلیہ بتائیں ... قد کے علاوہ چہرے کے نقش و نگار کے بارے میں بتائیں ... جو بھی آپ کو یاد ہو ... اور خوب غور سے اور احتیاط سے بتائیں ... کیونکہ درست معلومات ہی ہمیں درست مجرم تک لے جائیں گی۔''

''ٹھیک ہے ... لمبے قد والے کا چہرہ بھی لمبا تھا ،ناک بھی لمبی تھی ... آنکھیں پیلے رنگ کی تھی ... ٹھوڑی میں ایک گڑھا تھا ... چہرے کا رنگ زرد مائل تھا ... ویسے وہ بہت دبلا پتلا سا تھا ... کمزور سا ...'' اس نے سوچ سوچ کر کہا۔

'' اور دوسرے کا۔'' انسپکٹر جمشید دلچسپی لیتے ہوئے بولے۔

'' اس کا قد درمیانہ تھا ... چہرہ چوڑا تھا ... آنکھیں سیاہ رنگ سانولا ... بال بھی سیاہ تھے۔''

'' اب تیسرے کا بھی بتا دیں۔''

'' اس کا قد چھوٹا،چہرہ گول تھا ... ہاتھ پیر مضبوط جسم گٹھا ہوا، رنگ سرخ و سفید اور ہونٹ بہت باریک۔''

کیا!!!'' انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

بہراض

وہ چونک کر ان کی طرف مڑا۔

"معلوم ہوتا ہے کوئی کام کی بات معلوم ہوگئی۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"کوئی ایسی ویسی۔"

"مثلاً کیا؟"

"تیسرے کا حلیہ... اس حلیے کے آدمی کو میں جانتا ہوں اور اس سے ایک بار میری ٹکر ہو چکی ہے... لیکن افسوس میں اسے پکڑ نہیں سکا تھا۔"

"اوہ!!۔" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سب سے اہم بات ہمیں یہ پوچھنی ہے کہ انہوں نے کن دو کو جاتے ہوئے دیکھا... اور کون سا گھر میں چھپا رہ گیا تھا۔"

"یعنی تیسرا والا۔" اجمل نے فوراً کہا۔

"پروفیسر صاحب آپ پروفیسر انکش کو لے چلیں اور خان رحمان کو بھی... آپ دونوں حضرات کی اس کیس میں ضرورت پیش آئی تو آپ کو فون کر دیں گے... فی الحال ہمیں ایک ایسی جگہ جانا ہے... جہاں آپ کو ساتھ لے جانا مناسب نہیں۔"

"جب تم کہو گے ہم آ جائیں گے۔" پروفیسر داؤد نے فوراً کہا...

وہ سمجھ گئے تھے کہ انسپکٹر جمشید نے کسی مصلحت کے تحت یہ بات کہی ہے... محمود فاروق اور فرزانہ نے بھی یہ بات فوراً سمجھ لی...

اب وہ وہاں سے روانہ ہوئے... کچھ ہی دور جا کر انسپکٹر جمشید نے گاڑی سڑک کے کنارے روک لی اور اکرام کو فون کرنے لگے... سلسلہ ملتے ہی وہ بولے: "اکرام... میں تمہیں ایک حلیہ بتاتا ہوں۔"

"جی فرمایئے۔" اکرام بولا... وہ ان کے اس جملے کا مطلب سمجھتا تھا۔

"قد چھوٹا، چہرہ گول، رنگ سرخ و سفید، آنکھیں نیلی، جسم مضبوط اور گٹھا ہوا، ہونٹ بہت باریک۔"

"ارے یہ تو آپ نے بہراض کا حلیہ بتایا ہے... جہاں تک مجھے یاد ہے ایک بار آپ کی گرفت سے بھی نکل چکا ہے۔"

"بالکل ٹھیک... اس کے بارے میں تازہ ترین کیا اطلاعات ہیں۔"

"انتہائی خطرناک، چکنی مچھلی کی طرح بچ کر نکل جانے والا... مقابلے پر اتر آئے تو اس کے وار سے بچنا بہت مشکل ہے... اس لیے پولیس والے تو اس سے کنی کتراتے ہیں، ایک دو آدمیوں کے تو ہرگز قابو میں نہیں آتا... نقصان پہنچا کر نکل جاتا ہے... پولیس جب بھی اسے پکڑنے کی کوشش کرتی ہے پوری ٹیم کے ساتھ کرتی ہے لیکن فائدہ کوئی نہیں ہوتا۔"

"فائدہ نہیں ہوتا؟ کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"مطلب یہ کہ اسے آج تک جب بھی پکڑا گیا شک کی بنیاد پر پکڑا گیا... کسی ثبوت کے ہوتے ہوئے نہیں پکڑا گیا، اس طرح یہ صاف بچ جاتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ پولیس آج تک اس پر کوئی جرم ثابت نہیں کر سکی ... اپنی بے گناہی کا ثبوت یہ پہلے ہی تیار کر لیتا ہے ... مثلاً اسے کہیں واردات کرنا ہوتی ہے تو کوئی بہت ہی باثر با معتبر آدمی یہ گواہی دینے کیلئے تیار ہوتا ہے کہ یہ تو فلاں وقت میرے ساتھ تھا۔ ان حالات میں پولیس اسے گرفتار نہیں کر پاتی۔ لیکن آپ کو اس کی کیا ضرورت پڑ گئی۔'' اکرام یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔ انسپکٹر جمشید نے مختصراً اسے تفصیل سنا دی۔

'' اوہ ... تو کیا یہ فائل والے کیس میں ملوث ہے۔'' مارے حیرت کے اس کے منہ سے نکلا۔

'' ہاں بالکل!'' وہ بولے۔

'' تو اب آپ کیا چاہتے ہیں۔''

'' بس چاہتا کیا ہے۔ اسے پکڑیں گے۔''

'' اگر فائل اس نے اڑائی ہے تو اس وقت تک تو یہ کہیں کا کہیں پہنچ چکا ہوگا۔ اور آپ کے پاس اس کے خلاف ثبوت بھی نہیں ہوگا۔''

'' ثبوت ہمارے پاس ہے۔''

'' تب تو ٹھیک ہے۔''

''تب پھر ہم اس کی تلاش میں کہاں جائیں۔''

'' اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ... یہ کہیں بھی مل سکتا ہے اور کہیں نہیں بھی۔''

'' یہ کیا بات ہوئی اکرام۔'' انھوں نے ہنس کے کہا۔

'' کوئی جرم کرنے کے بعد یہ بالکل غائب ہو جاتا ہے جب تک اپنی

بے گناہی کو ثبوت نہ حاصل کر لے۔''

'' اس کا مطلب ہے تمھیں اس کے گھر کا یہ کسی ٹھکانے کا پتا نہیں۔''

'' یہ میں نے کب کہا سر۔''

'' تو پھر بتاؤ۔''

'' اس کا ایک ٹھکانہ ہے ... 110 گولڈن کالونی ... آبائی مکان ہے یہ اس کا ... جب اس پر کوئی الزام نہیں ہوتا تو یہ یہاں اس پتے پر ملتا ہے۔''

'' الزام تو پھر اس پر اس وقت بھی کوئی نہیں۔''

''لیکن آپ فائل کی چوری کا الزام عائد تو کرنا چاہتے ہیں نا ... اور اس بات کا اندازہ یہ لگا چکا ہوگا ... لہٰذا اپنے گھر پر تو ملے گا نہیں۔''

'' اس کے علاوہ کوئی اور ٹھکانہ۔''

'' جی نہیں ... میں اور کسی ٹھکانے سے واقف نہیں۔''

'' تو پھر ہم اس کے گھر جا رہے ہیں اکرام۔''

'' ارے باپ رے۔'' اکرام نے خوف کے عالم میں کہا۔

وہ ہنس دیے ... چند لمحوں وہ اپنی گاڑی میں گولڈن کالونی کی طرف اڑے جا رہے تھے ... 110 نمبر تلاش کرنے میں انھیں کوئی دقت نہیں ہوئی ... اور پھر محمود نے آگے بڑھ کر دروازے کی گھنٹی بجا دی۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

حیرت نہیں ہے

اندر سے جلد ہی آواز آئی:

"کون ... بہراض؟"

عورت کی آواز تھی اور صاف پتا چل رہا تھا کہ کسی بوڑھی عورت کی ہے ... انہوں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ... پھر محمود نے کہا۔

"جی نہیں ... محمود ... بہراض سے تو ہم ملنے کے لیے آئے ہیں۔"

"وہ یہاں کب آتا ہے ... میں تو مہینوں اس کی صورت کو ترستی رہتی ہوں ... تین چار ماہ بعد کبھی آتا ہے اور پیسے دے کر چلا جاتا ہے ... جب محسوس کرتا ہے کہ ماں کے پاس پیسے ختم ہوں گئے ہوں گے تو پھر دینے کے لیے آجاتا ہے۔"

"کیا آپ ہمارے لیے دروازہ نہیں کھولیں گی ... دراصل ہمیں بہراض سے کام تھا... آپ سے بھی کچھ معلومات تو مل ہی جائیں گی۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور پھر دروازہ کھل گیا ... مکان اچھا تھا ... بڑا تھا۔

لیکن اس میں صرف وہ بوڑھی عورت تھی اور کوئی بھی نہیں تھا۔

"آپ اتنے بڑے مکان میں اکیلی رہتی ہیں۔" فرزانہ نے حیران ہو

کر پوچھا۔

"کیا کروں ... کسے اپنے ساتھ رکھوں ... میرے بیٹے نے شادی نہیں کی آج تک اور گھر میں وہ رہتا نہیں ... تو میں اکیلی ہی رہوں گی نا ... ارے ہم ... مگر ... آپ لوگوں نے اپنا تعارف تو کرایا ہی نہیں۔"

"میں انسپکٹر جمشید ہوں ... یہ محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں۔"

"انسپکٹر؟ ... تو کیا آپ لوگوں کا تعلق پولیس سے ہے۔"

اس کا رنگ یہ کہتے ہوئے زرد پڑ گیا ... پھر وہ فوراً بولی:

"تو آپ اسے گرفتار کرنے کے لیے آئے ہیں ... اب کیا جرم کر ڈالا اس نے ... کمبخت کہیں کا ... مجھ بڑھیا کو دکھ پر دکھ دیتا ہے۔"

اس کے لہجے میں بہت درد تھا۔

"یہ تو خیر ٹھیک ہے کہ ہمارا تعلق پولیس سے ہے ... لیکن فی الحال ہم اس کی گرفتاری کی نیت سے نہیں آئے کیونکہ ..."

انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

"کیونکہ کیا!" اس نے کہا۔

"کیونکہ ہمیں اس پر صرف شک ہے ... یقین نہیں ہے کہ جرم اسی نے کیا ہے۔"

"مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں، آپ بے شک گھر کی تلاشی لے لیں۔"

"وہ تو خیر ہم لیں گے ... اب یہ بھی بتا دیں کہ اس گھر میں کوئی خفیہ

Scanned with CamScanner

مطلب تو نہیں... میرا مطلب ہے کوئی تہہ خانہ تو نہیں ہے۔"

"بالکل نہیں... آپ تلاشی لے لیں۔"

وہ سفید بالوں والی بڑھیا ضرور تھی لیکن اس کی صحت بہت اچھی تھی۔ انہوں نے اس کا غور سے جائزہ لیا... اندازہ یہی لگایا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہی... پھر بھی انہوں نے پورے مکان کی تلاشی لی اور جب بہر اش کہیں کوئی نشان نہ ملا تو انہوں نے سوچا... اب واپس چلنا چاہیے... ایسے میں فرزانہ اچھل پڑی:

"تمہیں کیا ہوا؟"

"مجھے یوں لگا جیسے کوئی شخص اس مکان میں بات کر رہا ہو اور دوسرا پوری توجہ سے بات سن رہا ہو... ہاں وہ کبھی کبھی یہ کہہ دیتا ہے... بالکل ٹھیک... تم نے بہت اچھا کیا... اور بس۔"

"تب تو ہمیں بہت طرح اس مکان کی پوری طرح تلاشی لینی چاہیے... اماں آپ سچ بتا دیں... کیا آپ کا بیٹا گھر میں ہے۔"

"نہیں! اس بچی کو وہم ہوا ہے۔"

"تو اس مکان میں کوئی تہہ خانہ بھی نہیں ہے۔"

"تہہ خانہ... وہ کیا ہوتا ہے۔" بڑھیا نے حیران ہو کر کہا۔

"خیر چھوڑیں... ہم آپ کے مکان کی تلاشی لینا چاہتے ہیں... اجازت ہے؟... کوئی اعتراض تو نہیں۔"

"نہیں بیٹا اعتراض کیسا... تمہارا اپنا گھر ہے۔" اس نے فوراً کہا۔

"چلو فرزانہ اپنے کان کام میں لاؤ۔"

بڑھیا پُرسکون انداز میں بیٹھی رہی... اس کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر انہوں نے محسوس کیا کہ اس کا بیٹا واقعی گھر میں نہیں ہے۔

لیکن دوسری طرف فرزانہ کے کانوں کا سوال تھا... اللہ تعالیٰ نے اسے انوکھے کان عطا فرمائے تھے... اور اس کے کانوں نے باتیں کرنے کی آواز سنی تھی... لہٰذا انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اس مکان میں کوئی خفیہ جگہ ضرور موجود ہے...

انہوں نے پورے مکان کو اچھی طرح دیکھا چیک کیا... دیواروں کو ٹھوک بجا کر دیکھا... کان لگا کر آوازیں سننے کی کوشش کی لیکن کامیابی کی کوئی امید نظر نہ آئی... اب تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی...

فرزانہ کے کان دھوکا نہیں کھا سکتے تھے اور کوئی خفیہ جگہ اس مکان میں نظر نہیں آ رہی تھی... آخر وہ چھت پر پہنچے... ابھی انہوں نے چھت کا جائزہ نہیں لیا تھا... پوری چھت پر کچھ بھی نہیں بنا ہوا تھا... بس خالی چھت تھی... انہوں نے اس کے چاروں طرف گھوم پھر کر اور منڈیر سے جھک کر باہر کی طرف کا جائزہ لیا... کوئی پائپ وغیرہ بھی چھت سے نیچے تک نہیں جا رہا تھا...

"نیچے بھی کچھ نہیں ہے اوپر بھی کچھ نہیں ہے... اب ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ فرزانہ کے کان بجے تھے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"کان بجے ہوں گے تمہارے۔" فرزانہ جل بھن کر بولی۔

Scanned with CamScanner

"تب پھر بتاؤ وہ خفیہ جگہ کہاں ہے جہاں وہ بات چیت ہو رہی تھی۔"

"مجھے نہیں معلوم ... مجھے آواز آئی تھی میں نے اظہار کر دیا۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"لڑنے کا ارادہ ہے کیا۔" فاروق نے آستین چڑھائی۔

"نہیں ... محمود سے پوچھ لو۔" فرزانہ مسکرائی۔

"اور مجھ سے کیا پوچھ لو۔"

"اس کا لڑنے کا ارادہ تو نہیں... اگر ہو تو اس سے لڑ لو۔"

"ہے کوئی تک؟" محمود نے جھلا کر کہا۔

"آؤ چلیں ... بلاوجہ وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ... مجرم کا سراغ لگانے کے لیے میرے پاس ایک اور راستہ ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے ... فائل کے مجرم کے لیے۔"

"ہاں!"

"چلیے پھر۔"

اب وہ نیچے آئے ... بڑھیا اسی جگہ اسی حالت میں بیٹھی نظر آئی ...

"اماں معاف کیجیے گا ... ہم نے آپ کو زحمت دی... ہم چلتے ہیں۔"

"کچھ نہیں لالا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں! یہاں کچھ نہیں۔"

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔ بہرحال تو کبھی مہینوں بعد چکر لگاتا ہے۔"

"شکریہ! آؤ بھئی چلیں۔"

اور وہ وہاں سے نکل کر اپنی گاڑی میں آ بیٹھے۔

جلد ہی گھر کی طرف جا رہے تھے ...

"آپ کسی اور راستے کا ذکر کر رہے تھے۔" کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد فرزانہ نے کہا۔

"ہاں آخر فائل اڑانے والے کو کیسے پتا چلا کہ فائل ساجد ایان کے گھر میں موجود ہو گی ... ایسی باتوں کو تو ویسے بھی خفیہ رکھا جاتا ہے۔"

"تو گھر جانے سے پہلے ساجد صاحب سے یہ سوال پوچھ لیتے ہیں۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔"

وہ اسی وقت ساجد ریان کے گھر پہنچے۔

ان کے بیٹے نے دروازہ کھولا اور انہیں ڈرائنگ روم تک پہنچایا۔

وہاں ساجد ریان پہلے سے ہی موجود تھے اور کسی سوچ میں گم تھے۔

ان کو دیکھ کر چونکے اور صوفے سے اٹھتے ہوئے بولے:

"ارے ... آپ کو بھاگ دوڑ کرتا دیکھ کر مجھے شرمندگی ہو رہی ہے کہ آپ کو میری وجہ سے بہت پریشانی اٹھانی پڑ رہی ہے۔"

انسپکٹر جمشید مسکرا کر رہ گئے ... پھر بولے۔

"آپ کے کیس میں ایک اور عجیب بات محسوس ہوئی ہے۔"

"کیا فائل وہاں سے لے جانے والے کا کوئی سراغ مل گیا۔"

"فی الحال تو نہیں ... لیکن ہم اسی کوشش میں ہیں ... اچھا اب ذرا میری بات کا جواب دیں ... سوال یہ ہے کہ اس بات کا پتا کس کس شخص کو

Scanned with CamScanner

تھا کہ کل رات کو فائل آپ کے گھر میں ہو گی۔''

''مجھے اور چیف سیکرٹری مورث البانی صاحب کو۔''

''کیوں ... آخر انہوں نے فائل اپنے چپراسی کے ہاتھ آپ کو بھجوائی ہو
گی۔'' انہوں نے پوچھا۔

''جی نہیں ... انہوں نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا تھا ... فائل پر بات
کی تھی ... اس پر جو کام کرنا تھا اس کی ہدایات دی تھیں ... پھر فائل
میرے حوالے کر دی تھی ... وہاں سے میں اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔''

''مطلب یہ کہ آپ کے اور مورث البانی کے علاوہ کسی کو اس بات کا
علم نہیں ... کیا باہر کسی کو علم تھا؟'' انہوں نے پوچھا۔

''فائل خفیہ نوعیت کی تھی ... لہٰذا یہ بات کسی کو نہیں بتائی گئی تھی۔''

''اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ آپ کے علاوہ یہ بات کسی کو معلوم تھی
تو صرف اور صرف آپ کے آفیسر مورث البانی کو تھی۔''

''جی ہاں۔''

''تب پھر جن لوگوں نے فائل اڑانے کا منصوبہ بنایا ... انہیں یہ بات
کیسے معلوم ہو گئی۔'' انسپکٹر جمشید نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔
سنابر لیان نے چونک کر ان کی طرف دیکھا ... چند لمحے خاموشی سے
تکتے رہے پھر بولے:

''کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو یہ بات میں نے بتائی
ہے یا مورث البانی صاحب نے۔''

''آپ خود ہی بتائیں اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔''

''وہی جو آپ نکالنا چاہتے ہیں۔'' وہ پریشانی کے عالم میں بولے۔

''اور جتنا آپ کے بارے میں ہم جانتے ہیں ... آپ ملک سے
غداری نہیں کر سکتے۔''

''مورث البانی بھی نہیں کر سکتے ... وہ مجھ سے زیادہ دیانت دار ہیں۔''

''تب پھر بات باہر کیسے گئی۔''

''مجھے معلوم نہیں۔''

''تب پھر ہمیں اس سوال کا جواب بھی حاصل کرنا ہو گا ... اور ہم ابھی
اور اسی وقت مورث البانی سے ملنے جا رہے ہیں ... آؤ چلیں۔''

''لیکن ابا جان ... اس وقت تک تو فائل نہ جانے کہاں کی کہاں پہنچ
چکی ہو گی۔'' فرزانہ بولی۔

''لیکن فرزانہ ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں ... بہراض اگر مل جاتا تو اس
رخ سے کوشش جاری رہتی۔''

''لیکن ہم یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ بہراض کے گھر میں فرزانہ کے
کان بجے تھے۔'' محمود بولا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو؟'' انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

''اس مکان کا خفیہ طور پر جائزہ کیوں نہ لیں ... یعنی اس بہراض کی
ماں کے سو جانے پر۔''

''ٹھیک ہے ... ہم رات کو اس مکان کو چیک کریں گے ... لیکن اس

وقت مورث البانی سے بات کرنے میں کیا حرج ہے۔"

وہ سنابر ریان کے ہاں سے نکلے اور مورث البانی کی کوٹھی پہنچ گئے ... ایک ملازم نے ان کا استقبال کیا ... پھر وہ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا ... جلد ہی بھاری قدموں کی آواز سنائی دی ... اور دوسرے ہی لمحے مورث البانی داخل ہوئے۔ انسپکٹر جمشید اور مورث البانی ایک دوسرے کو پہچانتے تھے۔ سرکاری میٹنگوں میں انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھ رکھا تھا۔

مورث البانی بھاری بھر کم آدمی تھے... وہ بہت گرم جوشی سے ملے۔ پھر بیٹھنے کے بعد بولے۔" آپ فائل کے سلسلے میں آئے ہوں گے ۔"

" جی ہاں!"

"لیکن فائل کے بارے میں جو کچھ آپ کو سنابر ریان صاحب نے بتایا ہے وہی کچھ میں بتا سکتا ہوں ۔"

یہ کہتے ہوئے ان کے لہجے میں سرد مہری آ گئی تھی ... اس بات کو انہوں نے صاف محسوس کیا ... لیکن انسپکٹر جمشید نے اس کوئی پرواہ نہیں کی اور پرسکون آواز میں بولے:

"یہ بات ہم جانتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں آنا پڑا ... ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ بات کون کون جانتا ہے کہ فائل رات کے وقت سنابر ایان صاحب کے گھر میں ہوگی ۔"

"یہ تو بس مجھے معلوم تھا یا پھر سنابر صاحب کو ۔"

"تب پھر یہ بات فائل اڑانے والوں تک کیسے پہنچی۔"

" کیا یہ ثابت ہو چکا ہے کہ فائل واقعی کسی نے اڑائی ہے۔"

مورث البانی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" کسی حد تک تو یہ ثابت ہو چکا ہے ..." انسپکٹر جمشید نے معنی خیز انداز میں ان کی طرف دیکھا۔

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بات انھیں میں نے بتائی ہے ۔"

مورث البانی کا لہجہ تیز ہو گیا ۔

" نہیں ہم یہ نہیں کہنا چاہتے ... آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ شاید آپ کو ایسا کوئی شخص یاد آ جائے جس کے سامنے غلطی سے فائل کو سنابر ریان کو دینے کا ذکر آ گیا ہے ... ممکن ہے آپ نے اپنے سے اوپر کے کسی افسر کو یہ بات بتائی ہو ۔" وہ مسکرائے۔

" جی نہیں ... ایسا نہیں ہوا تھا۔"

" فائل کے بارے میں آپ نے اپنے دفتر میں ہی سنابر صاحب سے بات کی تھی ۔"

" ہاں !" انہوں نے سر کو ناگواری سے جھٹکا دیا ۔

" تب پھر آپ نے دیواروں سے یہ بات کہی ہو گی۔"

کیا مطلب ؟" مورث البانی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

" کیا خبر وہاں ایسے آلات نصب ہوں جن کے ذریعے دفتر میں ہونے والی ساری بات چیت کہیں سنی جا رہی ہو ۔"

" اوہ !اوہ ۔" مورث البانی اچھل پڑے ...

Scanned with CamScanner

ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... پھر انہوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے... آپ کل صبح آ کر دفتر کو چیک کر لیں۔"

"کیا کہہ رہے ہیں جناب۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں کیا ہوا... میں نے ایسی کیا بات کہہ دی۔"

"معاملہ ایک اہم ترین فائل کا ہے... جتنا وقت گزرتا جا رہا ہے، فائل ہم سے دور ہوتی جا رہی ہے... ہم جلد از جلد اس کا سراغ لگا لینا چاہتے ہیں... اس لیے ہم ابھی اور اسی وقت دفتر کو چیک کریں گے۔"

"مجھے افسوس ہے... میں اس وقت وہاں نہیں جا سکتا۔"

"آپ نہ جائیں... ہم خود چیک کر لیں گے... آپ بس اپنے کسی ماتحت کو فون کر دیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور پھر آدھ گھنٹے بعد وہ مورث البانی کے دفتر میں موجود تھے...

پروفیسر داؤد اور خان رحمان کو بھی بلا لیا گیا تھا... چپراسی نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور پھر خود باہر جا کر بیٹھ گیا تھا... اس کے چہرے پر بھی ناگواری کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔ ظاہر ہے تمام دن کام کرنے کے بعد کون دوبارہ خوشی سے آتا ہے۔ ہر کوئی ان کی طرح دن رات تو کام کرنے کا شوقین نہیں تو نہیں ہوتا... دوسری طرف ان کی بھی مجبوری تھی... معاملہ تھا ایک خفیہ فائل کا جسے عجیب پراسرار انداز میں اڑا لیا گیا تھا۔

"پروفیسر صاحب! آپ کو یہاں ایسے آلات کا سراغ لگانا ہے جن

کے ذریعے بات چیت سنی جا سکے۔"

"اگر یہاں ایسے آلات نصب ہیں تو میں انہیں ابھی تلاش کر لوں گا۔"

یہ کہتے ہی وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے... پندرہ منٹ بعد ان کے منہ سے سیٹی کی آواز نکلی...

"کیا ہوا انکل۔"

"آلات مل گئے... وہ مورث البانی صاحب کی میز کے نیچے نصب کیے گئے ہیں... لیکن اس طرح کہ عام آدمی انہیں چیک نہیں کر سکتا... ادھر آ جاؤ... میں دکھا دیتا ہوں۔"

وہ سب بیٹھ گئے اور میز کے نچلے حصے کی طرف متوجہ ہو گئے...

پروفیسر صاحب کے ہاتھ میں بال پوائنٹ تھا۔ اس کی نوک سے انہوں نے میز کی نچلی سطح پر لگے ایک باریک سے نقطے کی طرف اشارہ کیا...

"یہ ہے وہ آلہ... اب اسے کوئی کیسے آلہ تصور کر سکتا ہے... یہ تو بس ایک نقطے کے برابر ہے۔"

"حیرت ہے۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"نہیں... حیرت نہیں ہے۔" پروفیسر مسکرائے۔

"جی... کیا مطلب؟" وہ چونک اٹھے۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

پراسرار شخص

پروفیسر داؤد مسکرائے ... پھر بولے ۔

" جمشید ... یہ چپ کی ایک شکل ہے ... بالکل ایسی ہی ایک چپ یہاں سے کچھ فاصلے پر موجود ہے اور یہاں ہونے والی گفتگو اس پر سنی جا رہی ہے ... اسی طرح فائل کے بارے میں گفتگو سنی گئی ... بلکہ مورث البانی محکمے کے ساتھیوں سے جو بات چیت بھی کرتے رہے ہیں، وہ تمام سنی جاتی رہی ہے ... اور اس طرح محکمہ خارجہ کی خبریں دشمن ملک تک پہنچتی رہی ہیں ۔"

" یا اللہ رحم ۔" وہ کانپ گئے ... یہ بہت خوفناک انکشاف تھا ...

معاملہ صرف اس فائل کا ہی نہیں تھا ... یہ کام تو بہت پہلے سے جاری و ساری تھا ... فائل کی وجہ سے تو ان کی کاری گری سامنے آئی تھی ۔

انسپکٹر جمشید نے اسی وقت مورث البانی کو فون کیا ... ان کی آواز سن کر بولے: " مورث صاحب آپ کو دفتر آنا پڑے گا۔"

" کیا ہوا ؟"

" ایک بہت خوفناک بات سامنے آئی ہے۔"

" اور وہ کیا۔" وہ فوراً بولے۔

" آپ یہاں آ جائیں ... معلوم ہو جائے گا ... میں آئی جی صاحب کو

بھی فون کر رہا ہوں ۔"

" رات کے وقت انہیں بھی زحمت دیں گے ۔" مورث البانی نے حیران ہو کر کہا۔

" وہ یہاں آنے میں کوئی زحمت محسوس نہیں کریں گے ۔"

" اچھی بات ہے ... میں آ رہا ہوں ۔"

تھوڑی دیر بعد وہاں مورث البانی اور آئی جی صاحب بھی پہنچ گئے ۔

انہیں وہ آلہ دکھایا گیا ... دیکھ کر مورث البانی نے برا سا منہ بنایا ۔

" آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ... یہ کوئی آلہ نہیں ... میز کی لکڑی میں کوئی نشان ہے ۔"

" میں آپ کو اس کا تجربہ کرا دیتا ہوں ... محمود اپنا چاقو دینا ۔"

" جی بہتر ۔"

محمود کا چاقو لے کر پروفیسر صاحب نے اس جگہ سے میز کی لکڑی کاٹ ڈالی ... اب لکڑی کے اس ٹکڑے پر وہ ننھا سا نقطہ ان کی ہتھیلی پر تھا ۔

" یہ رہا ثبوت ۔" پروفیسر داؤد مسکرائے ۔

" یہ کیا ثبوت ہوا، میرا اعتراض تو اپنی جگہ ہے۔ یہ لکڑی کا نشان ہے۔" سائر ریان بولے ۔

" میں نے یہ کہا ہے کہ یہ رہا ثبوت ... یہ نہیں کہا کہ میں نے اپنی بات ثابت کر دی ... بات تو میں اب ثابت کروں گا ۔"

" تو پھر کریں ۔"

Scanned with CamScanner

پروفیسر داؤد نے جیب سے ایک ننھا سا آلہ نکالا۔ اس کے ڈائل پر ایک بہت باریک سی سوئی تھی ... آلے میں سے ایک تار نکل رہا تھا ... اس کے سرے پر ایک سوئی نما آلہ لگا ہوا تھا ... انہوں نے وہ آلہ اس نقطے سے چھو دیا اور سنابر سے بولے۔ "آپ نے دیکھا۔"

"نہیں میں نے کچھ نہیں دیکھا۔" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"میرے ہاتھ میں جو آلہ ہے ... اس کے ڈائل پر نظر رکھیں ... اگر یہ نقطہ صرف لکڑی کا ہے تو پھر اس سوئی کو حرکت نہیں کرنی چاہیے ... یہ دیکھیے پہلے میں اس آلے کو آپ کی میز کی لکڑی سے چھوتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے سوئی میز سے لگا دی۔ لیکن ڈائل والی سوئی کو کچھ نہ ہوا ... اب انہوں نے اس نقطہ کو چھوا تو ڈائل والی سوئی نے بہت تیزی سے حرکت کی ... یہ دیکھ کر سنابر ریان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"اب بات ثابت ہوئی۔"

"جی ہاں! ہو گئی ... اور مجھے اس پر حیرت ہے ... اب سوال یہ ہے کہ یہ نقطہ نما آلہ یہاں کس نے لگایا۔"

"اس سوال کا جواب تو خیر نہیں دیا جا سکتا کیونکہ آپ سے لوگ ملاقات کے لیے آتے رہتے ہیں ... دفتر کے لوگ بھی آتے ہیں ... اصل ضرورت یہ جاننے کی تھی کہ فائل کے بارے میں بات باہر کیسے گئی اور وہ ہم نے معلوم کر لی ہے ... اب آپ تشریف لے جائیں ... آرام کریں ... ہم نے آپ کو بے آرام کیا ... اس کے لیے ہم معافی چاہتے ہیں۔"

"معافی تو مجھے آپ سے مانگنی چاہیے ... آپ رات کے وقت بھی اس کیس پر کام کر رہے ہیں۔"

"یہ ہماری عادت ہے ... جب ہم کسی کیس پر کام کرتے ہیں تو رات دیکھتے ہیں نہ دن ... بس اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اور اب آپ کیا کریں گے۔"

"یہ نہ پوچھیں۔"

"اچھی بات ہے، میں چلتا ہوں ... کیا آپ ابھی یہاں ٹھہریں گے۔"

"ہاں! ہمارا چند منٹ کا کام اور ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" یہ کہہ کر وہ چلے گئے ...

اب انسپکٹر جمشید پروفیسر داؤد سے بولے: "آپ کام شروع کریں۔"

انہوں نے اس نقطہ پر اپنے کچھ آلات کے ذریعے کام شروع کیا ...

کچھ دیر بعد بولے: "آؤ جمشید ... بن گیا کام۔"

یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل آئے۔

"دفتر بند کرا دیا جائے؟"

"ہاں! اب یہاں ہمارا کام ختم ہو گیا۔"

"آپ دفتر بند کر دیں اور اپنے گھر چلے جائیں۔"

"جی اچھا۔"

وہ دفتر سے اپنی گاڑی میں نکلے۔ گاڑی خان رحمان چلا رہے تھے ...

"خان رحمان ... میں تمہیں سمت بتاتا رہوں گا ... تم چلتے جانا۔"

Scanned with CamScanner

"اچھی بات ہے۔"

"لیکن پروفیسر صاحب۔ اس آلے کے ذریعے وہ ہماری بات چیت سن کر وہیں پہنچے ہوں گے۔ اب وہاں کہاں ملیں گے۔"

"ٹھکانہ تو مل جائے گا۔" پروفیسر مسکرائے۔

"ہوں۔"

ان کا سفر تقریباً بیس منٹ تک جاری رہا۔

پھر ایک گھر کے دروازے پر انہوں نے رک جانے کیلئے کہا اور بولے "اس آلے کے ذریعہ بات چیت یہاں سنی جاتی رہی ہے۔"

"اوہ!"

وہ گاڑی سے اتر آئے۔ یہ ایک پرانا اور بڑا مکان تھا۔ دروازے پر کسی کے نام کی تختی نہیں تھی۔ دروازے پر ایک بڑا سا تالا لگا ہوا تھا۔

"اس تالے کا مطلب یہ ہے جمشید کہ جب ہم شاہد ایان کے دفتر میں داخل ہوئے اور ہم نے وہ آلہ دریافت کر لیا اور اس کے بارے میں باتیں کیں تو یہاں موجود شخص نے باتیں سن لیں۔ بس اس نے فوراً خطرہ محسوس کیا اور یہاں سے نکل گیا۔"

"لیکن یہ تو اس نے بے وقوفی کا کام کیا۔" فرزانہ بول پڑی۔

"ہاں واقعی۔ اسے تو چاہیے تھا کہ یہاں موجود آلے کے دوسرے حصے کو فوراً جلا دیتا۔ اس طرح ہم یہاں تک نہ پہنچ پاتے۔" محمود نے خیال ظاہر کیا۔

"حیرت ہے۔ جو شخص وہ آلہ استعمال کر سکتا ہے وہ اس قدر بیوقوف بھی ہو سکتا ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف چونک کر دیکھا۔

"یہ کہ وہ بیوقوف نہیں تھا۔ اس نے جان بوجھ کر آلہ یہاں رہنے دیا اور خود یہاں سے نکل گیا۔ اور یقیناً وہ اس بات کا انتظام کر گیا ہو گا کہ ہم غلط راستے پر نکل جائیں ورنہ اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"بالکل ٹھیک۔ ایسا ہی ہے۔ میں فاروق کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے پرجوش انداز میں کہا۔

اب انہوں نے تالا کھول ڈالا اور اندر داخل ہو گئے۔ آس پاس کے لوگوں نے ان کی کارروائی کو حیران ہو کر دیکھا لیکن کچھ بولے نہیں۔ اس لیے کہ ان کی گاڑی پر پولیس کی تختی لگی تھی۔

مکان کے اندر داخل ہونے کے بعد ان کی حیرت اور بڑھ گئی۔

وہاں گھرداری کے کوئی آثار نہیں تھے۔ پانچ کمروں کا مکان تھا۔ لیکن کسی کمرے میں کھانے پینے کا کوئی سامان نظر نہ آیا۔ باورچی خانے میں بھی ایسے کوئی آثار نہیں تھے کہ وہاں کسی نے کبھی کھانا بنایا ہو۔ البتہ پانی کا انتظام ضرور تھا۔ اور باتھ روم بھی تھا۔ ایک کمرے میں اٹھنے بیٹھنے اور آرام کرنے کے آثار نظر آئے۔ کنگھا، آئینہ وغیرہ نظر آئے۔ کنگھے میں لگے بالوں سے ثابت تھا وہ شخص یہاں تھوڑا وقت تو ضرور گزارتا ہے۔

Scanned with CamScanner

"جو شخص بھی یہاں رہتا ہے صرف یہاں کام کرنے اور سونے کیلئے
آتا ہے ... کھانا پینا شاید کہیں اور جا کر تھا ... میرا خیال ہے پہلے پڑوس
کے لوگوں سے پوچھ گچھ کر لیتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

انہوں نے سر ہلا دیئے ... اب خان رحمان باہر سے چند لوگوں کو اندر
لے آئے ... ان لوگوں کے چہروں پر پہلے ہی حیرت طاری ہو چکی تھی۔

"کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں یہ کس کا مکان ہے۔"

"جی ہاں کیوں نہیں ... یہاں ایک خبطی قسم کا آدمی رہتا ہے ... یا ہم
اسے پاگل سائنسدان کہہ سکتے ہیں ... وہ عجیب وغریب تجربات کرتا رہتا ہے
... یہاں اکیلا رہتا ہے ... کسی سے کوئی سروکار نہیں رکھتا ... نہ کسی سے کوئی
لینا دینا نہ علیک نہ سلیک ... کبھی مسلسل آتا جاتا نظر آتا ہے کبھی تالا لگا کر
غائب ہو جاتا ہے ... آٹھ دس دن بعد پھر آ جاتا ہے ... ہم تو اس کے
بارے میں یہی جانتے ہیں۔" ایک پڑوسی نے بتایا۔

"اور یہ مکان اس کا اپنا ہے۔"

"سالہا سال سے تو ہم اس کو آتے جاتے اور رہتے ہوئے دیکھتے ہیں
... شاید ورثے میں ملی دولت پر گزارہ کرتا ہوگا ... اس لیے کھانے وغیرہ کی
فکر نہیں ہے اسے ... ہوسکتا ہے اس کی کوئی بڑی رقم بنک میں رکھی ہو اور
وہ اس کے منافع سے گزر بسر کرتا ہو ..."

"ہوں ... یہ معلومات انتہائی اہم ہیں ... آپ ذرا اس کا حلیہ بتائیں
... محمود حلیہ لکھ لو۔"

"جی اچھا۔"

"اس کے بال سر کے اور ڈاڑھی کے، نہایت جھاڑ جھنکار قسم کے ہیں،
یوں لگتا ہے جیسے اس نے ایک مدت سے کسی حجام سے بال نہ کٹوائے ہوں
... اس کی آنکھیں چھوٹی اور بھورے رنگ کی ہیں ... چہرہ سوکھا ہوا سا ...
ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں ... قد درمیانہ ہے ... ہاتھوں پیروں کا بھی کمزور سا
لگتا ہے۔"

"ہوں! آپ لوگوں کا شکریہ! آپ جا سکتے ہیں ... ضرورت پڑی تو
ہم پھر آپ کو زحمت دیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"کوئی بات نہیں ... قانون کی مدد کرنا تو ہمارا فرض ہے۔"

یہ کہہ کر محلے والے چلے گئے ...

اب پروفیسر داؤد نے اپنے آلات کی مدد سے سنابر ریان کی میز سے
ملنے والے اس خفیہ آلے کا دوسرا حصہ تلاش کیا ... وہ آسانی سے مل گیا ...
یہاں وہ ایک میز کے اوپر نصب کیا گیا تھا ... انہوں نے ابھی تک مکان
کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ میز کی سطح کو بھی نہیں چھوا گیا۔ پہلے
انگلیوں کے نشانات اٹھائے گئے۔ یہ کام انہوں نے خود ہی کر لیا ... اکرام
کو نہیں بلایا ... کیونکہ رات کا وقت تھا اور بلا وجہ اسے تکلیف دینا انہیں
پسند نہیں تھا ... یعنی جو کام وہ خود کر سکتے تھے اس کے لیے وہ اسے نہیں
بلاتے تھے ...

"ہم سے غلطی ہوئی، ہمیں سنابر ایان کے کمرے میں بات چیت نہیں

Scanned with CamScanner

کرنی چاہیے تھی ... اگر ہم خاموش رہتے اور اشاروں کی زبان سے کام لے لیتے تو اس وقت ہم اس پراسرار شخص کو گرفتار کر سکتے تھے ۔" پروفیسر داؤد نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

" کوئی بات نہیں ... ہم اس تک پہنچ جائیں گے ۔"

ایک بار پھر مکان کی تلاشی شروع ہوئی۔ اس بار وہ خفیہ کمروں اور کسی خفیہ تہہ خانے کی تلاش کے زاویے سے جائزہ لے رہے تھے۔ اور پھر انہیں دیوار میں نصب ایک الماری میں سے ایک خفیہ کمرے کا دروازہ مل ہی گیا ... وہ اس کمرے میں داخل ہوئے اور پھر ان کی امید کے مطابق اس کمرے میں انھیں سراغ رسانی کے سائنسی آلات نصب نظر آئے ...

پروفیسر داؤد نے ان آلات کو بہت زیادہ دلچسپی سے دیکھا۔

وہ کافی دیر تک ان کا جائزہ لیتے رہے ... آخر بولے:

" جمشید ! وہ کوئی پاگل نہیں تھا ۔"

"جی! کیا مطلب ..."

" مطلب یہ کہ وہ کوئی بہت ہی تیز طرار، ذہین اور جدید سائنسی آلات سے واقفیت رکھنے والا شخص ہے ... خبطی سائنسدان ہونے کا ڈھونگ تو اس نے آس پڑوس کے لوگوں کو اپنے سے دور رکھنے کی خاطر رچا رکھا ہے۔"

" اوہ ... اوہ !!! " خان رحمان کے منہ سے نکلا۔

" خان رحمان ... تم حیران ہو رہے ہو ... مجھے تو اس کی پہلے سے توقع تھی۔ سامنے کی بات ہے کہ جو شخص یہاں بیٹھ کر محکمہ خارجہ کے دفتر کی

کارروائی سننے اور ریکارڈ کرنے پر مامور ہے وہ کوئی خبطی تو ہو نہیں سکتا۔"

انسپکٹر جمشید کہتے چلے گئے۔

" پروفیسر انکل ... کیا یہ سارے آلات سراغرسانی کے آلات ہیں ... جیسے کہ ٹرانسمیٹ، ریسیور وغیرہ ..."

" یہ تمام آلات حیرت انگیز ہیں ... ان آلات کی مدد سے وہ نہ جانے کتنے لوگوں سے ایک ساتھ رابطہ رکھتا تھا ... ان سے بات چیت کرتا تھا ... اور انہیں احکامات دیتا رہا ہے یا کسی سے احکامات وصول کرتا رہا ہے ... کسی دشمن ملک کے سرکاری جاسوسی ادارے کی مدد کے بغیر اتنا سب ممکن نہیں ۔"

" اوہ ! "

ان سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا ۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

دوست
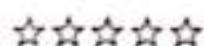
چند لمحے تک سب خاموش رہے۔

پھر انسپکٹر جمشید نے انہیں بغیر ایک لفظ منہ سے نکالے باہر نکل جانے کا اشارہ کیا ... اور وہ ایک ایک کر کے باہر نکل آئے۔

اس وقت فاروق بول اٹھا۔ " ابا جان ... مکان سے نکلنے سے پہلے آپ نے ہمیں خاموش رہنے کا اشارہ کیوں کیا تھا۔"

" اس لیے کہ اگر اس وقت بھی ہماری گفتگو سنی جا رہی ہو جس کا سو فیصد امکان موجود تھا تو ہمارے اس طرح چپ چاپ باہر نکل جانے پر وہ شش و پنج میں پڑ گئے ہوں گے کہ یہ اچانک کیا ہوا ... ہم کیا دیکھ کر اور کیوں خاموش ہو گئے ... کھیل میں کبھی کبھار حریف کو کنفیوز کر دینے سے وہ کوئی بھیانک غلطی کر بیٹھتا ہے اور مارا جاتا ہے۔"

" اور اب ہم کہاں جائیں گے۔" فرزانہ نے پوچھا۔

" بہراش کے گھر کو چیک کرنے۔"

" اوہ ہاں ..."

" لیکن پہلے میں اس مکان کی نگرانی کا انتظام کر لوں۔"

انہوں نے محمد حسین آزاد کو فون کیا۔

اس مکان کے بارے میں بتایا ... اور بولے: "تمہیں اپنے ماتحتوں کے ساتھ اس مکان کی نگرانی کرنی ہے لیکن خفیہ طور پر ... اگر کوئی اس میں داخل ہوتا نظر آئے تو خود کچھ نہیں کرنا، بس ہمیں فوراً اطلاع دینی ہے۔"

"بہت بہتر سر! میں اسی وقت روانہ ہو رہا ہوں سر۔" اس نے کہا۔

فون بند کر کے وہ ان کی طرف مڑے۔

"میرا خیال ہے ہمیں محمد حسین آزاد کے آنے تک یہیں ٹھہرنا چاہیے تاکہ ہمیں یہ اطمینان ہو کہ اس کے آنے سے پہلے کوئی اندر نہیں گیا۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔" وہ چونک کر بولے۔

اور پھر تقریباً آدھ گھنٹے بعد محمد حسین آزاد اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا ... اب وہ وہاں سے روانہ ہوئے ... ان کا رخ بہراش کے گھر کی طرف تھا۔ انہوں نے اپنی گاڑی کافی فاصلے پر روک دی ... اس سے اتر کر پیدل اس گھر کی طرف چلے ... دن میں وہ اس کی صورت حال دیکھ ہی چکے تھے ... اس لیے وہ اس کے پچھلے حصے میں آئے۔

" چلو فاروق شاباش۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"کبھی یہ شاباش تم بھی لے لیا کرو۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

" اپنے حصے کا کام میں بھی کرتا رہتا ہوں ... فکر نہ کرو۔"

" اور مجھے کیا ضرورت فکر کرنے کی۔" فاروق نے اسے گھورا۔

" آپس میں لڑو نہیں ... پھر دوسروں کے مقابلے میں کیا کرو گے۔" فرزانہ نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں کہا۔

Scanned with CamScanner

آخر فاروق پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔ چھت پر پہنچ کر اس نے ادھر ادھر کا جائزہ لیا... چھت بہت لمبی چوڑی تھی ... اور تاریکی میں صاف طور پر اس کا جائزہ نہیں لیا جا سکتا تھا... اس لیے اس نے سوچا کہ پہلے ایک چکر چھت کا لگایا جائے... پھر نیچے اترنے کی کوشش کی جائے۔

لیکن چھت کا چکر لگانے پر بھی کوئی نظر نہ آیا...

اب وہ زینے کی طرف آیا... زینہ دوسری طرف سے بند تھا... اس طرح اس کا کام آسان ہو گیا... اسے رسی سے لٹک کر نیچے نہیں اترنا پڑا۔ صحن میں پہنچ کر اس نے ڈرائنگ روم کا بیرونی دروازہ کھول دیا... صدر دروازہ کھولنا مناسب نہیں تھا... باہر نکل کر وہ اپنے ساتھیوں کو بھی اندر لے آیا... انہوں نے نہایت خاموشی سے پورے مکان کا جائزہ لیا...

وہاں ان بوڑھی خاتون کے سوا کوئی نہیں تھا۔

"اب کیا کہتی ہو فرزانہ ... یہاں تو کوئی نہیں ہے۔"

"میں تو دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ میرے کان نہیں بجے تھے ... میں نے آواز سنی تھی ... جیسے کوئی کسی سے بات چیت کر رہا ہو۔"

"ہوں ... اچھی بات ہے ... تم ذرا اپنے کانوں کو آواز دو۔"

"جی ... کیا مطلب ... کانوں کو آواز دوں۔"

"ہاں اور دیکھو... اس وقت اس مکان میں کہیں کوئی آواز سنائی دیتی ہے جیسی تمہیں پہلے سنائی دی تھی۔"

فرزانہ نے مسکرا کر سر ہلا دیا اور پھر گی دیواروں سے کان لگا لگا کر

سننے کی کوشش کرنے ... اچانک اس کی آنکھوں میں چمک نمودار ہوئی۔

"کہیں نہ کہیں کچھ ہے ضرور ... میرے کانوں کا کہنا تو یہی ہے۔"

"گویا اب ہمیں کوئی خفیہ مقام تلاش کرنا ہوگا۔" محمود بولا۔

"ایسا لگتا ہے جیسے ہمارا اور خفیہ مقامات کا چولی دامن کا ساتھ ہو۔"

"چلو کوئی بات نہیں، کسی چیز کا ساتھ ہونا کیا برا ہے چاہے تہہ خانوں کا اور ہمارا چولی دامن کا ہی ساتھ کیوں نہ ہو۔" محمود بولا

"ہے کوئی تک اس بات کی۔" فاروق نے اسے گھورا۔

وہ یہ باتیں سرگوشی میں کر رہے تھے اور سرگوشی سے زیادہ اشاروں سے کام لے رہے تھے۔ کافی دیر تک وہ خفیہ جگہ تلاش کرتے رہے لیکن انھیں کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔

"آؤ چلیں۔" انسپکٹر جمشید نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔

وہ باہر نکلنے کے لیے قدم اٹھانے لگے ... ایسے میں فرزانہ کے منہ سے ہلکی سے سیٹی کی آواز غیر ارادی طور پر نکل گئی۔

وہ فوراً اس کی طرف گھوم گئے۔

"کیا مل گیا فرزانہ۔" محمود نے بے صبری سے کہا۔

"ملا تو کچھ نہیں ... ایک خیال آیا ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ کچھ آیا ہی ہے گیا تو نہیں نا۔" فاروق خوش ہو گیا۔

"ہے کوئی تک۔"

"نہیں بالکل نہیں ... ہاں فرزانہ بتاؤ کیا خیال آیا ہے۔"

Scanned with CamScanner

"وہ بوڑھی خاتون اندر ہیں یا نہیں۔"

"اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تو آئیں... ذرا ان کے کمرے میں چلتے ہیں۔"

"کیا تمہیں یہ سوجھی ہے کہ بہراض ان کے کمرے میں چھپا ہوا ہے۔" محمود نے پوچھا۔

"نہیں... اس کے علاوہ مجھے ایک بات سوجھی ہے... کمرے میں چل کر بتاؤں گی... یہاں نہیں۔"

"اچھی بات ہے... آؤ۔"

اب وہ بوڑھی خاتون کے کمرے کے دروازے پر آئے... دروازہ اندر سے بند تھا... انہوں نے تالے کے سوراخ سے اندر جھانکا... وہ بستر پر سوئی نظر آئیں... لحاف پوری طرح اس کے اوپر تھا... اس طرح کہ منہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا... انسپکٹر جمشید نے ماسٹر کی سے کوشش شروع کی... جلد ہی تالا کھل گیا... ہلکی سی آواز بھی ہوئی... انہوں نے فوراً اندر جھانکا کہ کہیں اس آواز سے بڑھیا کی آنکھ تو نہیں کھل گئی... بستر پر موجود لحاف میں کوئی ہل جل نظر نہیں آئی... اب وہ دبے پاؤں اندر داخل ہوئے... فرزانہ نے اشارہ کیا کہ لحاف کو بستر سے الٹ دیا جائے۔

انہوں نے ایسا ہی کیا... دوسرا لمحہ حیران کن تھا...

ان کے اوپر کے سانس اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئے...

بستر پر کوئی نہیں تھا... لحاف کے نیچے دو گاؤ تکیے رکھے گئے تھے اور ان کے اوپر لحاف تان دیا گیا تھا... گاؤ تکیوں کے علاوہ وہاں ایک کاغذ بھی تھا اور اس کاغذ پر ان کے لیے ایک پیغام تھا... الفاظ یہ تھے:

"ہم جانتے ہیں آپ لوگ یہاں پر آئیں گے لہذا ہم یہاں ٹھہر نہیں سکے... یہاں سے جا رہے ہیں... اب آپ اس مکان میں ٹکر مارتے رہیں... ویسے آپ مرضی کے مالک ہیں... ہمیں یہاں تلاش کرتے رہیں اور اگر ہم یہاں ملتے ہیں تو ہمیں گرفتار کر لیں..."

الفاظ پڑھ کر وہ مسکرا دیے... انہیں ذرا بھی غصہ نہیں آیا تھا... کیس کے دوران کیسے ہی حالات پیش آئیں وہ غصہ نہیں کرتے تھے۔

"ہمیں اس کاغذ پر سے بھی انگلیوں کے نشانات لینے چاہئیں۔"

"جی اچھا!"

انہوں نے کاغذ پر سے انگلیوں کے نشانات محفوظ کر لیے۔

اب وہ لگے سوچ بچار کرنے... انسپکٹر جمشید بے حد سنجیدہ نظر آ رہے تھے۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح سر جھکائے چپ چاپ بیٹھے رہے۔

پانچ منٹ بعد انسپکٹر جمشید نے سر اٹھایا۔ پھر انہوں نے کہنا شروع کیا:

"اب یہ سامنے کی بات ہے کہ سابر ریان کے گھر جو تین جعلی الیکٹریشن آئے تھے... فائل انہوں نے ہی پار کی تھی... لیکن یہاں ایک باریک سا سوال اٹھتا ہے... وہ یہ کہ اس کے لیے انہیں باقاعدہ منصوبہ بندی کی ضرورت تھی جس کیلئے وقت درکار تھا... مورث البانی کے دفتر میں ننھا سا ٹرانسمیٹر نما آلہ چپکانے کی منصوبہ بندی اور فائل اڑانے کی منصوبہ

Scanned with CamScanner

بندی میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ آلہ تو پہلے ہی کبھی چپکایا گیا ہوگا نہ کہ صرف فائل اڑانے کی نیت سے ... آلہ تو کوئی بھی آ کر چپکا سکتا ہے ... کسی کو کانوں کان پتا نہیں چل سکتا جب تک کہ آلات سے چیک نہ کر لیا جائے ... لیکن سوال یہ ہے کہ اب اگر آج مورث البانی فائل سنابر کو دیتے ہیں تو آج ہی الیکٹریشن کیسے ان کے گھر پہنچ گئے ... بس یہی چیز مجھے الجھا رہی ہے۔" یہاں تک کہہ کر وہ رک گئے۔

"کیا مطلب!" مارے حیرت کے فرزانہ بولی۔

"کل دفتر میں یہ فائل مورث البانی نے سنابر ریان کو دی ... اور دفتر میں ظاہر ہے اس کے متعلق ان دونوں کے درمیان چند باتیں بھی ہوئی ہوں گی ... اب ان کے دفتر میں ہونے والی بات چیت اس پرانے مکان میں سنی گئی جہاں اس کا ریسیور ہم نے دیکھا ... فائل پار کرنے کیلئے اس نے تین آدمیوں کو سنابر ایان کے گھر بھیج دیا گیا ... اب غور کرو کہ یعنی فائل ابھی آئی بھی نہیں لیکن اسے اڑا لے جانے والے پہلے ہی آ گئے ... کیا یہ بات عجیب نہیں۔" یہاں تک کہہ کر وہ رک گئے۔

"واقعی جمشید ... یہ بات حد درجہ حیرت انگیز ہے ... اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس فائل کو اڑانے کا منصوبہ اس روز سے پہلے ہی ترتیب دیا جا چکا تھا... اس کا مطلب یہ ہے کہ فائل چرانے والوں کا پہلے ہی سے پتا تھا کہ فائل سنابر ریان کو دی جائے گی۔"

"کیا مطلب!" وہ اچھل پڑے۔

"آؤ چلیں ... ہم پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکے ہیں۔"

وہ نہایت تیز رفتاری سے روانہ ہوئے۔ انسپکٹر جمشید نے مورث البانی کی کوٹھی کے سامنے پہنچ کر ہی بریک لگائے۔ وہ چھلانگیں لگا کر نیچے اترے

محمود نے دوڑ کر دروازے کی گھنٹی بجائی۔

اس وقت رات کے دو بج رہے تھے۔

دروازے پر کوئی دس کے قریب پہرے دار موجود تھے ... ان کی گاڑی کو رکتے دیکھ کر وہ ایک دم چوکس ہو گئے۔

"وہیں ٹھہریں صاحب ... پہلے اپنی شناخت کرائیں۔"

انسپکٹر جمشید نے تعارف کرایا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں۔ رات کے اس وقت آپ لوگوں کو کیا ضرورت لائی ہے۔"

"ہماری اطلاع کے مطابق مورث البانی خطرے میں ہیں ... ہم اس لیے آئے ہیں کہ ہو سکتا ہے انہیں بچانے میں کامیاب ہو جائیں۔"

"ہم آپ کی آمد کی اطلاع دے دیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ... آپ اطلاع دے دیں۔"

ان میں سے ایک نے گیٹ کھولا اور اندر چلا گیا۔

"آپ نے کیا کہا تھا ... صاحب خطرے میں ہیں۔" ان میں سے ایک نے چونک کر کہا۔

"ہاں ہماری اطلاع یہی ہے۔"

Scanned with CamScanner

"غلط اطلاع دی کسی نے آپ کو ... ابھی تھوڑی دیر پہلے تک تو ہم انھیں دیکھ چکے ہیں ... وہ بالکل خیریت سے تھے اور ان سے کوئی صاحب ملنے آئے تھے ... انہوں نے ملاقات بھی کی تھی۔"

"اوہو اچھا ... کون صاحب تھے وہ جو ملاقات کے لیے آئے تھے۔"

"انہوں خود ہی لوگوں کو فون پر ہدایات دی تھیں ... کہا تھا کہ ان کے ایک دوست ملنے آرہے ہیں ... جونہی وہ آئیں انہیں اندر لے آیا جائے ... چنانچہ جب وہ آئے تو ہم نے انھیں اندر پہنچا دیا ... اس کے کوئی پندرہ منٹ بعد ملاقاتی باہر آئے تھے اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے تھے۔"

"ارے باپ رے۔" مارے پریشانی کے ان کے منہ سے نکلا۔

"اس میں خوفزدہ ہونے کی کیا بات ہے ... ایک ملاقاتی کے بارے میں انہوں نے خود بتایا تھا اور پھر اس نام کے ملاقاتی آئے تھے ... ہم نے انہیں اندر بھیج دیا۔"

"ارے باپ رے۔" اس بار محمود نے کہا۔

"آپ لوگوں کو ہو کیا گیا ہے۔"

"خطرے کا احساس بڑھتا جا رہا ہے اور ابھی تک آپ کا ساتھی بھی واپس نہیں آیا۔"

"اسے صاحب کی طرف سے اجازت ملی گی تو آئے گا نا ... یوں بھی پہلے تو اسے صاحب کو جگانا ہے ... میرا مطلب ہے ... اگر وہ سوئے ہوئے ہوں گے تو ... جاگنے پر آپ کے نام بتائے ہوں گے ... تب کہیں وہ

اجازت دیں گے یا نہیں دیں گے۔"

"جو شخص ملاقات کے لیے آیا ... اس کا حلیہ کیا تھا۔"

"کیوں! آپ حلیہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

عین اسی وقت اندر سے دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی ...

وہ بری طرح چونکے۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

واردات

قدموں کی آواز نزدیک آ گئی ... پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا ... اور پہرے دار کی خوف میں ڈوبی شکلیں نظر آئی ۔

"خیر تو ہے ۔" وہ بول اٹھے ۔

"ن ... نہیں ... صاحب کا دروازہ اندر سے بند ہے اور وہ کوئی جواب نہیں دے رہے ۔"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے ... گہری نیند میں ہوں گے ۔"

"ن ... نہیں ۔"

"نہیں کیا ؟"

"در... در... دروازے سے ... خ ... خون ۔"

"خون !! کیا کہا ... تمھارا مطلب ہے خون اندر سے باہر آ رہا ہے۔" وہ چلا اٹھے۔

اور پھر ان سب نے اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہ پہرے دار ان سے آگے تھا جو اندر کا حال بتانے کے لیے آیا تھا ...

اور پھر وہ ایک کمرے کے سامنے جا رکا ...

"صاحب اس کمرے میں ہوتے ہیں ۔"

انہوں نے دیکھا خون کی ایک چادر سی بہہ کر باہر آ گئی تھی اور کچھ دور تک بہنے کے بعد رک گئی تھی ... دروازہ بند تھا ...

انہوں نے اس پر دباؤ ڈالا تو پتا چلا کہ تالا لگا ہوا ہے ۔

"تالے کی چابی ؟" وہ بولے ۔

"اندر ... اندر ہی ہو گی ۔"

"اوہو ... دوسری چابی ۔"

"م ... لاتا ہوں ... بب ... بیگم صاحبہ کے کمرے میں ہو گی ۔"

"کیا مطلب ... کیا یہ الگ سوتے ہیں ۔"

"نہیں ... رات گئے تک کام کرتے ہیں ... یہ کمرہ ان کے دفتری کام کا ہے ... کام سے فارغ ہو کر سونے کے کمرے میں جاتے ہیں ۔"

"جلدی چابی لاؤ ... ورنہ دروازہ توڑنا پڑے گا۔"

وہ دوڑ گیا ... جلد ہی ایک عورت اور دو بچوں کے ساتھ اس کی واپسی ہوئی ... ان کی آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا ... اور پھر چابی سے تالا کھولا گیا ... جونہی دروازہ کھلا ... مورث البانی کے بیوی بچے اپنی چیخیں کسی طرح نہ روک سکے ... کمرے کے فرش پر مورث البانی کی لاش پڑی تھی ... ایک چاقو ان کے سینے پر دھنسا ہوا تھا ... وہ چت پڑے تھے ... ان کی آنکھیں خوف کی وجہ سے پوری طرح پھیل گئی تھیں ۔

"آپ لوگ ابھی اندر نہیں جائیں گے ۔" انہوں نے بیگم مورث البانی کو آگے بڑھتے دیکھ کر کہا ... وہ رک گئیں ۔

Scanned with CamScanner

"آپ لوگ ایک طرف بیٹھ جائیں ... ذرا سی بے احتیاطی سارے کیس کو خراب کر سکتی ہے ... یہ ایک عجیب اور افسوس ناک صورتِ حال ہے اور ہمیں اس کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی ... ہاں ہم نے یہ ضرور محسوس کیا تھا کہ کہیں مورث البانی صاحب کو کوئی خطرہ نہ لاحق ہو ... ایک خیال آیا تھا جس کی بنیاد پر ہم رات کے اس وقت ادھر آنے پر مجبور ہوئے ..."

یہ کہہ کر انہوں نے اکرام کے نمبر ملائے ...

"تمہیں رات کو بے آرام کیا اکرام۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں سر ... آپ خود بھی تو جاگ رہے ہیں۔"

"بس کیا بتاؤں ... اچھا خیر ... تم مورث البانی کی کوٹھی پر آ جاؤ ... عملہ ساتھ لے آنا ... قتل کی واردات ہو گئی ہے۔"

"کیا !!!" وہ چلا اٹھا۔

"ہاں اکرام ... مورث البانی کا قتل ہو گیا ہے۔"

"اوہ ... اوہ ..." یہ کہہ کر اس نے موبائل بند کر دیا۔

پھر جلد ہی اکرام اور اس کے ماتحت پہنچ گئے۔

"اکرام پہلے تم اپنا کام مکمل کر لو۔"

"ٹھیک ہے سر ... آپ فکر نہ کریں۔"

اکرام اور اس کے ماتحتوں نے اپنا کام ایک گھنٹے میں مکمل کر لیا ...

اس کے بعد وہ اندر داخل ہوئے ... انہوں نے بغور ہر چیز کا جائزہ شروع کیا ... لاش کے پاؤں دروازے کی طرف تھے اور سر سامنے والی

دیوار کی طرف ... کمرے میں اور کسی قسم کی کوئی بے ترتیبی نہیں تھی ... ہر چیز اپنی جگہ پر تھی ... اس کمرے میں کوئی بستر نہیں تھا ... سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک میز رکھی گئی تھی ... اس کے ساتھ ایک کرسی تھی ... میز کے دونوں طرف دو کرسیاں اور تھیں ... گویا یہ ملاقاتیوں کے لیے تھیں ... میز فائلوں اور دفتری کاغذات کا انبار تھا ...

"ایسا لگتا ہے قاتل ان کا جانا پہچانا آدمی تھا ... ان سے ملاقات کے لیے آیا تھا ... ملاقات کر کے جب وہ جانے لگا تو مورث البانی اسے رخصت کرنے کے لیے اٹھے اور دروازے کی طرف آئے ... عین اس لمحے قاتل نے جیب میں پہلے سے تیار چاقو نکالا اور ان کے سینے میں گھونپ دیا ... ہو سکتا ہے ان کے منہ سے چیخ نکلی ہو، لیکن وہ کسی کو سنائی نہیں دی ... بیرونی دروازہ تو یوں بھی بہت دور ہے ... پہرے داروں تک آواز نہیں گئی ... اور بیگم صاحبہ اور دونوں بچے گہری نیند میں ہوں گے، اس لیے نہیں سن سکے ... سوال یہ ہے کہ قاتل کون تھا ... یہ پہرے دار بتائیں گے۔"

یہ کہتے ہوئے انہوں نے اندر آنے والے پہرے داروں کی طرف دیکھا ... اس خبر کے بعد وہ باہر نہیں رک سکے تھے ...

"جیسا کہ میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں ... ایک صاحب ملاقات کے لیے آئے تھے ... اور البانی صاحب نے ان کی آمد سے پہلے ہی ہمیں بتا دیا تھا کہ ایک صاحب ملنے کے لیے آ رہے ہیں ... انہیں میرے کمرے میں پہنچا دینا۔"

Scanned with CamScanner

"جی ہاں مجھے یاد ہے۔"

"البانی صاحب کے بتانے کے آدھ گھنٹے بعد آئے تھے ... چونکہ ہمیں پہلے ہی بتا چکے تھے اس لیے میں ملاقاتی کو ان کے کمرے میں پہنچا دیا۔"

"ان کا نام کیا تھا۔"

"ہم نہیں نے پوچھا ... وجہ وہی ہے کہ البانی صاحب نے پہلے ہی جو کہہ دیا تھا۔"

"خیر ... ان کا حلیہ بتا دیں۔"

"وہ جھاڑ جھنکاڑ سے آدمی تھے ... بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے ... ان کا قد درمیانہ تھا ... دبلے پتلے سے تھے ... آنکھیں بہت چھوٹی چھوٹی تھیں ... اور رات کے وقت ہم ان کا رنگ نہیں دیکھ سکے۔"

"اوہ ... اوہ۔" مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا ...

کیونکہ اس نے جو حلیہ بتایا تھا وہ اسی شخص کا تھا جسے محلے والے پاگل سائنسدان سمجھتے رہے تھے اور جو اسی اس مکان میں رہتا تھا جہاں آلات کے ذریعہ مورث البانی کے دفتر میں ہونے والی بات چیت سنی جاتی تھی ... اور اب یہ بات سامنے آ رہی تھی کہ اسی شخص کو مورث البانی نے ملاقات کے لیے بلایا تھا ... کیا یہ بات عجیب نہیں تھی ... بہت زیادہ عجیب تھی۔

"آپ کو کس بات پر حیرت ہوئی۔" پہرے دار نے پوچھا۔

"اس بات پر کہ ہم عین اسی حلیے کے آدمی کو جانتے ہیں ... آپ آگے بتائیں جب آپ نے اس کو البانی صاحب کے کمرے تک پہنچا دیا پھر؟"

"پھر میں تو واپس ڈیوٹی پر آ گیا تھا ... اس کے تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ صاحب باہر آئے اور چلے گئے ... اب ہمیں کیا پتا تھا کہ وہ اندر کیا کر آیا ورنہ اسے جانے کیوں دیتے۔"

"عجیب بات یہ ہے کہ اس شخص کو البانی صاحب کیسے جانتے تھے اور انہوں نے اسے کیوں بلایا تھا ... کیا وہ شخص پہلے کبھی ان سے ملنے کے لیے آیا تھا؟" انہوں نے پوچھا۔

"جی نہیں ... ہم نے تو اسے زندگی میں پہلی بار ہی دیکھا تھا۔"

"اچھی بات ہے ... اکرام لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوا دو ... اس چاقو پر انگلیوں کے نشانات ملے ہیں یا نہیں۔"

"بالکل ملے ہیں سر۔"

"جب تو پھر تم اپنے ریکارڈ سے ان نشانات کو ملا لو۔"

"او کے سر۔"

اور پھر لاش کو ہٹایا گیا ... اس وقت انہوں نے دیکھا ... لاش کے نیچے ایک پستول دبا ہوا تھا ...

"اس پستول کو پہچانتے ہیں آپ لوگ۔"

"جی ہاں! یہ البانی صاحب کا ہے۔"

پستول پر سے بھی انگلیوں کے نشانات اٹھا لیے گئے ... اب انہوں نے اسے اٹھا کر دیکھا ... اس میں پوری گولیاں بھری ہوئی تھیں۔

"ایسا لگتا ہے ... اسے چاقو نکالتے دیکھ کر انہوں نے فوری طور پر

Scanned with CamScanner

پستول نکالنا چاہا تھا اور نکال بھی لیا تھا ... لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر
کرتے، اس شخص نے چاقو کھینچ مارا ... چاقو لگتے ہی پستول ان کے ہاتھ
سے نکل گیا اور وہ اس کے اوپر گر پڑے ..."

"ایسا ہی ہوا ہوگا سر۔" اکرام نے کہا۔

"اور اب یہ کیس خونی ہو گیا ہے ... فائل کے سلسلے میں مورث البانی
کی جان لے لی گئی ہے ... حالات بتا رہے ہیں کہ البانی صاحب کا تعلق
اس فائل کی گمشدگی سے تھا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی کیا مطلب؟" انہوں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"دیکھو اس بات کا امکان ہے کہ خود مورث البانی فائل کی گمشدگی کی
سازش میں شریک ہوں۔"

"نن ... نہیں۔" بیگم مورث البانی چلا اٹھیں ... ان کی آنکھیں پریشانی
سے پھیل گئیں۔

"بیگم صاحبہ! ابھی یہ صرف امکانات ہیں ... ہم لوگوں کو ہر رخ سے
اندازے لگانے پڑتے ہیں ... آپ پریشان نہ ہوں ... بظاہر ان کا قتل اسی
بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے ..."

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں ابا جان ..." فرزانہ نے ہاتھ اٹھایا۔

"ہاں کہو فرزانہ۔"

"ابا جان! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ قاتل نے یہ کام ہمیں غلط راستے پر
ڈالنے کے لیے کیا ہو ... ان کا اصل مقصد اس فائل کو اڑانا نہیں تھا ...

اگر کوئی غدار ہے تو فائل کی فوٹو تو وہ اس غدار کے ذریعہ حاصل
کر سکتے تھے اور اس طرح کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی ... اس لیے ہم
یہ سوچ رہے ہیں کہ فائل کسی اور مقصد کے لیے غائب کی گئی ہے ... لیکن
جب انہوں نے دیکھا کہ ہم اس آلے کے ذریعے اس شخص کے گھر تک
پہنچ گئے ہیں اور ہم نے انگلیوں کے نشانات وغیرہ حاصل کر لیے ہیں۔"

"تمہاری بات میں وزن ہے فرزانہ ... قاتل دراصل اپنی وجہ سے
پریشان ہو گیا کہ اس کی انگلیوں کے نشانات ہمیں مل گئے ہیں اور ان کی
بنیاد پر اسے خطرہ ہے کہ کہیں ہم اس تک نہ پہنچ جائیں ... بس اس لیے
اس نے کیس کا رخ موڑنے کے لیے یہ قتل کر ڈالا ... لیکن اس طرح وہ
اور بڑا مجرم بن گیا ہے ... اکرام کیا تمہارے ریکارڈ میں اس آدمی کی
انگلیوں کے نشانات ملیں گے؟"

"میں ابھی سارا ریکارڈ کھنگال ڈالتا ہوں ... آپ فکر نہ کریں۔"

اور وہ وہاں سے رخصت ہوئے ... راستے میں محمود نے کہا۔

"یہ کیس گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہے ... پہلے ہمارا خیال تھا کہ
فائل شابر ریان کو بدنام کرنے کے لیے غائب کی گئی ہے ... اور اسی لیے
ان کے بنک اکاؤنٹس میں بڑی رقمیں جمع کرائی گئی ہیں ... اب مورث
البانی کے قتل سے کیس کا رخ بدل گیا تھا ... اور یہ ظاہر ہونے لگا تھا کہ
اس معاملے میں مورث البانی ملوث تھے لیکن فرزانہ نے ایک نئی بات کی
طرف اشارہ کیا کہ ان کا مقصد فائل چرانا نہیں تھا کیونکہ فائل اگر مورث

Scanned with CamScanner

البانی کے پاس ہی تھی تو وہ خاموشی کے ساتھ اس کی کاپی کروا کے
پہنچا سکتا تھا ... مورث البانی کو فائل سابر ریان کے حوالے کر کے
الیکٹریشنوں والا ڈرامہ کرنے اور اتنا لمبا کھڑاگ پھیلانے کی ضرورت نہیں
تھی۔"

"میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس سارے کھیل کا مقصد سابر ریان
کو پھنسانا ہے ... کیوں ... یہ میں نہیں جانتا ... لیکن اس کیوں کا جواب ہمیں
تلاش کرنا ہوگا۔" فاروق نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ساری کوشش ہی ہمیں اس نتیجے پر
پہنچانے کی نیت سے کی گئی ہو کہ سابر ریان ہماری نظروں میں بے گناہ اور
مظلوم بن جائیں۔" فرزانہ کہاں چپ رہنے والی تھی۔

"اور میں تو اب ایک بات یہ بھی محسوس کر رہا ہوں کہ ..." انسپکٹر جمشید
نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"اور وہ کیا ابا جان۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"یہ کہ یہ شخص اب ملک سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا ... بلکہ
کوشش شروع کر چکا ہوگا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے آئی جی صاحب کے نمبر ڈائل کیے ...

جلد ہی ان کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"کیا ہے جمشید ... نہ خود سوتے ہو نہ دوسروں کو سونے دیتے ہو۔"
آواز میں ہنسی تھی۔

"یہ بات تو ہے سر۔" وہ بھی ہنسے۔

"ہائیں ... اور تم بھی ہنس رہے ہو۔"

"کیا کریں سر ... مجبوری ہے۔"

"خیر تو ہے، آج تو تم محمود فاروق اور فرزانہ کے انداز میں باتیں کر
رہے ہو۔"

"سر! ایک بہت اہم معاملہ ..."

"اسی فائل کے سلسلے میں ہے۔"

"ہاں سر ... مورث البانی کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"کیا!!!" آئی جی صاحب چلائے ... پھر انہوں نے کہا۔

"جمشید! فوراً میرے پاس چلے آؤ۔"

انہوں نے یہ بات حد درجے خوف کے عالم میں کہی تھی ...
وہ دھک سے رہ گئے۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

جا چکی ہے!

وہ تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتے ہوئے آئی جی صاحب کے گھر پہنچے۔ سڑکیں تو تھیں ہی سنسان ... باہر موجود سیکورٹی اسٹاف نے ان کے لیے فوراً ہی دروازہ کھول دیا ...

ظاہر ہے کہ شیخ صاحب انھیں بتا چکے تھے کہ یہ لوگ آ رہے ہیں۔

وہ اندر پہنچے تو شیخ صاحب کا چہرہ زرد تھا ... آنکھوں میں ویرانی تھی ...

سب کے بیٹھ جانے کے بعد وہ بولے۔

"پہلے تو تفصیل سناؤ جمشید ... یہ کیسے ہوا۔"

انہوں نے مورث البانی صاحب کے دفتر میں آکر ملنے کے بارے میں بتایا ... پھر اس آلے کے ذریعے اس گھر تک جانے کے بارے میں بتایا ... باقی ساری تفصیل بھی سنا دی ...

"خیر اس کا سراغ تو تم لگا لو گے ... لیکن اس قتل کے بعد اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم فائل دوبارہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔"

"اوہ! لیکن کیوں سر ... آپ نے یہ یقین کیسے کر لیا۔"

"فائل اب ہمارے ملک میں نہیں ہے جمشید۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔" مارے حیرت کے انسپکٹر جمشید بولے۔

"مجھے رات کے ابتدائی حصے میں ان کا فون ملا تھا۔"

"کس کا ... البانی صاحب کا۔" انسپکٹر جمشید چونکے۔

"ہاں! وہ کہہ رہے تھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہیں ... لہٰذا آپ صبح سویرے میرے گھر آ جائیں ... مطلب یہ کہ صبح میری ان سے ملاقات ہونی تھی ... اور اس ملاقات میں شاید وہ فائل کے بارے میں بتانا چاہتے تھے ... لیکن مجرموں نے انہیں یہ مہلت نہ دی ... اب خوفناک بات یہ ہے کہ فائل شارجستان پہنچ چکی ہے۔"

"کیا ... نہیں۔" وہ چلا اٹھے۔

"جب تم نے مجھے فون کیا پھر یہ اطلاع دی کہ مورث البانی صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے ... تو اس سے ایک منٹ پہلے مجھے ایک فون موصول ہوا تھا ... اور وہ فون ہمارے ایک جاسوس کا تھا ... وہ شارجستان میں موجود ہے ... یہ اطلاع اس نے دی ہے کہ ابھی ابھی ایک فائل سرحد پر حوالے کی گئی ہے ... سرحد پر کسی جگہ وہ فائل شارجستان کی سیکرٹ سروس کے کسی کارکن کو دی گئی ہے ..."

"یہ بہت خوفناک اور افسوس ناک خبر ہے سر۔"

"ہاں جمشید بہت زیادہ۔" انہوں نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"اس فائل میں کیا ہے سر۔" انہوں نے پوچھا۔

"مجھے معلوم نہیں ... صرف یہ معلوم ہے کہ وہ بہت اہم تھی اور اس کا شارجستان کے ہاتھ لگنا اور زیادہ خطرناک ہے ..."

Scanned with CamScanner

''لیکن سر مورث البانی وزیرِ خارجہ کے چیف سیکرٹری تھے ... وزیرِ خارجہ
صاحب کو تو معلوم ہوگا اس میں کیا تھا۔''

''ایسا ضروری نہیں ہے ... بہت سے راز ایسے ہوتے ہیں جو وزیراعظم
یا صدر کے علم میں بھی نہیں ہوتے۔''

''ہوسکتا ہے ہمیں ...'' یہاں تک کہہ کر وہ اچانک رک گئے۔

''کیوں جمشید ... رک کیوں گئے۔''

''ہوسکتا ہے ... یہاں ہونے والی بات چیت بھی سنی جا رہی ہو۔''

''اوہ نہیں ... یہ میرا گھر ہے ... دفتر نہیں۔''

''پھر بھی سر ... چیک کر لینے میں کیا حرج ہے۔''

''اچھی بات ہے ... کرو چیک۔''

پروفیسر داؤد کو بلایا گیا ... ساتھ میں یہ بھی کہا گیا:

''خان رحمان کو بھی ساتھ لے آیئے گا پروفیسر صاحب۔''

''کیوں ... ان سے بھی کوئی کام آ پڑا ہے۔''

''جی ہاں ... ہوسکتا ہے ہمیں سرحد پر جانا پڑے۔

''اگر یہ بات ہے تو میں انہیں بھی ساتھ لا رہا ہوں ... فکر نہ کرو۔''

پھر آدھ گھنٹے بعد دونوں وہاں پہنچ گئے ...

پروفیسر داؤد نے پہلے ان کے کمرے کو چیک کیا، پھر کئی اور کمروں کو
دیکھا لیکن کہیں جاسوسی کے خفیہ آلات نہ مل سکے۔

''چلو اس طرف سے تو اطمینان ہوا ... اب ہم بے فکر ہو کر بات کر

سکتے ہیں۔'' آئی جی صاحب نے کہا ...

اب انسپکٹر جمشید نے ان دونوں کی طرف رخ کیا۔

''وہ فائل جسے سنابر ایان صاحب کے گھر سے بہت پراسرار طور پر اڑایا
گیا ہے ... شارجستان پہنچ چکی ہے۔''

''کیا!!!'' وہ چلائے۔

''یہ شارجستان میں موجود ہمارے ایک جاسوس کی اطلاع ہے۔''

''اور بالکل پکی ہے۔'' شیخ صاحب فوراً بولے۔

''یعنی اس میں کوئی شک نہیں؟'' خان رحمان بولے۔

''بالکل نہیں۔''

''اوہ ... پھر؟''

''اس جاسوس نے یہ بھی بتایا ہے کہ فائل سرحد پر موجود کسی میجر سرفراز
کے ذریعے ادھر بھیجی گئی ہے یعنی غدار میجر نے دوسری طرف موجود
شارجستان کے فوجی کو دی اور اس نے آگے پہنچا دی ... اس طرح یہ کام
بہت آسانی سے چھپ چھپاتے ہو گئے اور ہم لکیر پیٹتے رہ گئے۔''

آئی جی صاحب یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے

''ہاں اور اب ہمیں میجر سرفراز سے یہ اگلوانا ہوگا۔''

''لیکن کیسے ... کیا یہ کام اتنا ہی آسان ہے۔''

''اس کو گھیر گھار کر ...''

''کیا ہم وہاں پہنچ کر اسے گھیر لیں گے۔'' فاروق بڑبڑانے والے

Scanned with CamScanner

انداز میں بولا۔

"ہاں ہم اس کے چاروں طرف ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر گول دائرہ بنا لیں گے اور تالیاں بجا بجا کر کہیں گے ... آہا آہا ہم نے چور پکڑ لیا۔" فرزانہ جلے بھنے لہجے میں کہتی چلی گئی۔

"تو تم کیوں چنے بھون رہی ہو ..."

"چنے بھونتی ہے میری جوتی ..."

"اچھا بس ... معاملہ سنجیدہ ہے ... تم بھی سنجیدہ ہو جاؤ ..." محمود چلایا۔

"میرا خیال ہے ہمیں سرحدی علاقے کا معائنہ کرنے کے بہانے میجر سرفراز سے رابطہ کرنا چاہیئے بلکہ اس کو اس کام میں ساتھ رکھنا چاہیئے۔"

"کک ... کیوں ابا جان۔" محمود نے پوچھا۔

"اس لیے کہ مجرم غلطی ضرور کرتا ہے ... ہمارے ساتھ رہ کر بوکھلاہٹ میں اپنا جرم چھپانے کیلئے اس سے کوئی نہ کوئی غلطی ضرور سرزد ہو گی۔"

"تو پھر چلیں ..." انسپکٹر جمشید اچھل کر کھڑے ہو گئے

"ہم تیار ہیں ... کیوں پروفیسر صاحب۔" خان رحمان بول اٹھے۔

"بالکل ... جمشید جس وقت کہے ... ہم تیار ہی ہوتے ہیں۔"

O

وہ اسی وقت سرحد کی طرف روانہ ہو گئے ...

آئی جی صاحب بھی ان کے ساتھ تھے ... گاڑی خان رحمان چلا رہے تھے۔ روانہ ہونے سے پہلے آئی جی صاحب نے وزارت دفاع کے سیکرٹری

کو فون بھی کیا تھا۔ فون بند کر کے انہوں نے کاغذ پر کچھ لکھ کر انسپکٹر جمشید کو پکڑا دیا۔ انہوں نے اسے ایک نظر دیکھ کر خان رحمان کو دے دیا تھا۔

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ سرحد کے نزدیک پہنچ گئے ... آگے سڑک بند تھی ... اور سڑک کے دونوں طرف رینجرز کھڑے تھے ...

ایک فوراً ان کی طرف آیا۔ "جی سر؟"

"ہمیں میجر سرفراز سے ملنا ہے ... ان کی طرف سے پیغام ملا ہو گا آپ کو۔" خان رحمان نے کاغذ اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ... ہمیں تو کوئی پیغام نہیں ملا۔"

"پیغام نہیں ملا۔ گاڑی میں آئی جی، پروفیسر داؤد، خان رحمان اور انسپکٹر جمشید اور ان کے بچے موجود ہیں لہٰذا بہتر ہو گا کہ آپ خود میجر صاحب سے بات کر لیں۔"

"ہمیں اجازت نہیں ہے سر۔" اس نے متاثر ہوئے بغیر کہا۔

ان کے منہ بن گئے ... آخر آئی جی صاحب نے پھر فون کیا:

"السلام علیکم نسیم پرویز صاحب۔"

"جی شیخ صاحب!" ان کی آواز سنائی دی۔

"آپ نے میجر سرفراز کو ہمارے بارے میں اطلاع نہیں دی؟"

"بالکل دی تھی ... کیوں کیا ہوا۔"

"انہوں نے اپنے ماتحتوں کو ہدایات نہیں دیں ... انہوں نے ہمیں چیک پوسٹ پر روک رکھا ہے ... ہم یہاں سڑک پر رکے ہوئے ہیں۔"

Scanned with CamScanner

"حیرت ہے ... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ بھول گئے ہوں ... میں ابھی ان سے پوچھتا ہوں ... آپ موبائل آن رہنے دیں ... میں دوسرے نمبر سے بات کرتا ہوں اور اسپیکر بھی آن رکھوں گا ... اس طرح آپ ان کے جملے بھی سن سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

جلد ہی ان کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو کرنل خالد ... میں نے تھوڑی دیر پہلے آپ کو کچھ ہدایات دی تھیں اور آپ نے کہا تھا کہ یہ ہدایات آپ سرحدی ڈیوٹی پر موجود میجر سرفراز تک پہنچا دیں گے۔"

"جی ہاں ... بالکل ایسا ہی ہوا تھا ..."

"لیکن ان لوگوں کو تو روکا ہوا ہے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔"

"آپ ذرا میجر سرفراز سے بات کریں ..."

"اچھی بات ہے ... میں آپ کے سامنے ہی بات کرتا ہوں۔"

اس کے بعد ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی ... پھر ایک آواز ابھری۔

"یس سر ... میجر سرفراز سر۔"

"میجر! میں نے ابھی آپ کو ہدایات دی تھیں ... محکمہ سراغرسانی کے افسران کے بارے میں ..."

"نہیں سر ... مجھے تو آپ نے کوئی فون نہیں کیا۔"

"کیا!!!"

مارے حیرت کے ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner
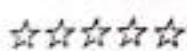
ایک منٹ

انہوں نے حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا...

ادھر کرنل خالد کی آواز سنائی دی:

"اچھا خیر اس بات کو تو ہم بعد میں دیکھیں گے ... آپ فوراً وہاں پہنچیں اور ان لوگوں کی مدد کریں ... ایک بہت سنجیدہ مسئلہ ہے۔"

"او کے سر۔"

اسی دوران آئی جی صاحب کو نسیم پرویز کی آواز سنائی دی:

"یہ آپ کرنل خالد کا نمبر لکھ لیں اب اگر کوئی مسئلہ ہو براہ راست انہیں فون کر لیجیے گا۔"

آئی جی صاحب نے کرنل خالد کا نمبر لکھ لیا...

اس کے بعد سیٹ بند ہونے کی آواز ابھری...

پھر چند منٹ بعد ایک جیپ وہاں آ کر رکی۔ جیپ سے لمبے قد کا ایک گورا چٹا خوش شکل فوجی افسر اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

ان سب کے چہرے پر اس وقت فکر مندی کے آثار تھے۔

"آپ ہی لوگ ہیں جن کے بارے میں ابھی کرنل خالد نے بات کی ہے۔"

"جی ہاں!"

"میرا نام سرفراز ہوں ... میجر سرفراز ... فرمائیے آپ لوگ کون ہیں اور میں کیا خدمت کر سکتا ہوں ...؟"

"میجر سرفراز۔" انسپکٹر جمشید سوالیہ انداز میں بولے۔

"جی ہاں! میجر سرفراز اور آپ؟"

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے ..." خان رحمان نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا۔

"کک ... کیا کیسے ہو سکتا ہے۔" میجر سرفراز چونک کر خان رحمان کی طرف پلٹا ... وہ اس کے دائیں طرف کھڑے تھے۔

"یہ کہ ... اگر آپ میجر سرفراز ہیں اور آپ کو کرنل خالد نے سیکرٹری دفاع کے آرڈرز پر ہمارے لیے بھیجا ہے تو آپ کو پتا ہونا چاہیئے کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں ... کیا کرنل صاحب نے آپ کو ہمارے نام نہیں بتائے تھے ... میں بھی فوج میں رہا ہوں اس لیے یہ جانتا ہوں کہ یہ اصول کے خلاف ہے۔" خان رحمان کہتے چلے گئے۔

"جی ... جی نہیں۔" میجر سرفراز نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"یہ تو ایک اور عجیب بات ہو گئی۔" آئی جی صاحب نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں ... پہلی عجیب بات تو وہ تھی جس پر میں بھی حیران ہوں ... میرے آفیسر کرنل خالد کا کہنا ہے کہ انہوں نے کچھ دیر پہلے آپ لوگوں کے بارے میں مجھے ہدایات دی تھیں حالانکہ میری ان سے بات ہی نہیں

Scanned with CamScanner

ہوئی تھی، میں نے وہ ہدایات وصول نہیں کیں ... میرا موبائل فون میرے
پاس موجود رہا ہے ... وائرلیس سیٹ بھی موجود رہا ہے اور میں سویا ہوا بھی
نہیں تھا ... اپنے دفتری خیمے میں ماتحتوں کے کاغذات دیکھ رہا تھا۔"

"کیا آپ کے خیمے میں اس وقت کوئی اور موجود تھا۔"

"ہاں! ایک دوست میجر صاحب تھے ... وہ مجھ سے ملنے چلے آئے
تھے ... آج کل وہ کہیں لگے ہوئے نہیں ہیں ... یوں سمجھ لیں کہ چھٹیاں
گزار رہے ہیں۔"

"اور کیا وہ اب بھی آپ کے خیمے میں ہیں۔"

"جی ہاں بالکل ہیں۔"

"چلیے ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں ... اور ہاں ... جیسا کہ آپ نے بتایا
آپ ہم سے واقف نہیں تو اب جان لیجئے کہ یہ محکمہ سراغرسانی کے آئی جی
شیخ صاحب ہیں، یہ ہمارے ملک کے نامور ترین سائنسدان پروفیسر داؤد،
یہ ریٹائرڈ بریگیڈیئر خان رحمان، میں انسپکٹر جمشید اور یہ میرے بچے محمود
فاروق اور فرزانہ ہیں ..."

"اوہ ... اوہ۔" میجر سرفراز نے حیرت ظاہر کی۔

"اب آپ ہمیں اپنے میجر دوست سے ملوا دیں جو آپ کے دفتری
خیمے میں چھٹیاں گزار رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید یہ کہتے ہوئے مسکرائے۔
لیکن ان کے لہجے میں چھپا ہوا طنز محمود فاروق فرزانہ محسوس کیے بغیر رہ نہ
سکے ... انہوں نے حیران ہو کر اپنے والد کو دیکھا۔

"جی کیا مطلب ... بھلا آپ ان سے کیوں ملنا چاہتے ہیں ... اس
معاملے کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔"

"آپ ذرا غور کریں ... سوچیں ... آپ کے کرنل صاحب کا کہنا ہے
کہ انہوں نے ہمارے بارے میں آپ کو فون کیا تھا ... آپ کا کہنا ہے کہ
آپ نے وہ فون نہیں سنا تھا بلکہ آپ کو فون آیا ہی نہیں ... یہی بات
ہے نا۔"

"ہاں یہی بات ہے۔"

"ہم ان سے پوچھیں گے کہ فون آیا تھا یا نہیں ... موبائل پر سے تو
فون فوراً ہی صاف کیا جا سکتا ہے۔"

"گویا آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں۔"

"اگر ہم آپ پر اعتبار کرتے ہیں تو پھر کرنل خالد صاحب شک کی زد
میں آتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ بری طرح چونکا۔

"تب پھر یہی کہا جائے گا نا کہ کرنل صاحب نے آپ کو فون کیا ہی
نہیں تھا اور وہ ایسے ہی کہہ رہے ہیں کہ فون کیا تھا ... دونوں میں سے
ایک بات ضرور ہے۔"

"ٹھیک ہے ... آپ میرے خیمے میں چلیں۔"

وہ میجر کی جیپ کے پیچھے اپنی گاڑی میں روانہ ہوئے۔

سرحد پر انہیں خیمے ہی خیمے نظر آ رہے تھے۔

Scanned with CamScanner

گویا جن فوجیوں کی ڈیوٹی سرحد پر تھی وہ خیموں میں رہتے تھے۔

ایک خیمے کے پاس میجر نے جیپ روک دی ...

وہ بھی گاڑی سے اتر آئے۔

"آیئے۔" میجر نے خیمے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

وہ ایک بہت بڑا اور کشادہ خیمہ تھا ... اور انسانی قد سے زیادہ اونچا تھا... اس میں داخل ہونے کے لیے انہیں جھکنا نہیں پڑا ... خیمے میں موجود شخص انہیں اندر داخل ہوتے دیکھ کر چونک اٹھا ... اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو میجر ... ان حضرات کا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے۔"

"اوہو اچھا... خیر تو ہے۔" وہ بولا۔

"پتا نہیں ... معاملہ پراسرار سا ہے۔"

"ایک منٹ! پہلے تعارف ہو جائے... آپ کی تعریف۔" انسپکٹر جمشید نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"میں میجر بشیر ہوں۔"

"آپ یہاں کتنی دیر سے ہیں۔"

"کیوں! آپ مجھ سے یہ کیوں پوچھ رہے ہیں اور کیا میں آپ کے سوالات کے جوابات دینے کا پابند ہوں۔"

"ہاں! پابند ہیں۔" وہ بولے۔

"کیسے؟" وہ ناگوار لہجے میں بولا۔

"یہ میرے ساتھ آئی جی صاحب ہیں ... ہم ایک جرم کی تفتیش کر

رہے ہیں، ان حالات میں ہم آپ سے سوالات کر سکتے ہیں ... اور ویسے بھی میں صدر مملکت سے اتھارٹی سی ٹی تھرٹین کے تحت ملے ہوئے خصوصی اختیارات کی رو سے ہر قسم کے معاملات میں مداخلت اور تفتیش کا حق رکھتا ہوں ... اور ہر ایک سے پوچھ گچھ کر سکتا ہوں ... فوجی ہو یا سویلین۔"

"سوال تو یہ ہے کہ میرا کسی معاملے سے کیا تعلق ... میں تو ان کا دوست ہوں اور ان سے ملنے کے لیے چلا آیا تھا۔"

"اب سے کوئی ایک گھنٹا پہلے ان کے آفیسر نے انہیں ہمارے بارے میں یہ ہدایات دی تھیں کہ ہم لوگ آ رہے ہیں اور ہمارے ساتھ تعاون کیا جائے ... لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان کے آفیسر نے انہیں کوئی فون نہیں کیا ... ہم جاننا چاہتے ہیں کہ آپ نے فون موصول کیا تھا یا نہیں... آپ چونکہ اس وقت یہاں تھے لہٰذا ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں... آپ کی موجودگی میں ان کے آفیسر کا فون آیا تھا یا نہیں۔"

"بالکل نہیں آیا تھا۔"

"اب معاملہ اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا ہے ... یہاں کرنل خالد کو بلانا پڑے گا سر۔" انسپکٹر جمشید نے آئی جی صاحب سے کہا۔

"میں فون کرتا ہوں ... اچھا ہی ہوا کہ ان کا نمبر نسیم صاحب نے لکھوا دیا تھا۔" شیخ صاحب نے کرنل صاحب کا نمبر ملایا۔

ادھر وہ میجر سرفراز اور میجر بشیر کے چہروں کا جائزہ لے رہے تھے ... ان دونوں کے چہروں پر پریشانی کے بادل صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

Scanned with CamScanner

جلد ہی سلسلہ مل گیا ... اور کرنل صاحب کی آواز خیمے میں گونجی۔

'' شیخ صاحب ... خیر تو ہے ... اب کوئی اور بات سامنے آئی ہے کیا۔''

'' آپ اس وقت یہاں تشریف لا سکتے ہیں۔''

'' یہاں ... کہاں ؟''

'' میرا مطلب ہے ... میجر سرفراز صاحب کے خیمے میں۔''

'' اگر میرا آنا ضروری ہے تو ضرور آ سکتا ہوں۔''

'' بس تو پھر آپ آ ہی جائیں ... معاملہ سنگین ہے۔''

'' اچھی بات ہے ... میں آتا ہوں۔''

انہوں نے فون بند کر دیا اور پھر خیمے میں موت کا سناٹا طاری ہو گیا۔

یہ خاموشی اسی وقت ٹوٹی جب کرنل خالد خیمے میں داخل ہوئے ...

وہ بہت صحت مند اور گٹھے ہوئے جسم کے آدمی نظر آ رہے تھے۔

''سب لوگوں کو السلام علیکم۔''

'' وعلیکم السلام۔'' وہ سب ایک ساتھ بولے۔

اب وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے ...

'' فرمائیے ... کیا مسئلہ ہے۔'' کرنل خالد نے آئی جی صاحب کی طرف دیکھا۔

'' مسئلہ انسپکٹر جمشید بتائیں گے۔'' آئی جی صاحب مسکرائے۔

'' اوہ ... جی انسپکٹر صاحب ... تو پھر بتائیں !''

'' مسئلہ بہت عجیب و غریب ہے ... آپ کا کہنا ہے کہ آپ نے ہماری

درخواست پر میجر سرفراز صاحب کو فون کیا تھا ... انہوں نے فون سنا تھا اور آپ کی ہدایات نوٹ کی تھیں ... جب ہمیں یہاں آئے تو ہمیں چیک پوسٹ پر روک لیا گیا ... ہم نے میجر صاحب کا نام لیا تو انہوں نے بتایا کہ ان کا ہمارے بارے میں کوئی پیغام نہیں ملا ... اس پر ہمیں حیرت ہوئی ... ہم نے آپ سے رابطہ کیا ... آپ نے پھر انہیں فون کیا ... انہوں نے آپ سے بھی یہی کہا کہ آپ کا انہیں فون نہیں ملا ... یہ اب بھی یہی کہتے ہیں ... ان کے دوست کا بھی یہی کہنا ہے کہ انھیں آپ کا فون نہیں ملا ...''

'' ایک منٹ ...'' کرنل خالد ہاتھ اٹھا کر بولے۔

'' جی فرمائیے !''

'' میرا دوسرا فون بھی آپ کو ملا یا نہیں۔'' کرنل خالد نے میجر سرفراز سے پوچھا۔

'' جی سر بالکل ملا ہے۔''

'' اچھی بات ہے ... انسپکٹر جمشید صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔''

'' جی اچھا ... بات تو بس مکمل ہو گئی ... ان دونوں کا کہنا یہ ہے کہ آپ نے کوئی فون نہیں کیا ... آپ کا کہنا ہے کہ فون کیا تھا اور انہوں نے آپ کی ہدایات سنی تھیں ... آخر اس بات کا فیصلہ کیسے ہو۔''

'' موبائل چیک کر لیے جائیں ... یہ دیکھیے ... میرے موبائل پر انھیں ڈائل کرنے کا وقت اور بات کرنے کا دورانیہ موجود ہے ... یعنی میں نے انھیں دو گھنٹے پہلے فون کیا تھا اور کوئی دو منٹ بات کی تھی ... یہاں یہ

Scanned with CamScanner

ریکارڈ موجود ہے۔''

انہوں نے موبائل میں دیکھا ... پھر میجر سرفراز کو دکھایا اور بولے۔

'' اب آپ کیا کہتے ہیں۔''

''میرا موبائل چیک کر لیا جائے۔'' میجر سرفراز نے کہا۔

'' نہیں اس کا فائدہ نہیں ! آپ کال کو صاف کر سکتے ہیں لیکن کرنل صاحب فون کیے بغیر موبائل پر کال نہیں کر سکتے ...''

'' بالکل ٹھیک ... میجر صاحب ! یہ کیا چکر ہے۔'' انہوں نے میجر سرفراز کو تیز نظروں سے گھورا۔

'' جو بات ہے ... میں نے بتا دی ہے سر۔''

'' لیکن بھئی ... آپ کی بات کو کون مانے گا۔''

'' میرے پاس کہنے کے لیے اور کچھ نہیں ہے سر۔''

'' یہ ایک اہم ترین فائل کی گمشدگی کا چکر ہے۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

'' اور فائل ... جو پہلے ہی بہت دور جا چکی ہے۔'' محمود بولا۔

'' فائل کا معاملہ تو اب راز نہیں رہ گیا ... مطلب یہ کہ شارجستان میں اسے پڑھ لیا گیا ہے ... ہمیں تو اب صرف مجرم کو پکڑنا ہے کیونکہ آج اس نے یہ فائل ادھر پہنچائی ہے ... کل کوئی اور چیز پہنچائے گا۔''

'' تو کیا انسپکٹر جمشید ... آپ کے خیال میں یہ کام میجر سرفراز کا ہے۔''

'' ان سے کام لیا گیا ہے۔'' وہ بولے۔

''نہیں ... ہرگز نہیں ... آپ اس بات کو ثابت نہیں کر سکتے۔''

'' ہم اس بات کو ثابت نہ کر سکے تو آپ کو باعزت رہا کر دیا جائے گا آپ سے معافی مانگی جائے گی ...'' یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائے۔

'' آپ کی مسکراہٹ کہہ رہی ہے کہ آپ کو ان کے اس جرم میں شریک ہونے کا یقین ہے۔''

'' ہاں یہی بات ہے۔''

'' ان کے یقین کرنے سے کیا ہوتا ہے ... یہاں تو کسی فائل کا نام و نشان تک نہیں ... فائل گم ہوئی شہر میں اور یہ تلاش کرنے آ گئے سرحد پر ... اسے کہتے ہیں لڑکا بغل میں ڈھنڈورا شہر میں۔'' میجر سرفراز نے تلملاتے ہوئے انداز میں کہا۔

'' یہ بات نہیں میجر سرفراز ... ہماری اطلاعات یہ ہیں کہ فائل اڑا کر سرحد تک پہنچائی گئی اور یہاں سے اسے سرحد کے دوسری طرف بھیجا گیا ... اب بتائیں ... یہ کام کس کا ہو سکتا ہے۔''

''مجھے کیا معلوم۔'' میجر سرفراز نے جھلا کر کہا۔

'' میجر بشیر صاحب ... آپ تو پھر تشریف لے چلیں۔''

'' میں اپنے دوست کو مصیبت میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔'' اس نے لاپروائی سے سر کو جھٹکا دیا۔

'' آپ سن رہے ہیں سر۔'' انسپکٹر جمشید کرنل خالد کی طرف مڑے۔

'' ہاں میں سن چکا ہوں ... میجر بشیر آپ کے دوست نے اگر کوئی جرم نہیں کیا تو انھیں کوئی کچھ نہیں کہے گا اور اگر یہ اس جرم میں شریک ہیں تو

Scanned with CamScanner

آپ انہیں بچا نہیں سکتے ... لہٰذا آپ اپنے گھر چلے جائیں ... ورنہ پھر آپ
کا تعلق جس یونٹ سے ہے ... ہم اس کے کرنل سے بات کریں گے۔

" میں نہیں جاؤں گا ... اپنے دوست کے ساتھ رہوں گا ... اگر آپ
انہیں حراست میں لینا چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ مجھے بھی حراست میں
لے لیں۔"

" بغیر کسی جرم یا جب تک ہمیں معلوم نہیں ہو جاتا کہ آپ کا بھی اس
جرم سے کوئی تعلق ہے ہم کس طرح آپ کو حراست میں لے سکتے ہیں۔"

" آپ کر لیں حراست میں ... میں ان کے ساتھ رہوں گا۔"

" آپ کو ایک کرنل حکم دے رہے ہیں میجر۔"

"لیکن میں ان کے ماتحت نہیں ہوں۔"

" فوج کا ضابطہ اخلاق بھول رہے ہیں آپ ..." کرنل خالد طنزیہ انداز
میں بولے۔

میجر بشیر کندھے اچکا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

" ٹھیک ہے ... آپ اپنے یونٹ کرنل کا نام بتائیں۔"

"کرنل منور۔"

" میں ان سے بات کیے لیتا ہوں۔" کرنل خالد نے کہا۔

" ضرور ... کر کے دیکھ لیں ..." میجر بشیر کے لہجے میں بھی طنز تھا ...
سب لوگ اس طنز کو محسوس کیے بغیر نہ رہ سکے۔

کرنل خالد کا چہرہ تو سرخ ہو گیا ... تاہم انہوں نے اپنی توجہ موبائل کی

طرف رکھی۔

" السلام علیکم کرنل منور ... میں کرنل خالد بات کر رہا ہوں۔"

"کیا حال ہے خالد صاحب؟"

" یہاں ایک مسئلہ ہے ... آپ کے ایک ماتحت ہیں میجر بشیر ... وہ
اس وقت میری یونٹ کے میجر سرفراز کے ساتھ ہیں ... میجر سرفراز پر ایک
اہم فائل کی گمشدگی کے سلسلے میں شک کیا جا رہا ہے ... لہٰذا رات بھر وہ
حراست میں رکھے جائیں گے ... صبح کے بعد ان کے بارے میں کیا فیصلہ
ہوتا ہے معلوم نہیں ... ہم چاہتے ہیں کہ میجر بشیر ان کے پاس سے چلے
جائیں ... لیکن وہ ٹس سے مس ہونے کو تیار نہیں ...۔"

" ارے ... وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے ... کورٹ مارشل کا سامنا کرنا پڑ
سکتا ہے میجر بشیر کو۔" کرنل منور نے حیران ہو کر کہا۔

" وہ جانے سے انکار کر رہے ہیں ... ان کا کہنا ہے کہ وہ مصیبت کے
وقت اپنے دوست کے ساتھ رہیں گے۔"

" آپ میری بات کرائیں ان سے ذرا۔" کرنل منور بولے۔

" جی بہتر! یہ لیں ... کرنل منور بات کریں گے۔"

" ضرور کیوں نہیں۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے فون ہاتھ میں
لے لیا ... پھر اس نے کرنل منور کی بات سن کر کہا:

" ٹھیک ہے سر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں یہاں سے آ جاتا ہوں ...
میں تو اپنے دوست کی محبت میں یہاں ٹھہرنا چاہتا تھا۔" میجر بشیر نے کہا۔

Scanned with CamScanner

"اچھی بات ہے ... آپ ان کے ساتھ رہیں ... موبائل کرنل [illegible] کو دے دیں۔"

"جی اچھا!" اس نے کہا اور موبائل واپس کرنل خالد کو دے دیا۔

"یس کرنل۔" کرنل خالد بولے۔

"آپ میجر بشیر کو میجر سرفراز کے پاس رہنے دیں۔"

"کیا!!! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"میجر بشیر کو میجر سرفراز سے بہت محبت ہے ... وہ اس پریشانی میں ان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں ... لہٰذا آپ انھیں اجازت دے دیں۔"

کرنل خالد نے مزید کچھ کہے بغیر فون بند کر دیا اور انسپکٹر جمشید کے سامنے کرنل منور کے الفاظ دہرا دیے۔

ان کی بات سن کر انسپکٹر جمشید نے انہیں حیران ہو کر دیکھا ... پھر بولے: "اوکے ... چلیے ایسا ہی سہی ... لیکن ہے یہ اصول کے خلاف ... ویسے یہاں سب ہی کچھ پراسرار ہے ... عجیب و غریب ... خیر ... رات بھر یہ حراست میں رہیں گے، صبح ہونے پر انہیں دفتر لے جایا جائے گا۔" انسپکٹر جمشید نے گویا بات کو ختم کر ڈالا۔

"صبح انہیں دفتر لے جایا جائے گا ... کون سے دفتر۔"

"محکمہ سرغراسانی کے دفتر۔"

"ہرگز نہیں ... ناممکن۔" میجر بشیر نے چلا کر کہا۔

"کیا مطلب؟"

"یہ فوج کے ملازم ہیں ... جو کچھ ہو گا ... فوج کے دفتر میں ہو گا ... آپ وہاں ان کے خلاف جو بات کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔"

"کرنل خالد آپ سن رہے ہیں۔"

"ہاں میں سن رہا ہوں ... لیکن مجبوری یہ ہے کہ میجر بشیر کی بات درست ہے ... قانون کے مطابق فوجی کوئی بڑے سے بڑا جرم بھی کر لے ... سویلین محکموں کے پاس فوجیوں سے باقاعدہ تفتیش کرنے، گرفتار کرنے اور ان پر مقدمہ چلانے کا اختیار نہیں ..."

"قانون فوجی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ... ہمارا اپنا قانون ہے ... ہم چاہیں تو آپ سویلینز کو یہاں سے جب چاہیں دھکے دے کر نکال سکتے ہیں ... یہ فوجی علاقہ ہے ... یہاں ہمارا حکم چلتا ہے۔" میجر بشیر نے اکڑے سے لہجے میں کہا۔

کرنل خالد کا چہرہ تن گیا ... ان کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا ... آخر انہوں نے کہا۔

"میجر بشیر ... اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم فوجی افسر ملکی قانون کو پاؤں کی جوتی سمجھیں ... آپ کو اس گستاخی کی سزا بھگتنا ہو گی۔"

"اور میں نے کہا ہے میجر سرفراز کے ساتھ جو ہو گا ... فوج میں ہو گا ... انھیں سِول دفتر میں نہیں لے جایا جائے گا ... کیونکہ قانون یہی ہے۔"

"لیکن ...؟" انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

"لیکن ... لیکن کیا؟" میجر بشیر ہنسا۔

Scanned with CamScanner

" لیکن میں ایسا ہونے نہیں دوں گا ۔"

انسپکٹر جمشید نے تیز لہجے میں کہا۔

☆☆☆☆☆
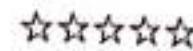
مہم

انہوں نے یہ ایسے انداز اور لہجے میں کہا تھا کہ سب کے سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے ... خاص طور پر میجر بشیر نے انہیں تیز نظروں سے گھورا ... پھر وہ بولا :

" آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔"

" آپ نے اپنی بات کہہ لی کہ ان کے ساتھ جو ہوگا ... فوج کے دفتر میں ہوگا ... اب میری بات سنیں ... میں انہیں ابھی اور اسی وقت اپنے دفتر لے جا رہا ہوں ..."

" یہ آپ نے کیا کہہ دیا ... آپ فوج کے ایک آفیسر کو کس طرح لے جا سکتے ہیں ۔" کرنل خالد نے حیران ہو کر کہا۔

" مجھے ایسا کرنے کی اجازت ہے ۔"

" میں سمجھا نہیں ۔"

کرنل خالد نے حیران ہو کر کہا۔

" یہ دیکھیے ... اب اگر اس کے بعد بھی کسی نے رکاوٹ ڈالی تو معاملہ خراب ہو جائے گا ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے صدرِ مملکت کا خصوصی اجازت نامہ نکال کر ان کے

Scanned with CamScanner

سامنے کر دیا ... اس کی رو سے انسپکٹر جمشید کسی بھی معاملے میں ٹانگ اڑا
سکتے تھے اور ان کے ٹانگ اڑانے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا تھا ...
کرنل خالد نے جلدی جلدی وہ حکم نامہ پڑھا ... تیزی سے پلکیں جھپکائیں
... پھر بولے۔

''ٹھیک ہے ... اس حکم نامے کی رو سے آپ میجر سرفراز کو لے جا سکتے
ہیں۔''

''ہرگز نہیں۔'' میجر بشیر نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ نے صدر صاحب کا حکم پڑھا ... اور اس کے باوجود آپ کہہ
رہے ہیں ہرگز نہیں ... اس کا مطلب سمجھتے ہیں۔''

''ہاں سمجھتا ہوں ... صدر صاحب کے حکم کی خلاف ورزی پر مجھے گرفتار
کر لیا جائے گا ... یہی نا ... تو کر لیں مجھے گرفتار ... میجر سرفراز پھر بھی نہیں
جائیں گے۔''

''آپ نے سن لیا ... اب میجر بشیر کو بھی حراست میں لینا ہو گا ... یہ
صدر کے واضح حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔''

''ابھی آپ کے صدر صاحب کا فون آئے گا ... وہ آپ کا یہ خصوصی
اجازت نامہ منسوخ کرنے کی خوش خبری سنائیں گے۔''

''تو اس سے کیا ہو جائے گا۔''

''آپ سرفراز کو نہیں لے جا سکیں گے ... اس سے یہ ہو جائے گا۔''

''اچھی بات ہے ... دلوائیں صدر صاحب سے حکم۔''

''ہاں کیوں نہیں ...'' اب اس نے موبائل کسی کے نمبر ملائے اور
سلسلہ ملنے پر وہ نہایت تیزی سے صورتِ حال سنانے لگا ... آخر خاموش ہو
کر اس نے دوسری طرف کی آواز سنی اور موبائل بند کر دیا۔

''مسٹر انسپکٹر جمشید ... صرف ایک منٹ کے اندر اندر آپ کے صدر
صاحب کا فون موصول ہو گا ... وہ آپ کو خصوصی اجازت نامہ کینسل کرنے
کی خوش خبری سنائیں گے۔''

''اگر ایسا ہوا تو ہم بھی انہیں ایک خبر سنائیں گے اور یہاں سے چلیں
جائیں گے۔''

''اور یہ انسپکٹر جمشید کی شکستِ فاش ہو گی۔''

''اس کا فیصلہ اس مرحلے پر نہیں ہو سکتا۔'' انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

''جس مرحلے پر فیصلہ ہو، مجھے بتا دیں۔''

''ضرور کیوں نہیں ... ہم آپ کو اپنا فیصلہ سنا کر لے جائیں گے۔''

عین اس وقت ان کے موبائل کی گھنٹی بجی۔

''وہ آ گیا تمہارے دو ٹکے کے سویلین صدر کا فون۔'' میجر بشیر ہنسا۔

انہوں نے اسکرین پر نظر ڈالی ... وہاں واقعی صدر صاحب کا نام نظر آ
رہا تھا ... ان کی پیشانی پر بل پڑ گئے ... پھر موبائل آن کرتے ہی انہوں
نے بہت تیزی سے کہا۔

''سر ... اس سے پہلے آپ مجھے کوئی حکم دیں ... خصوصی اجازت نامہ
منسوخ کرنے کی خبر سنائیں مجھ سے یہ سن لیں کہ پھر فائل کا مجرم ہاتھ

Scanned with CamScanner

نہیں آئے گا ... اور اس وقت تک جو نقصانات وہ پہنچاتا رہا ہے ان کا
سلسلہ بھی نہیں رکے گا ... نقصانات جاری رہیں گے ... اگر اب بھی آپ
مجھے اپنا کوئی فیصلہ سنانا چاہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔''
یہ کہتے ہوئے وہ خاموش ہو گئے ...
پھر دوسری طرف سے صدر صاحب کی آواز ابھری۔
''انسپکٹر جمشید ... تمہارا خصوصی اجازت نامہ کینسل کیا جاتا ہے ... بلکہ
تمہیں ملازمت سے برطرف کیا جاتا ہے ... تم فوری طور پر سرحدی علاقے
سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاؤ ... اور بس۔''
ان الفاظ کے ساتھ ہی موت کا سناٹا طاری ہو گیا ...
انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے موبائل آف کیا اور بولے۔
''آؤ بھئی چلیں۔''
جونہی انہوں نے یہ کہا ... میجر بشیر اور میجر سرفراز ہنس پڑے ...
ان کے ہنسنے کا انداز مذاق اڑانے والا تھا ... لیکن انسپکٹر جمشید نے ایک
لفظ بھی نہ کہا اور خیمے سے نکل آئے ... ان کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اب ان کا
رخ اپنی گاڑی کی طرف تھا ... وہ مکمل طور پر خاموش تھے ... گاڑی میں
بیٹھنے کے بعد وہ سرحدی علاقے سے نکل آئے ...
اب فرزانہ کی دکھ بھری آواز سنائی دی۔
''یہ کیا ہوا ابا جان!''
''صدر مملکت مجبور ہیں اور ان کی مجبوری چھوٹی مجبوری نہیں ہو سکتی۔''

''اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ فائل بھی گئی اور مجرم بھی ہاتھ سے
گئے۔'' محمود کی آواز بھیک مانگتی محسوس ہوئی۔
''کیا کیا جا سکتا ہے ... صبر اور شکر کے سوا۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
پھر جونہی وہ سرحدی علاقے سے باہر نکلے ... صدر کا فون موصول ہوا۔
وہ کہہ رہے تھے:
''جمشید میں مجبور ہوں۔''
''میں سمجھتا ہوں سر۔''
''تم جانتے ہی ہو کہ ہمارے ملک میں فوج کتنی طاقتور ہے ... سویلین
حکومت تو محض ربر اسٹیمپ ہو کر رہ گئی ہے ... فوجی افسران جو چاہتے ہیں
کرتے پھرتے ہیں ... اپنی من مانی کرتے ہیں ... قانون کو جوتے کی نوک
پر رکھتے ہیں ... کوئی قانون ان پر لاگو نہیں ہو سکتا ... وہ بالکل آزاد ہیں ...
اور اب مجھے یقین ہو چکا ہے کہ فوج کے بہت سارے جنرل دشمن ملک
کے ایجنٹ بن کر اپنے ہی ملک کی جڑیں کاٹ رہے ہیں ... اور مجھ پر انہی
کا دباؤ ہے ... اور میری ہدایات تم لوگوں کو یہی ہے کہ اس معاملے سے
بالکل الگ ہو جاؤ ... اگر تم نے ایک عام شہری کی حیثیت سے اس معاملے
میں کوئی قدم اٹھایا تو اس صورت میں تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا ... اور
یقین جانو کہ تمہاری نگرانی شروع ہو چکی ہے ... اب چوبیس گھنٹے تمہاری
نگرانی جاری رہے گی۔''
''ٹھیک ہے سر۔'' وہ بولے۔

Scanned with CamScanner

وہ ان الفاظ کا مطلب سمجھ گئے تھے ... صدر صاحب نے انھیں خطرات سے خبردار کر دیا تھا ... آخر وہ گھر پہنچے ...

تھکے تھکے اندر داخل ہوئے تو بیگم جمشید ہنس پڑیں ...

"یہ ہنسی کس خوشی میں؟"

"شکست چہروں پر صاف نظر آ رہی ہے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔"

"لیکن ہمیں شکست کھا کر اپنی کوشش ترک نہیں کرنی چاہیے۔"

"لیکن بیگم ... ہم صدر صاحب کا حکم ماننے پر مجبور ہیں۔"

"انہوں نے مجھے کوئی حکم نہیں دیا۔"

"کیا مطلب؟" وہ زور سے چونکے۔

"میں آزاد ہوں ... ایک شہری کی حیثیت سے جو میری ذمے داری ہے ... وہ ضرور پوری کر سکتی ہوں۔"

"ہوں ... کہتی تو تم ٹھیک ہو ... لیکن بھلا تم تن تنہا کیا کر سکتی ہو۔"

"آپ حالات بتائیں ... پھر یہ سوچنا میرا کام کہ اب کیا کیا جائے۔"

"اچھی بات ہے ... بتا دیتے ہیں۔"

انہوں نے شروع سے لے کر اب تک ہونے والے تمام واقعات سنا ڈالے ... بیگم جمشید ان کے خاموش ہونے پر بھی کچھ نہ بولیں تو انھیں بہت حیرت تھی ... کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ان کے خاموش ہوتے ہی وہ بھرپور تبصرہ کریں گی ... اس پر ان سب نے انہیں گھور کر دیکھا:

"تم نے کچھ کہا نہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہی سوچ رہی ہوں کیا کہوں ... ان حالات میں۔"

"لیکن ہم کہہ سکتے ہیں ... فائل اڑانے کا منصوبہ شارجستان نے بنایا تھا اور اس سازش میں انہوں نے ہمارے اپنے فوجی افسران سے کام لیا ہے، ان میں میجر سرفراز اور میجر بشیر شامل ہیں ... میجر سرفراز کی گرفتاری کی صورت میں ہم ضرور اس سازش کی تہہ تک پہنچ جاتے اور یہ بات شارجستان کو گوارا نہیں تھی کیونکہ اس کے جو جاسوس ہمارے ملک میں کام کر رہے ہیں وہ ہماری نظروں میں آ جاتے اور یہ ان کے لیے ایک بڑا نقصان ہوتا ... بات فائل کی تو اب رہ ہی نہیں گئی ... وہ تو وہاں پہنچ چکی ہے ... ظاہر ہے جب آستین کے سانپ موجود ہوں تو یہی کچھ ہوا کرتا ہے ... ہم تو اب ان آستین کے سانپوں کو پکڑنا چاہتے ہیں اور بس ... شارجستان نے اس سلسلے میں ضرور انشارجہ سے مدد لی ہے، انشارجہ کے ذریعے اس نے ہمارے فوجی جرنیلوں سے صدر پر دباؤ ڈلوایا ہے اور میجر سرفراز کو چھڑایا ہے ... اس کے ساتھ ساتھ اس نے ہمیں اس قابل نہیں رہنے دیا کہ ہم پھر میجر سرفراز تک پہنچ سکیں ... اپنے خیال میں اس نے کھیل میں کامیابی حاصل کر لی ہے لیکن ..."

یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

"آپ کا یہ لیکن ہمیں چونکا رہا ہے ابا جان۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"کوئی بات نہیں ... تم چونک لو جتنا چونکنا ہے ... میں واضح کر دینا چاہتا

Scanned with CamScanner

ہوں کہ ہم آستین کے ان سانپوں کا اپنے ملک سے ضرور صفایا کریں
چاہے اس کام میں ہماری زندگیاں ختم ہو جائیں ... کیا تم سمجھ گئے؟"

"جی بالکل سمجھ گئے ... کرنا کیا ہے۔" محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"یہ میں تمھیں کل بتاؤں گا۔"

"اور اس طرح تو ہم شدید الجھن میں رہیں گے۔"

"کوئی حرج نہیں۔"

"جی کیا مطلب ... کوئی حرج نہیں۔"

"ہاں کوئی حرج نہیں ... الجھن میں ضرور مبتلا رہو۔" وہ مسکرا دیے۔

دوسرے دن انہوں نے کہا:

"آج رات ہم مہم پر نکلیں گے۔"

"آپ کا مطلب ہے میجر سرفراز کے گھر جائیں گے۔"

"ہاں!"

"لیکن ابا جان! وہ تو فوجی علاقے میں رہتا ہے..."

"فکر نہ کرو! ہم پہنچ جائیں گے ... فوج میں آخر ہمارے بھی دوست ہیں ... ایک دوست ہمیں لے جائے گا ... دراصل وہ اپنے گھر ہمیں لے جائے گا اور ہم ہوں گے بھی میک اپ میں ... رات کے وقت اپنا کام کریں گے اور چلے آئیں گے واپس اپنے اسی دوست کے ساتھ۔"

"کیا اس طرح وہ دوست شک کی زد میں نہیں آ جائیں گے۔"

"اس کا امکان تو نہیں لیکن اگر شک کیا گیا تو بعد میں دیکھ لیں گے

فی الحال تو ہمیں اپنا کام کرنا ہے۔"

اسی شام انہوں نے میک اپ کر لیے ... پروفیسر داؤد اور خان رحمان کو لے جانے کا پروگرام نہیں تھا اور انہوں نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

فوجی دوست کا نام ریٹائرڈ کرنل اوصاف خان تھا ... وہ ریٹائر فوجی تھے ان کی وجہ سے کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور فوجی رہائشی علاقے میں داخل ہو گئے ... کرنل بخاری کے ہاں انہوں نے رات کا کھانا کھایا ... پھر جب نصف رات بیت گئی تو وہ تاریکی کا سہارا لے کر نکلے ... کرنل بخاری نے میجر سرفراز کی رہائش کے بارے میں نقشے بنا کر انہیں اچھی طرح سمجھا دیا تھا ... لہٰذا وہ آرام سے وہاں پہنچ گئے ... انہوں نے ایک تاریک کونے میں رک کر اس کے گھر کا جائزہ لیا ... پھر آگے بڑھے ... دروازے پر کوئی نگرانی کرنے والا موجود نہیں تھا ... اور گھر کے اندر تاریکی تھی ... اس پر انہیں الجھن ہوئی ... انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ کوئی چال تو نہیں ... کہیں ہم پھنس نہ جائیں۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"اب جو ہو گا دیکھا جائے گا ... چلو فاروق بسم اللہ کرو۔"

"بسم اللہ!" فاروق نے کہا ... لیکن اپنی جگہ کھڑا رہا۔

"یہ کیا ... بسم اللہ کہہ کر ہی یہیں کھڑے رہے۔"

"ابا جان نے بس اتنا ہی حکم دیا ہے ... تم نے سنا نہیں۔"

"سنا ہے ... لیکن ابا جان کا مطلب تھا پائپ کے ذریعے چھت پر پہنچ جاؤ۔" محمود نے جھلا کر سرگوشی کی۔

Scanned with CamScanner

"تو بھائی اس میں جھنجھلانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی ۔"

"ہاں واقعی ... یہ تو ہے ۔" فرزانہ نے فوراً کہا ۔

"کیا ہے ... واقعی ۔" فاروق اس کی طرف بڑھا ۔

"یہ کہ اس میں جھلانے کی تو کوئی بات نہیں ۔"

"توبہ ہے تم سے ۔" فاروق نے جل کر کہا اور پائپ کی طرف بڑھ گیا۔ ادھر فاروق اوپر چڑھنے لگا ... ادھر فرزانہ نے سرگوشی کی ۔

"ابا جان !میں خوف محسوس کر رہی ہوں ۔"

"تو کیے جاؤ ۔"انہوں نے بتایا ۔

وہ سمجھ گئے کے ان کے والد کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ کیا ہوتا ہے۔ وہ تو بس میجر سرفراز سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتے تھے ...

عمارت ایک منزل تھی اس لیے فاروق جلد ہی چھت پر نظر آیا ... اس نے مسکرا کر ان کی طرف ہاتھ ہلایا ...جواب میں انہوں نے بھی ہاتھ ہلایا۔

جلد ہی اس نے ایک دروازہ کھول دیا ...

"بھئی واہ فاروق ! اس کام کے تم واقعی کاری گر ہو ۔" محمود نے خوش ہو کر کہا ۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ اندر کوئی نہیں ہے ... مکمل تاریکی ہے۔"

"اوہ ..." وہ حیران رہ گئے ۔

"ہم اندر کی تلاشی تو لے ہی سکتے ہیں۔"

انہوں نے اپنی ٹارچیں روشن کر لیں اور ایک ایک کمرے کو دیکھنے لگے ... پھر ایک کمرے میں ان کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں ...

وہاں میجر سرفراز کی لاش پڑی تھی۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

عدالت میں

"ابا جان ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

فرزانہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ابھی بھی کیا جلدی ہے ... بیرونی دروازہ بند ہے ... کوئی خطرہ محسوس کرتے ہی ہم اس دروازے سے نکل جائیں گے جس سے آئے ہیں۔"

"اگر یہ ہمارے خلاف جال ہے تو پھر اس طرف بھی جال پھیلانے والے موجود ہوں گے۔"

"اس صورت میں تو ہم پہلے ہی پھنس چکے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ ہاں ... واقعی۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اللہ مالک ہے ... اب آئے ہیں تو اپنا کام کر کے ہی جائیں گے۔"

انہوں نے لاش کا جائزہ شروع کیا... میجر سرفراز کی کنپٹی میں گولی ماری گئی تھی ... لاش چت پڑی تھی ... آنکھوں میں اب تک دہشت تھی ... کنپٹی کے پاس بارود کا نشان تھا ... اس کا مطلب تھا پستول کی نال کنپٹی پر رکھ کر گولی چلائی گئی ہے ... اور اس کا مطلب یہ بھی تھا کہ قاتل جانا پہچانا آدمی تھا ... بالکل تازے خون سے یہ بات بھی ثابت تھی کہ قتل ہوئے زیادہ دیر

نہیں ہوئی تھی ...

کمرے میں موٹا قالین بچھا تھا ... خون اس میں جذب ہو گیا تھا ...

سرحد پر موجود ان کے ایک خفیہ ساتھی نے انہیں اطلاع دی تھی کہ ان کے سرحد سے جاتے ہی میجر سرفراز اور میجر بشیر جیپ میں بیٹھ کر چلے گئے تھے ... اور انہیں میجر سرفراز کی رہائش گاہ پر بھیج دیا گیا تھا ... گویا سرحد کی ڈیوٹی سے فارغ کر دیا گیا تھا ... اسی اطلاع کی بنیاد پر ہی وہ اس وقت یہاں موجود تھے ... انہوں نے سوچا تھا سرحد پر تو ان کی دال گلی نہیں تھی ... بڑی رکاوٹ پیش آ گئی تھی... اس لیے اس کے گھر پر اسے قابو کیا جائے ... لیکن انہیں معلوم نہیں تھا کہ دشمن اس سے پہلے ہی وار کر جائے گا ...

ایسے میں انہیں ایک بہت ہلکی سی آواز سنائی دی ...

وہ بری طرح چونکے ...

"کوئی اور بھی یہاں موجود ہے۔" انسپکٹر جمشید نے سرگوشی کی۔

"تب پھر وہ قاتل بھی ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر وہ بھی اسی راستے سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا ... آؤ۔"

وہ فوراً اس دروازے پر آئے جس سے اندر داخل ہوئے تھے ... اس وقت وہ دھک سے رہ گئے جب انہوں نے دیکھا کہ دروازہ کھلا ہے ... حالانکہ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے دروازہ بند کر دیا تھا ... اس سے پہلے کہ وہ باہر نکل کر دیکھتے ... ایک کرخت آواز نے انہیں اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا۔

Scanned with CamScanner

"خبردار! ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

انہوں نے دیکھا ... دروازے پر بیس کے قریب ملٹری پولیس والے موجود تھے ... ان کی رائفلوں کے رخ ان کی طرف تھے ... اتنے فوجی دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی ... سمجھ گئے کہ سوچے سمجھے منصوبے کا شکار ہو گئے ہیں ... دشمن نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ لوگ میجر سرفراز تک پہنچنے کی کوشش ضرور کریں گے ... اسی لیے اسے سرحد سے گھر بھیج دیا گیا ... اسے قتل کرنے کا پروگرام پہلے ہی طے کر لیا گیا تھا ... اس طرح سارا معاملہ ان کے پروگرام کے عین مطابق پورا ہو گیا۔

"اگر آپ لوگوں نے فرار ہونے کی کوشش کی تو ہم گولی چلانے میں آزاد ہوں گے۔" ان کے آفیسر نے کہا۔

"فکر نہ کریں ... ہمیں بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے دل ہی دل میں مسکرا کر کہا۔

"ہم آپ کے آئی جی صاحب کو فون کر رہے ہیں کہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا ہے ... آپ پر مقدمہ بھی سول عدالت میں نہیں چلے گا کیونکہ آپ نے ایک فوجی آفیسر کو قتل کیا ہے۔"

"آپ کو یہ بات کس نے بتا دی۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

جواب میں ملٹری پولیس آفیسر بھی گہرے طنزیہ انداز میں مسکرایا ... پھر بولا: "ابھی ابھی ہم نے یہاں سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ہے ... وہ بری طرح بدحواس تھا ... اس نے ہمیں دیکھتے ہی کہا تھا۔

"اندر میرے دوست میجر سرفراز کو کچھ لوگوں نے قتل کر دیا ہے۔"

"خوب خوب! تو یہ کہا تھا اس نے ... یعنی میجر بشیر نے۔"

"ہاں وہ میجر بشیر ہی تھے ... میجر سرفراز کے دوست۔"

"اور وہ کہاں ہیں۔"

"ہم نے انہیں بھی روک لیا ہے ... اگر آپ لوگ اندر نہ ملتے تو انہیں ہی مجرم گردانتے ... لیکن اب ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں ... اصل مجرم تو آپ ہیں..." آفیسر نے کہا۔

"اتنی جلدی آپ فیصلہ نہ سنائیں ... جب تک ہماری بات نہیں سن لیتے اس وقت تک آپ کو یہ بات نہیں کہنی چاہیے۔"

"بھئی اندر ایک میجر کا قتل ہوا ہے ... آپ اندر سے نکل رہے تھے... جب کہ بیرونی دروازے پر تالا لگا ہوا ہے ... گویا آپ غیر قانونی طور پر داخل ہوئے تھے۔"

"اور میجر بشیر؟" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"میجر بشیر تو ان کے دوست ہیں ... وہ تو اندر ان کے ساتھ ہی تھے... باتھ روم میں تھے ... باتھ روم سے باہر نکلے تو انہوں نے اندر اپنے دوست کو قتل ہوا دیکھا تو بدحواس ہو کر باہر کا رخ کیا ... ادھر سے ہم آ رہے تھے ... بس وہ فوراً پکار اٹھے کہ وہ ان کے دوست کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ..." انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

"ہاں کہیے مجھے کیا معلوم ہونا چاہیے۔"

Scanned with CamScanner

"یہ کہ آپ کا بیان ریکارڈ ہو چکا ہے۔"

"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔"

"اس سے یہ ہوتا ہے کہ ہم بالکل بے گناہ ثابت ہو جاتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے ساتھ میجر بشیر کو بھی بٹھا لیں... کیونکہ قاتل ہم نہیں وہ ہے اور ہم اس بات کو یہیں سب کے سامنے ثابت کریں گے ... لیکن ایسے نہیں۔"

"کیا مطلب ... کیسے نہیں۔"

"چند ذمے دار آفیسرز کو بلا لیں۔"

"ہمیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ... یہ جرم آپ نے کیا ہے ... ہم آپ کو گرفتار کر رہے ہیں ... کل صبح آپ کو ملٹری عدالت میں پیش کیا جائے گا اور آپ پر فردِ جرم عائد کی جائے گی ... آپ کو جو کہنا ہے آپ وہاں کہیے گا ... انہیں گرفتار کر لیا جائے۔"

ملٹری پولیس پہلے ہی ان پر رائفلیں تانے کھڑی تھی ... فوراً ہی ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں۔

"آپ کی مرضی ... آپ اصل مجرم کو بچانے کا جرم کر رہے ہیں ... اگر ہم قاتل ہو سکتے ہیں تو میجر بشیر کیوں نہیں ہو سکتے ... آپ انہیں بھی گرفتار کریں۔"

"وہ فوج کے ملازم ہیں ... یہیں موجود ہیں ... ان پر اگر ہمیں ذرا بھی

شک ہوتا تو ہم انہیں ضرور گرفتار کرتے۔"

"آپ کی مرضی ... میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں۔"

"مجھے کیپٹن کاظم کہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے کیپٹن کاظم ... اگر آپ نے قتل کی اس سازش میں میجر بشیر کا ساتھ دیا ہے تو آپ کو بھی عدالت میں جواب دینا ہوگا۔"

"آپ فکر نہ کریں ... میں جواب دے دوں گا۔"

اور پھر انہیں وہاں سے لے جایا گیا ... ملٹری پولیس کی حوالات زیادہ دور ثابت نہیں ہوئی ... حوالات آرام دہ تھی ... سول تھانوں کی حوالاتوں جیسی نہیں تھی ... وہ آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے ... انسپکٹر جمشید نے اشاروں میں بتا دیا تھا کہ قتل کی واردات سے متعلق کوئی بات نہ کریں ... ہاں ادھر ادھر کی بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ... لیکن وہ تھکے ہوئے اس حد تک تھے کہ انہیں فوراً ہی نیند آ گئی اور ادھر ادھر کی بات کرنے کی انہیں مہلت ہی نہ مل سکی ... دوسری صبح انہیں ناشتا حوالات میں کرنا پڑا ... پھر دس بجے کے قریب انہیں نکالا گیا ...

"آپ کو ملٹری عدالت لے جایا جا رہا ہے ... ہاتھ منہ دھو لیں یا جو کرنا ہے کر لیں ... آپ کو صرف پندرہ منٹ دیے جاتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

پندرہ منٹ بعد وہ بالکل تیار تھے... انہیں ملٹری پولیس کی جیپ میں بٹھایا گیا ... پندرہ منٹ بعد وہ کمرۂ عدالت میں تھے ... جج کی کرسی پر ایک

Scanned with CamScanner

میجر جنرل بیٹھے تھے ... انہوں نے سوالیہ نظریں ان کی طرف ڈالیں ... پھر
کیپٹن کاظم سے بولے ۔

''ان کا کیا جرم ہے ... یہ تو سویلین لوگ لگتے ہیں ۔''

''ان کے نام انسپکٹر جمشید ، محمود ، فاروق اور فرزانہ ہیں ... انسپکٹر جمشید کا
تعلق محکمہ سراغرسانی سے تھا ... اب ان کو برطرف کیا جا چکا ہے ۔''

''تب پھر ان کا یہاں کیا کام ۔''

''انہوں نے ہمارے ایک فوجی آفیسر میجر سرفراز کو قتل کیا ہے ۔''

''کیا !!!''

جج صاحب چلا اٹھے ... سیدھے ہو کر بیٹھ گئے ...ان کی آنکھوں میں
بے تحاشہ نفرت جاگ اٹھی

''تفصیل بیان کریں ۔'' وہ پرغرور لہجے میں بولے

''سر یہ لوگ پانی کے پائپ ذریعے میجر سرفراز کے گھر کے اندر داخل
ہوئے ... اس وقت اندر میجر سرفراز کے دوست میجر بشیر بھی موجود تھے...
لیکن جب یہ اندر داخل ہوئے تو وہ باتھ روم میں تھے ... انہیں ان کے
بارے میں معلوم نہیں تھا ... انہوں نے پستول کے ذریعے میجر سرفراز کی
کنپٹی پر فائر کیا ...اسی وقت میجر بشیر باہر نکل آئے ... جونہی انہوں نے
دیکھی کہ ان لوگوں نے ان کے دوست کو قتل کر دیا ہے تو یہ گھر سے باہر کی
طرف دوڑے...ہم لوگ گشت پر تھے ... انہیں اس طرح نکلتے دیکھ کر ہم
ان کی طرف بڑھے تو انہوں نے فوراً کہا، ان کے دوست میجر سرفراز کو کچھ

لوگوں نے قتل کر دیا ہے ... اتنے میں یہ لوگ بھی باہر نکلنے کے لیے پچھلے
دروازے پر آ گئے اور میں نے انہیں موقع واردات سے گرفتار کر لیا ... بس
جناب یہ ہے کل رپورٹ ۔''

''انہیں ملٹری حوالات میں بند رکھا جائے اور تین دن بعد مکمل رپورٹ
پیش کی جائے ۔''

''ایک منٹ جناب! کیا فوجی عدالت میں ملزم کو کچھ بھی کہنے کا حق
نہیں ہے ۔''

جج صاحب چونکے ... پھر بولے

''ہاں ہے کیوں نہیں ! اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ سکتے ہیں۔''

''پہلی بات یہ قتل ہم نے نہیں کیا ... میجر بشیر نے کیا ہے ... اور اس کا
ثبوت ہمارے پاس موجود ہے ۔''

''کیا کہا ... ثبوت موجود ہے ... تو پھر پیش کیا جائے ۔''

''جناب عالی ... قتل کے کیس میں سب سے اہم چیز ہے آلہ قتل... کیا
کیپٹن کاظم نے ہم سے کوئی آلہ قتل برآمد کیا ۔''

''انسپکٹر صاحب ! آپ نے آلہ قتل برآمد کیا ۔''

''نن سر ۔''

''تب پھر انہوں نے کیسے کہہ دیا کہ قتل ہم نے کیا ہے ... دوسری
بات ... آپ کے کہنے کے مطابق گھر کا دروازہ باہر سے بند نہیں تھا بلکہ
اندر سے بند تھا تو میجر بشیر پچھلے دروازے سے کیوں نکلے ...صدر دروازے

Scanned with CamScanner

سے باہر کیوں نہیں نکلے ... اور ملٹری پولیس بھی پچھلے دروازے پر کیوں
موجود تھی ... اور عین اس وقت کیوں موجود تھی جب میجر بشیر باہر نکلے
عین اسی وقت ہم نکلے ... عین اسی وقت ملٹری پولیس پچھلے دروازے پر
موجود تھی ... کیا اس ساری صورت حال کا مطلب یہ نہیں کہ منصوبہ پہلے
ہی ترتیب دیا جا چکا تھا۔"

"کیپٹن کاظم! آپ کے پاس اس سوال کا کیا جواب ہے۔"

"سر! ہمیں مہلت دی جائے ... ہم آلہ قتل تلاش کر کے آپ کی خدمت
میں پیش کریں گے۔"

"ٹھیک ہے ... تین دن بعد آلہ قتل کے ساتھ عدالت میں آئیں۔"

"ایک منٹ سر! جب ہم پر قتل کا جرم ثابت ہی نہیں ہوا تو ہمیں
حوالات میں کس لیے رکھا جا رہا ہے ... اگر رکھنا ہی ہے تو میجر بشیر کو بھی
رکھا جائے کیونکہ اگر ہم قاتل ہو سکتے ہیں تو وہ کیوں قاتل نہیں ہو سکتے ..
وہ ہم سے پہلے اندر موجود تھے۔"

"ٹھیک ہے کیپٹن کاظم ... یا تو میجر بشیر کو بھی ان کے ساتھ حوالات
میں رکھا جائے ... یا پھر انہیں ضمانت پر رہا کیا جائے۔"

"تب پھر ہم انہیں ضمانت پر رہا کر دیتے ہیں ... عدالت سے گزارش
ہے کہ انہیں پابند کیا جائے کہ یہ تین دن بعد عدالت میں حاضر ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" جج صاحب بولے۔

اور وہ باہر نکل آئے ... اس وقت کیپٹن کاظم نے کہا۔

"اور یہاں آپ کی ضمانت کون دے گا۔"

"ریٹائرڈ کرنل اوصاف خان۔"

"کیا مطلب؟" کیپٹن کاظم نے چونک کر کہا۔

"اس میں چونکنے کی کیا بات ہے ... وہ میرے دوست ہیں۔"

"تو کیا آپ ان کے ساتھ فوجی علاقے میں آئے تھے۔"

"ہاں یہی بات ہے۔"

"اب اگر آپ قاتل ثابت ہو گئے تو وہ بھی قتل کے جرم میں معاون
کے طور پر گرفتار ہوں گے۔"

"وہ جانتے ہیں ہم ایسے جرم نہیں کرتے پھرتے ... ہم تو مجرموں کو
پکڑا کرتے ہیں اور اب بھی پکڑیں گے۔"

"ٹھیک ہے ... آپ فون کر کے انہیں بلا لیں ... اگر وہ ضمانت دیتے
ہیں تو آپ کو رہا کر دیا جائے گا ... تین دن بعد آپ عدالت میں پیش ہو
جائیے گا۔"

"ٹھیک ہے ..."

انہوں نے اسی وقت ریٹائرڈ کرنل اوصاف خان کو فون کیا ...
وہ فوراً پہنچ گئے ... اور ضمانت کے کاغذات پر دستخط کر دیئے ...
پھر کرنل صاحب انہیں اپنے گھر لے آئے۔

"ہمیں افسوس ہے، ہماری وجہ سے آپ کو زحمت ہوئی۔"

"بالکل نہیں ... دوستوں کے اگر کوئی اتنا کام بھی نہ آئے تو اس دوستی

Scanned with CamScanner

کا کیا فائدہ۔"

"آپ کا شکریہ! اب آپ ہمیں اس علاقے سے باہر نکل جانے میں مدد کریں۔ تین دن بعد صبح سویرے آئیں گے تو آپ کو فون کر دیں گے۔"

"اگر آپ لوگ تین دن میرے پاس رہنا چاہیں تو مجھے خوشی ہو گی۔"

وہ بولے۔

"جی نہیں ہمیں کیس پر کچھ کام کرنا ہے ... کیس بہت سنگین ہے ... ایک اہم فائل اڑا کر شارجستان پہنچا دی گئی ہے اور ایسا کرنے کے ذمے دار جو لوگ ہیں وہ آزاد پھر رہے ہیں ... جب تک وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے نہیں چلے جاتے ہمیں چین نہیں آئے گا۔"

"اچھی بات ہے ... جیسے آپ کی مرضی۔"

وہ گھر پہنچے تو بیگم جمشید نے بتایا۔

"اکرام ... خفیہ فورس کے انچارج، خان رحمان اور پروفیسر داؤد یہاں بار بار فون کرتے رہے ہیں ... انہوں نے خود آپ کو فون نہیں کیے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ آپ فوجی علاقے میں ایک مہم سر کرنے گئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ... میں ان سے بات کر لیتا ہوں۔"

اب انہوں نے باری باری سب کو فون کیے ... ہر ایک نے یہی کہا کہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور ہر حال میں مل کر رہیں گے ... اگر آپ نے یہ کہا کہ ابھی ملاقات کے لیے نہ آئیں تب بھی آئیں گے ... ہم آپ کی بات نہیں مانیں گے اس لیے کہ ہم سب بہت بے چین ہیں ... ان کی

خواہش سن کر انہیں اجازت دینا پڑی ... پھر آدھ گھنٹے کے اندر اندر سب لوگ آ گئے ... وہ ان سب کو لائبریری میں لے آئے ...

اس وقت تک بیگم جمشید کھانے کیلئے بے شمار چیزیں تیار کر چکی تھیں ... ان سب کے سامنے ایک بڑے سائز کی ہری بھری ٹرے آئی تو سب بول اٹھے۔

"حیرت ہے ... اتنی سی دیر میں اتنی بہت سی چیزیں۔"

"اس کام کی تو میری بیگم ماہر ہیں۔" وہ مسکرائے۔

پھر وہ سب ان چیزوں سے انصاف کرنے لگے ...

ایسے میں پروفیسر داؤد نے کہا:

"ہاں جمشید! اب سناؤ ... وہاں کیا رہا۔"

انہوں نے تفصیل بیان کرنا شروع کیں ...

میجر سرفراز کے قتل کی خبر پر وہ اچھل پڑے ...

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی ...

انہوں نے فوراً ایک دوسرے کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

خفیہ ٹھکانہ

"آپ سب لوگ بیٹھیں ... میں دیکھتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"نہیں سر! آپ نہیں ... میں دیکھوں گا کہ باہر کون ہے ... حالات خوفناک ہیں ... مجرموں کی جان پر بنی ہے ... وہ آپ کو ہر حال میں اپنے راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں ... انہیں خوف ہے کہ آپ ان تک پہنچ جائیں گے اور پھر پھانسی کا پھندہ ان کے گلے میں ہوگا ... اب کون پھانسی کے پھندے کو پسند کرتا ہے بھلا ... لہٰذا وہ آپ کی طرف سے بے فکر ہونے کی فکر میں ہیں۔" خفیہ فورس کے انچارج صدیق علی نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو پھر تمہارا جانا بھی خطرناک ہے۔"

"میرے ساتھی باہر خفیہ جگہوں پر موجود ہیں ... پہلے میں ان سے صورتِ حال معلوم کروں گا پھر دروازہ کھولوں گا۔"

"اچھی بات ہے ... ذرا بھی خطرہ دیکھو تو دروازہ کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم چھت پر جا کر آنے والوں کی خوب خبر لے سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

اور پھر صدیق علی چلے گئے ... فوراً ہی ان کی واپسی ہوئی ... ان کے

چہرے پر خوف کے آثار تھے ...

"خیریت؟" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"باہر خیریت نہیں ہے ... میرے ماتحتوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں آ رہا ... اور یہ ایک حیرت انگیز حد تک خوفناک بات ہے۔"

"اوہ۔"

"تب پھر ہمیں چھت پر چل کر دیکھنا چاہیے۔"

"چھت پر بھی ہمارے لیے خطرہ ہو سکتا ہے ... لیکن جانا تو ہو گا ... آؤ جلدی کرو۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور لائبریری سے باہر نکل گئے ...

اب ان کا رخ سیڑھیوں کی طرف تھا ... جس کے ذریعہ وہ بیگم شیرازی کی چھت پر جا سکتے تھے اور پھر اس چھت سے آگے ایک اور چھت پر جا سکتے تھے ... لیکن یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم تھی ... زینے پر پہنچ کر وہ پیٹ کے بل رینگتے ہوئے بیگم شیرازی کی چھت پر آئے ... انہیں بھی ساتھ لیا اور اس چھت کو پار کر گئے ... اب جس چھت پر وہ تھے ... وہ ان کے پڑوسی احتشام الحق کی تھی ... اور ان سے وہ اس طرح کئی بار مدد لے چکے تھے ... ان کے گھر کا پچھلا دروازہ ایک دوسری سڑک پر کھلتا تھا ...

جلد ہی وہ اس سڑک پر تھے ... اور پھر انہوں نے دو عدد ٹیکسیاں پکڑیں اور یہ جا وہ جا ... جلد ہی انہوں نے ایک ہولناک دھماکے کی آواز سنی اور انہوں نے جان لیا کہ ان کے گھر پر بم سے حملہ کیا گیا ہے ...

انہوں نے جانیں بچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور سیدھے ایک ایسے

Scanned with CamScanner

دوست کے گھر پہنچے جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ بھی انسپکٹر جمشید کے دوست ہیں ... ظاہر ہے اس وقت خان رحمان کا گھر اور پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ بھی محفوظ نہیں تھی ...

ان کے دوست احتشام الدین یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر تھے۔

انہوں نے ان سب کا خوش دلی سے استقبال کیا اور بولے۔

''پورا گھر آپ کے لیے حاضر ہے ... اور جتنے دن چاہیں رہیں۔''

''شکریہ دوست!''

رات کو ٹی وی چینلوں پر اور پھر دوسری صبح کے اخبارات میں انہوں نے اپنے گھر کی تباہی کی خبریں سنیں اور پڑھیں ... بیگم شیرازی کے گھر کو بھی نقصان پہنچا تھا اور دائیں والا گھر بھی زد میں آیا تھا ...

ایسے میں خفیہ فورس کے کارکن نمبر 1 کا فون موصول ہوا ...

انچارج صدیق علی نے فون سنا ... کارکن نمبر 1 کہہ رہا تھا:

''ہم سب محفوظ ہیں ...۔''

''لیکن تم نے بم دھماکے کی کوشش کو ناکام بنانے کی کوشش کیوں نہیں کی۔'' صدیق علی بولے۔

''ہم اس پوزیشن میں نہیں تھے ... ان کے ساتھ فوج کی بڑی نفری تھی پوری طرح مسلح ... اگر ہم ٹکراتے تو وہاں بہت بڑی جنگ چھڑ جاتی ... ویسے بھی جب ہمیں پتا چلا کہ دشمن کا پروگرام یہ ہے تو اس وقت بہت دیر ہو چکی تھی۔''

اسی وقت موبائل انسپکٹر جمشید نے لے لیا اور بولے۔

''چند نام لکھ لو ... ان کی نگرانی شروع کرا دو ... میسج کے ذریعہ نام لکھ رہا ہوں۔''

''جی اچھا۔''

انہوں نے نام لکھے اور نمبر 1 کو بھیج دیے ... تمام کاموں سے فارغ ہو کر جب وہ آرام کرنے کے لیے لیٹے ... اس وقت فرزانہ نے کہا:

''اس کیس میں شروع سے لے کر اب تک سوا ناکامیوں کے ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آیا ... یہاں تک کہ یہ معاملہ جس فائل کے ذریعے شروع ہوا تھا وہ فائل بھی شارجستان پہنچ گئی ہے ... گویا یہ ہمارے لیے ایک ناکام ترین کیس ثابت ہوا ہے ... اور کیا ابا جان کبھی پہلے بھی ایسی ناکامی سے واسطہ پڑا ہے۔''

''یاد نہیں ... کامیابی اور ناکامی تو بس اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے ... بندوں کو تو اپنی کوشش کرنی ہوتی ہے ... اب رہی بات اس کیس میں ناکامی یا کامیابی کی ... تو ابھی یہ کیس ختم نہیں ہوا ... فی الحال ہمیں میجر بشیر تک پہنچنا ہے کیونکہ میجر سرفراز کو اسی نے قتل کیا ہے اور صرف اس لیے قتل کیا ہے کہ ہم اس سے کچھ معلوم نہ کر لیں ... اور اس کا مطلب ہے کہ میجر بشیر کو بہت کچھ معلوم ہے ... اصل آدمی تو شاید وہ نہیں ہے لیکن اصل آدمی تک ہم اس کے ذریعے جائیں گے ... خفیہ فورس اس کی نگرانی شروع کر چکی ہو گی۔''

Scanned with CamScanner

''لیکن خفیہ فورس کے کارکن فوجی علاقے میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں بھلا ... اور ظاہر ہے میجر بشیر تو وہیں ہیں ۔''

''خفیہ کے لوگ کوئی عام لوگ نہیں ہیں ... وہ ملک اور قوم کے لیے یہ کام کرتے ہیں ... لیکن ان کا تعلق ہر شعبے سے ہے ... یہاں تک کہ فوج سے بھی ان میں سے کسی کا تعلق ہے ... بس اس کے ذریعے وہ میجر بشیر کی نگرانی کریں گے ۔''

''بہت خوب ... یہ سن کر اطمینان ہوا۔'' فاروق خوش ہو کر بولا۔

''اور ہم ایک بات بھول رہے ہیں ۔''

''وہ کیا ؟''

''وہ آدمی جس کے مکان پر ہم اس آلے کے ذریعے پہنچے تھے۔ ہم میجر بشیر کے ذریعے اس تک ضرور پہنچ جائیں گے ... کیونکہ میجر بشیر اس سے ملے بغیر نہیں رہ سکے گا ۔''

''ہو سکتا ہے ابا جان ! آپ کا یہ خیال غلط ثابت ہو... کیونکہ یہ لوگ بھی کم چالاک نہیں ہیں ... انہوں نے میجر بشیر کو ضرور خبردار کر دیا ہو گا اور یہ ہدایات دی ہوں گی کہ وہ ہرگز کہیں نہ آئے جائے ... اگر وہ کہیں آیا نہ گیا تو ہم کیسے اصل مجرم تک پہنچ جائیں گے ۔'' فرزانہ کا انداز فکر مندانہ تھا ۔

''اگر وہ اس حد تک ہوشیار نکلے اور میجر بشیر نے حرکت نہ کی ... تب ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا۔''

''کچھ اور کیا ۔'' فاروق بولا ۔

''یہ تم لوگ بتاؤ ... ہر بات تو میں نہیں بتا سکتا ۔''

''میں بتا دیتی ہوں ... چوہے کو اس کے بل سے باہر نکالنا ہو گا۔''

''بالکل ٹھیک ... لیکن کیسے ۔''

''ایک بات میں نے بتا دی ... اب آگے کی بات یہ بتائیں گے۔'' فرزانہ نے گھبرا کر کہا ۔

''ہاں کیوں نہیں ۔'' دونوں ایک ساتھ بولے ۔

''ابا جان ! ہمیں سوچنے کی مہلت دی جائے ۔''

''بہت بہتر ! تم دونوں کو سوچنے کے لیے ایک گھنٹا دیا جاتا ہے ۔''

''ہم دونوں کو کیوں ... اور فرزانہ کو کیوں نہیں۔'' فاروق نے برا سا منہ بنایا ۔

''فرزانہ شاید پہلے ہی ترکیب سوچ چکی ہے ۔'' وہ مسکرائے ۔

''ایسی بات نہیں ابا جان ۔'' اس نے گھبرا کر کہا ۔

''تب پھر کیسی بات ہے ۔''

''میں بھی سوچنا چاہتی ہوں ۔''

''چلو ٹھیک ہے ... تم تینوں مل کر سوچو ۔''

''یہ تو انصاف نہیں جمشید ۔'' ایسے میں پروفیسر داؤد بول پڑے ۔

''کیا مطلب پروفیسر صاحب... نا انصافی اور میں کروں گا ۔''

''ہاں بالکل ... تم نے سوچنے کی دعوت میں ہمیں شریک نہیں کیا ۔''

Scanned with CamScanner

"اوہ ... تو آپ دونوں بھی سوچنا چاہتے ہیں۔"

"اس لیے کہ سوچنا صحت کیلئے مفید ہے۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"آپ دونوں بھی سوچیں ... بلکہ خود میں بھی سوچتا ہوں۔"

"اس کا مطلب ... آپ کو بھی نہیں معلوم اسے باہر کیسے نکالا جائے۔"

"ہاں کوئی ایسی ترکیب کرنا ہو گی کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"مثلاً ..."

"سوچ کر ہی بتا سکتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور پھر وہ سوچ میں ڈوب گئے ... آخر ایک گھنٹا بیت گیا تب انسپکٹر جمشید نے انہیں مخاطب کیا ...

"ایک گھنٹے کی مہلت ختم ہو چکی ہے۔"

"اوہ ... ارے۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"کیوں! یہ اوہ ارے کا کون سا موقع ہے۔"

"پورا ایک گھنٹا گزر گیا لیکن ہم چوہے کو اس کے بل سے نکالنے کی ترکیب نہیں سوچ سکے۔"

"کوئی بات نہیں ... سوچنے کا پروگرام جاری رکھیں ... میں خود بھی سوچ رہا ہوں۔"

"میں ایک بات کہہ سکتا ہوں۔"

"اور وہ کیا۔"

"ہمیں میجر بشیر کو گھبراہٹ میں مبتلا کرنا ہو گا ... اسے یہ احساس دلانا ہو گا کہ ہم اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے جا رہے ہیں ... اسے قاتل ثابت کر کے چھوڑیں گے۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"ارے ہاں ایک خیال آیا ہے ... ایک منٹ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ڈائل کیے۔ سلسلہ فوراً ملا:

"سر! آپ کہاں ہیں ... شہر کی پولیس آپ کو تلاش کرتی پھر رہی ہے... حکام کا کہنا ہے کہ آپ نے ایک فوجی میجر بشیر کو قتل کیا ہے ... فوج بھی آپ کی تلاش میں ہے۔"

"لیکن کیوں ... ہم تو ضمانت پر ہیں۔"

"کچھ اعلیٰ فوجی حکام نے آپ لوگوں کی ضمانت کینسل کرا دی ہے ... میری بھی نگرانی ہو رہی ہے ... ان کا خیال ہے آپ مجھ سے رابطہ کریں گے ... اور پھر وہ آپ کا سراغ لگا لیں گے۔"

"فکر نہ کرو اکرام! ہم ایسی جگہ پر ہیں جہاں کسی کا گمان بھی نہیں جا سکتا ... یہ سازش ہے اصل مجرم کو بچانے کی اور ہمیں پھانسنے کی ... لیکن ہم ان کی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے انشاء اللہ ... تم یہ سم بند کر دو ہم بھی اپنی سمیں بند کر رہے ہیں ..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی موبائل بند ہو گیا ...

اب انسپکٹر جمشید سب کی طرف مڑے: "حالات خطرناک ہیں... اللہ کا

Scanned with CamScanner

شکر ہے کہ ہم نے اس جگہ کا انتخاب کیا ورنہ ہم ان کے گھیرے میں آ گئے تھے ... ان کی کوشش صرف اور صرف یہ ہے کہ ہمیں گرفتار کر کے آن کی آن میں ہمیں سزا سنا دی جائے اور ہماری ایک نہ سنی جائے تاکہ یہ کیس ختم ہو اور اصل مجرم صاف بچ جائے ... اس اصل مجرم کی نہ جانے کس قدر اہمیت ہے کہ بڑے بڑے لوگ اور بڑی طاقتیں بچانے پر تلی ہیں ۔"

"تب پھر وہ شخص ان کے لیے بہت خاص کام سرانجام دے رہا ہے ... اس کے ذریعے بہت فائدے حاصل کیے جا رہے ہیں ... دوسرے الفاظ میں یہ کہا جائے گا کہ ہمارے ملک کو بہت خاص قسم کے نقصان پہنچائے جا رہے ہیں ... ان حالات میں اس کا سراغ لگانا اور بے نقاب کرنا از حد ضروری ہے اور ہم یہ کام ضرور کریں گے چاہے اس کام کو انجام دینے میں ہمیں اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھونے پڑیں ۔"

"انشاء اللہ ہم اس کا سراغ لگائیں گے۔"

اب انہوں نے ایک دوسری سم موبائل میں لگائی اور آئی جی صاحب کے نمبر ڈائل کیے ... جلد ہی ان کی آواز سنائی دی :

"کون ؟"

"سر ... یہ میں بول رہا ہوں ۔"

"اُف جمشید ... تم کہاں ہو ... فوج اور پولیس مل کر تمھیں تلاش کر رہی ہے ... تم پر بہت خوفناک الزامات ہیں ... تم خود کو ان کے حوالے کر دو ۔"

"کیا میرے ساتھ میرے ساتھیوں کو بھی گرفتار کیا جائے گا سر۔"

"فوجی حکام کا کہنا ہے کہ ان جرائم میں تم سب کا حصہ ہے۔"

"سوری سر ! تب تو ہم خود کو قانون کے حوالے نہیں کریں گے ... کیوں پھر اصل مجرم گرفتار ہونے سے صاف بچ جائیں گے ۔"

"میرا مشورہ یہ ہے جمشید تم لوگ خود کو قانون کے حوالے کر دو ... اس کے بعد ہم انسپکٹر کامران مرزا کو بلا لیں گے ... وہ انشاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیں گے۔"

"لیکن اس وقت یہ لوگ ہمیں پار کر دیں گے ... آپ جانتے ہیں وہ ہماری گرفتاری کے لیے کس قدر بے چین ہیں ۔"

"تمھاری مرضی ... میرا خیال ہے اب مجھ سے پوچھا جائے گا تم لوگ کہاں ہو ... اور کس نمبر سے بات کر رہے تھے۔"

"ہم کہاں ہیں یہ تو ہم نہیں بتا سکتے ... آپ یہ نمبر انہیں بتا دیں کہ اس نمبر سے انہوں نے بات کی تھی اور بس ... وہ خود ہی سراغ لگانے کی کوشش کرتے رہیں گے ... اور میں یہ سم اسی وقت جلا رہا ہوں ۔"

"ٹھیک ہے جمشید ... یہی بہتر ہے ... اس طرح مجھ پر شک نہیں کیا جائے گا ... لیکن میں چاہتا تھا کہ تم خود کو قانون کے حوالے کر دو اور اپنا کیس خود لڑو۔"

"اب وہ مجھے عدالت میں پیش نہیں کریں گے ... کوئی بم دھماکہ کر دیں گے اور اسے خودکش حملہ قرار دے دیں گے ... ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ... ورنہ وہ خود موت کے منہ

Scanned with CamScanner

میں ہوں گے۔"

"اچھی بات ہے ... جو مناسب سمجھو کرو۔"

یہ کہہ کر انہوں نے موبائل بند کر دیا اور انسپکٹر جمشید نے یہ اور اس سے پہلے والی بم... دونوں ضائع کر دیں ...

عین اسی وقت اس مکان کے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی۔

وہ سب بری طرح چونکے۔

☆☆☆☆☆
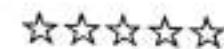
چوہا باہر

"یہ کون ہو سکتا ہے۔" فاروق نے سرگوشی کی۔

"کوئی بھی ہو سکتا ہے ..."

اچانک انسپکٹر جمشید احتشام الدین کی طرف مڑے اور بولے:

"تب پھر ہم چھت پر جا رہے ہیں ... پتا نہیں کیا صورت حال پیش آ جاتی ہے ... آپ زینہ اندر سے بند کر دیں تا کہ وہ آپ پر الزام نہ دیں ... چھت سے فرار ہونا ہمارا کام ہو گا ..."

"اچھی بات ہے ... جلدی کریں ... پہلے آپ لوگ چھت پر جائیں ... میں زینے کا دروازہ بند کر دیتا ہوں ... پھر دروازے پر جا کے پوچھوں گا کہ باہر کون ہے ... اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ میں نے دروازہ کھولنے میں اتنی دیر کیوں لگائی تو میں کہہ دوں گا رات کا وقت ہے میں سو رہا تھا۔"

اور پھر وہ چھت پر آ گئے ... انہوں نے ہر طرح کی احتیاط کرتے ہوئے نیچے کی طرف جھانکا اور ساکت رہ گئے ... باہر ہر طرف پولیس اور فوج موجود تھی ... انہیں حیرت اس بات پر تھی کہ یہ لوگ اس گھر تک کیسے پہنچ گئے ... خود انسپکٹر جمشید کی آنکھوں میں الجھن نظر آئی ... پھر انہوں نے وہاں سے نکلنے میں دیر نہ لگائی ... اس چھت سے قریب کوئی چھ گھر اور تھے

۔ وہ ایک اور گھر کی چھت پر پہنچ گئے ... زینے کا دروازہ کھلا تھا ... وہ نیچے
اترتے چلے گئے ... مالک مکان صحن میں آ کھڑا ہوا تھا۔

"میں آپ لوگوں کا انتظار ہی کر رہا تھا ... آپ نے اچھا کیا ... احتشام
کے گھر سے روانہ ہوتے وقت میرے موبائل پر بیل دے دی۔"

"کیا مطلب؟" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ انسپکٹر جمشید
نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ ان سب کو دیکھا۔

ان سب کی حیرت بجا تھی ...

ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ انسپکٹر جمشید نے خطرے سے
بچنے کی اس حد تک تیاری کر رکھی ہو گی ...

" بھئی حیران مت ہو ... یہ بھی ہمارے دوست ہیں ... اسی لیے میں
نے اس جگہ کا انتخاب کیا تھا ... پروفیسر احتشام الدین کے گھر کو چاروں
طرف سے گھیر بھی لیا جائے تب بھی اس جگہ سے نکلنا بہت آسان ہے۔"

" جی ہاں یہی بات ہے۔" مکان کے مالک نے مسکرا کر کہا۔

" حیرت ہے ... آخر آپ کے دوست کہاں کہاں ہیں۔"

" بس کیا بتاؤں ... دراصل میں اپنے بچپن میں دوسروں کے کام آنے
کا عادی تھا ... میں نے اچھے اور مخلص دوست بنائے تھے اور یہ دوستیاں اور
خلوص کے رشتے آج بھی قائم ہیں ... ہم سب ایک دوسرے کی مدد کرتے
رہتے ہیں ... آج اس وقت یہ کام آ گئے ... آؤ اب چلیں ... کہیں یہ لوگ
تلاش کا دائرہ وسیع نہ کر دیں، اس صورت میں ہمارے لیے نکلنا مشکل ہو

جائے گا۔"

اور پھر وہ وہاں سے نکل آئے ...

ان کی خفیہ فورس کا ایک کارکن گاڑی لیے سڑک کی دوسری جانب موجود
تھا ... انہیں نکلتے دیکھ کر گاڑی گھما کر ان کی طرف آ گیا ...

جب وہ اپنی گاڑی میں اڑے جا رہے تھے تو محمود نے کہا۔

"لیکن ابا جان! اس طرح ہم کب تک بھاگتے رہیں گے۔"

"تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو ..." وہ مسکرائے۔

"تب پھر ہم اس وقت تک کہاں رہیں گے ... جہاں جہاں ہمارے
ملنے کا امکان ہے ... وہ سب جگہیں ہمارے لیے خطرناک ہیں۔"

"فکر کی ضرورت نہیں ... ہمارے پاس ابھی بہت جگہیں ہیں ... ہم ان
میں سے ایک میں چلے جاتے ہیں۔"

O

پھر تین دن بعد خفیہ فورس کے کارکن نمبر 1 کا فون انہیں موصول ہوا ...

" میجر بشیر گھر سے نکلا ہے ... اور تین دن بعد یہ پہلی مرتبہ ایسا ہوا
ہے ... ہم لوگ اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔"

"یہ اچھی خبر ہے ... تعاقب جاری رہے ... ہم بھی تمہارے پیچھے آ
رہے ہیں ... کہاں ہو تم اس وقت۔" انہوں نے کہا۔

"نصیر باغ روڈ یعنی کینٹ ایریا سے نکلتے ہی نصیر باغ روڈ شروع ہو
جاتی ہے۔"

Scanned with CamScanner

"یہاں تک جب ہم پہنچیں گے تو اس وقت تک تم نہ جانے کہاں ہو
گے ... لہٰذا یہ بتاؤ اس کا رخ کس طرف ہے۔"

"نصیر باغ ختم ہو گا تو یہ بات بتائی جا سکتی ہے۔"

"اچھی بات ہے ... ہم گھر سے نکل رہے ہیں ... اور جس جگہ نصیر
باغ روڈ ختم ہوتی ہے ... وہاں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"او کے سر۔" نمبر 1 نے کہا۔

اب وہ ان کی طرف مڑے۔

"آخری معرکے کا وقت آ گیا ہے شاید ... میجر بشیر کا گھر سے نکلنا اگر
منصوبے کے تحت ہے تو ہم خطرات کی طرف جا رہے ہیں ... خطرات گویا
منہ کھولے ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور اگر میجر بشیر گھبرا کر نکلا ہے تب ہمارا
کام آسان ہو جائے گا ... یہ گویا ہمیں خود ہی مطلوبہ شخص تک لے جا رہا
ہے ... بہرحال اب جو بھی ہے کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا ... پروفیسر صاحب
آپ تیار ہیں۔"

"بالکل!"

"اور خان رحمان۔"

"اللہ کی مہربانی ہے۔"

"اور بچو تم لوگ۔"

"آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں ... کیا آپ کے خیال میں کوئی
بہت خوفناک مہم پیش آ سکتی ہے۔"

"شاید امید سے بھی زیادہ ... کیونکہ کئی اہم آدمی منظر عام پر آ سکتے
ہیں ... وہ اہم ترین آدمی اپنی موت کی نسبت ہمیں موت کے گھاٹ اتارنا
زیادہ پسند کریں گے۔"

"اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

اور وہ مسکرا دیے ... جلد ہی وہ اس مقام پر پہنچ گئے ...

ایسے میں نمبر ایک کا پیغام ملا:

"نصیر باغ روڈ ختم ہو گئی ہے ... اب یہ مدار روڈ پر مڑ گیا ہے۔"

"بہت خوب ... ہم تمہارے پیچھے پہنچ رہے ہیں، تعاقب جاری رکھو۔"

"او کے سر!"

پندرہ منٹ بعد نمبر ایک کی آواز ابھری۔

"سر! اب یہ سرلاشاری روڈ پر مڑ گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے ..." وہ بولے۔

چند منٹ بعد ہی نمبر ایک نے بتایا۔

"سرلاشاری روڈ پر میجر کی گاڑی ایک کوٹھی میں داخل ہو گئی ہے۔"

"بہت خوب! فاصلہ رکھ کر اس کوٹھی کے گرد اپنے آدمی مقرر کر دو ...
ہم آ رہے ہیں ... ہمارے آنے سے پہلے کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔"

"او کے سر۔"

اور پھر صرف دس منٹ بعد وہ نمبر ایک کے پاس پہنچ گئے۔

"کیا رپورٹ ہے۔"

Scanned with CamScanner

"وہ اندر ہی ہے ... اس کی گاڑی بھی اندر ہے۔"

"چاروں طرف کا جائزہ لیا ..."

"یس سر... ہم لوگوں کے علاوہ کوٹھی کی نگرانی اور کوئی بھی کر رہا ہے۔"

"ہم اندر جا رہے ہیں ... تم لوگ باہر رہو گے ... اگر یہ ہمارے خلاف جال ہے تو بہت جلد یہاں کچھ لوگ آئیں گے اور کوٹھی کو گھیر لیں گے ...اس وقت تم ہمیں سگنل دے دینا اور اپنی جگہوں پر موجود رہنا۔"

انہوں نے اپنی گاڑی اس کوٹھی کے سامنے روک دی ...

دروازے پر عارم گیلانی کے نام کی تختی لگی تھی ... انہوں نے یہ نام پہلی بار سنا تھا... محمود نے آگے بڑھ کر گھنٹی کا بٹن دبا دیا ...

جلد ہی دروازہ کھلا اور ایک ملازم نظر آیا ...

اس نے با ادب انداز میں کہا۔

"جی سر!"

"ہمیں عارم گیلانی صاحب سے ملنا ہے۔"

"آئیں۔" اس نے انہیں راستہ دیا۔

اس پر انہیں حیرت ہوئی ... کیونکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ ان کے کارڈ لے کر اندر چلا جاتا اور عارم گیلانی کے اجازت دینے پر انہیں اندر لے جاتا ... اس لمحے انہوں نے خطرہ محسوس کیا لیکن خطرے سے دو چار ہونے کے لیے تو وہ پہلے ہی تیار تھے لہٰذا انہوں نے اندر قدم رکھ دیے۔

ملازم انہیں ایک اندرونی کمرے کے دروازے تک لے آیا۔

"عارم صاحب اندر موجود ہیں، تشریف لے جائیں۔"

"آپ نے ان سے اجازت نہیں لی؟"

"وہ بہت ملنسار ہیں ... آنے والے سبھی لوگوں سے فوراً مل لیتے ہیں ... آپ بے فکر ہو کر اندر جائیں۔"

"شکریہ!" انہوں نے مسکرا کر کہا اور اپنے ساتھیوں سے بولے۔

"آؤ ... بے فکر ہو کر۔"

وہ بھی مسکرا دیے ...

انہوں نے کمرے کے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا ... وہ اندر داخل ہو گئے ... اندر کوئی نہیں تھا ... ادھر دروازہ خود بخود بند ہو گیا ... انہوں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا ... وہ آٹو میٹک تھا ... اندر صوفہ سیٹ موجود تھا ... دیوار کے ساتھ ایک میز بچھی تھی اور اس میز کے اردگرد کرسیاں بھی تھیں ... وہ ان کی طرف بڑھے ... جونہی وہ ان پر بیٹھے ... کرسیوں سے تسمے باہر نکل آئے اور ان تسموں نے انہیں مشینی انداز میں جکڑ لیا ...

پھر ایک آواز آئی۔ "یہ ہوئی نا بات ..."

"لے چلو انہیں۔" ایک اور آواز ابھری ... لیکن نظر کوئی نہ آیا۔

اسی وقت وہ میز اور کرسیاں پھرتی کی طرح گھومنے لگیں ... ان کے ساتھ وہ بھی گھومتے نظر آئے۔

"واہ بچپن کی یادیں تازہ ہو گئیں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"تم تو آج بھی بچے ہی ہو ...."

Scanned with CamScanner

"اچھا... پھر تو آپ کا شکریہ۔"

"اور انسپکٹر جمشید بھی... کم از کم ہمارے سامنے ... اب اس کا شکریہ نہیں ادا کرو گے..." آواز میں ہلکی سی ہنسی بھی شامل تھی۔

"آپ فکر نہ کریں... آپ ہمیں شکریہ ادا کرنے کے معاملے میں کنجوس نہیں پائیں گے۔" فاروق نے کہا۔

اسی وقت کرسیوں کی رفتار اور تیز ہو گئی...

پھر اچانک ان پر بے ہوشی طاری ہونے لگی...

ہوش آیا تو وہ ایک بڑے ہال میں تھے...، نہ وہاں اس میز کا نشان تھا نہ کرسیوں کا... ہال خوب روشن تھا... وہ اس کے فرش پر بندھے پڑے تھے... جسموں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی... شاید یہ اس بے ہوشی کا اثر تھا جو ان پر طاری ہوئی تھی... یا پھر انہیں کوئی دوا سنگھائی گئی تھی...

انہیں اپنے سر بھی گھومتے محسوس ہو رہے تھے...

ایسے میں قدموں کی آواز سنائی دی...

انہوں نے گردنیں گھما گھما کر آواز کی طرف دیکھنے کی کوشش کی...

انہوں نے دیکھا... میجر بشیر چلا آ رہا تھا...

اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی۔

"کیا حال ہے دوستو!" اس کے منہ سے نکلا۔

وہ کیا کہتے... کمزوری کی وجہ سے انہیں تو بولنا بھی مشکل ہو رہا تھا...

"انسپکٹر جمشید کی زندگی کی بھیانک ترین ناکامی۔"

میجر بشیر کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

اسی وقت ہال کے ایک کونے سے چھ فوجی آتے دکھائی دیے۔

"ان کے دلوں کا نشانہ لے لو... میں تم لوگوں کا نشانہ دیکھنا چاہتا ہوں، ہر ایک کی گولی دل پر لگے۔"

"آئی ایم سوری... یہ ممکن نہیں سر۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیا مطلب؟" میجر بشیر نے اسے گھور کر دیکھا۔

"یہ ادھر ادھر لڑھک سکتے ہیں... لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ گولی دل پر لگے... ہاں انہیں ستون سے باندھ دیا جائے... پھر گولی ٹھیک دل پر نہ لگے تو کہیے گا۔"

"اچھی بات ہے... پہلے ان لوگوں کو ستون سے باندھ دیا جائے۔"

"لیکن سر اس کی کیا ضرورت ہے... گولی دل میں لگی ہو یا سر میں... یا کہیں بھی لگے... مقصد تو انہیں ختم کرنا ہے... ختم یہ ہو جائیں گے۔"

"نہیں... گولیاں دل میں لگیں... دل میں۔" وہ چلایا۔

"بہت بہتر سر... آپ کی خواہش پوری کی جائے گی۔"

"ہاں اب تم نے درست سمجھا... دراصل یہ میری دلی خواہش ہے۔" میجر بشیر نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن..." انسپکٹر جمشید نے کافی مشکل سے کہا۔

"کچھ کہنا چاہتے ہو انسپکٹر... اور منہ سے آواز نہیں نکل رہی... فکر نہ کرو... جب تک تمہیں ستونوں سے باندھا جائے گا... اس وقت تک تم

Scanned with CamScanner

بولنے کے قابل ہو جاؤ گے۔"

پھر چھ آدمیوں نے انہیں ایک ایک کر کے ستون سے باندھ دیا ...

چھ فوجی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے ... انہوں نے نشانہ لے لیا۔

"اب کہو انسپکٹر جمشید ... اگر کچھ کہنے کی طاقت تم میں آ گئی ہو تو۔"

"ہاں کیوں نہیں ... میری پہلی بات ... تم اصل آدمی نہیں ہو۔"

"کیا مطلب؟" میجر بشیر چونکا۔

"اصل کوئی اور ہے ... تم تو حکم کے غلام ہو ... اصل کو سامنے لاؤ ... پھر میں اسے بتاؤں گا کہ اس حالت میں بھی میں کیا کر سکتا ہوں ... وہ کیوں سامنے نہیں آتا ... بزدل بن کر کیوں چھپا ہوا ہے۔"

"بزدلی کی بات نہیں ہے انسپکٹر جمشید ..." ہال کے دور دراز کونے سے آواز آئی: "ہم سب یہاں تمہاری خدمت کیلئے پہلے سے موجود ہیں ... ہم تو ذرا دیکھ رہے تھے تم کتنے پانی میں ہو"۔

"اگر بات پانی کی کرتے ہو تو میں تو تمہارا نام تک بتا سکتا ہوں۔"

"اوہو اچھا۔" دوسری طرف سے حیران ہو کر کہا گیا۔" خیر ... ابھی نہ بتانا ... پہلے مجھے سامنے آ لینے دو۔"

اور پھر انہوں نے اصل مجرم کو آتے دیکھا۔

☆☆☆☆☆

موت کی راہ

جلد ہی وہ تاریک گوشے سے روشنی کی طرف آ گئے ...

وہ ابھی دور تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اسے پہچان لیا ...

انہیں اس کا جو حلیہ بتایا گیا تھا ، وہ اس کے عین مطابق تھا ... جھاڑ جھنکاڑ جیسے بکھرے ہوئے بے ترتیب بال ... بے ہنگم سا حلیہ ... چہرے پر دیوانگی کے تاثرات ... فاروق نے سوچا کہ اس کے محلے والے غلط نہیں تھے جو اسے پاگل سائنسدان خیال کرتے تھے۔

"اوہو یہ تو شاید وہی ہے جس کے گھر ہم اس آلے کی مدد سے پہنچے تھے ... لیکن یہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہو گیا تھا۔"

"ہاں وہی ہوں ... تو پھر بوجھ لو ... میں کون ہوں۔"

"تم ... تم۔" فاروق ہکلایا۔

"ہاں میں۔"

"چھوڑو ... کیا بوجھنا ..." فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

وہ لگا ہنسنے... گویا فاروق کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"محمود یار تم بتا دو ... یہ کون ہے۔"

"میں کیسے بتا دوں ... فرزانہ جو یہاں موجود ہے۔"

Scanned with CamScanner

"م... میں... یعنی کہ میں۔" فرزانہ ہکلائی۔

وہ ایک بار پھر زور سے ہنسا...

پھر اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"دیکھا انسپکٹر جمشید... تمہارے بچے نہیں بتا سکے۔"

"بچے ہیں نا۔" وہ بولے۔

"چلو پھر تم بتا دو۔"

"اگر تم شرمندہ ہونا چاہتے ہو تو بتائے دیتا ہوں۔"

"شرمندہ ہوں میرے دشمن۔"

"ویسے تم ہو واقعی بزدل... بھلا بہادروں کا بھی کہیں یہ شیوا ہے... دشمن کو بیہوش کر کے ہاتھ باندھ دینا اور پھر بہادری جتانا۔"

"یہ بات ہے... کھول دو بھئی انہیں۔"

"باس یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... ایسی غلطی نہ کریں... یہ لوگ بہت خطرناک ہیں... ان بچوں تک کے بارے میں تو یہ جملہ مشہور ہے... یہ بچے خطرناک ہیں۔"

"ہوں گے... میرے آگے ان کی دال نہیں گلے گی... کھول دو انہیں... میں بزدلی کا طعنہ نہیں سن سکتا۔"

"آپ کی مرضی... یہ لوگ پانسہ پلٹ دینے کے بہت ماہر ہیں۔"

"میں انہیں الٹ پلٹ دوں گا۔"

"آپ کی مرضی..." میجر بشیر نے کہا اور فوجیوں کو اشارہ کیا۔

"کھول دو بھئی انہیں۔"

ان کی رسیاں کھول دی گئیں... اب وہ اپنے پیروں پر کھڑے تھے... لیکن محسوس کر رہے تھے کہ وہ زیادہ دیر کھڑے نہیں رہ سکیں گے، ٹانگوں میں اتنی جان نہیں تھی، اس حالت میں بھی انہوں نے ایک دو قدم اٹھائے اور پھر فرش پر گر گئے... ساتھ ہی باس کا قہقہہ بلند ہوا۔

"تم نے دیکھا میجر بشیر... یہ بیچارے تو کھڑے بھی نہیں ہو سکتے... مجھ سے مقابلہ کیا کریں گے... اور تم بلاوجہ ڈر رہے تھے... اسی لیے میں نے کہا تھا... کھول دو رسیاں..."

"اوہ واقعی باس... یہ بے چارے کیا لڑیں گے... لیکن اب ہم یہاں وقت کیوں ضائع کریں... انہیں کنارے لگائیں اور ہم چلیں۔"

"لیکن آخر یہ سب کیا تھا... فائل کیوں اڑائی گئی... اس میں کیا تھا... کیسے اڑائی گئی... اور کیا وہ واقعی شارجستان پہنچ چکی ہے۔"

باس نے ایک نظر ان سب پر ڈالی... اپنے ساتھیوں کو بھی دیکھا... پھر بولا: "کیا خیال ہے... انہیں یہ کہانی سنا دیں۔"

"کیا ضرورت ہے باس... جب انہیں ختم کرنا ٹھہرا۔"

"مرتے وقت بیچارے الجھن تو ساتھ لے جائیں گے... ویسے یہ بہت پیارے لوگ ہیں... کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ انہیں زندہ چھوڑ دیں۔"

"اس صورت میں یہ لوگ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے... کیا آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں۔" میجر بشیر نے منہ بنایا۔

Scanned with CamScanner

"معلوم ہے ... لیکن بھئی ... اگر یہ زندہ رہیں اور مرتے دم تک ہمیں یاد کرتے رہیں تو کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ... ہمارے خلاف کوئی کسی قسم کا قدم اٹھانے کے قابل بھی یہ نہ رہیں تو اس صورت میں کیا فرق پڑتا ہے ... کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"اعتراض تو بدستور باقی رہے گا باس۔" میجر بشیر بولا۔

"وہ کیسے؟"

"یہ لوگ اگر خود کچھ کرنے کے قابل رہیں گے تو بھی اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلا لیں گے ... پھر انسپکٹر کامران مرزا ہمارے پیچھے لگ جائیں گے ... آخر اس کا کیا فائدہ ... ان لوگوں کو تو ختم ہی کرنا بہتر ہے ... نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔"

"اچھی بات ہے یہی کر لیتے ہیں ... لیکن کم از کم میں انہیں ساری کہانی سنائے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"اور مسٹر باس میں تمہارا نام لکھ کر ایک خفیہ جیب میں رکھ چکا ہوں ... میں اپنے ساتھیوں کو اور تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں تمہیں بہت پہلے پہچان چکا تھا ... اس وقت جب ہم تمہارے مکان پر پہنچے تھے اور تم وہاں سے غائب تھے تو ہم نے تمہارے گھر اور گھر کی چیزوں کا جائزہ لیا تھا ... وہاں مجھے ایک ایسی چیز نظر آئی تھی کہ میں حیرت زدہ رہ گیا تھا ... میں نے اپنے ساتھیوں سے اس چیز کا ذکر نہیں کیا تھا ... میں نے چاہا تھا کہ یہ لوگ خود اس چیز کو نوٹ کریں لیکن ایسا نہیں ہو سکا ... ان لوگوں نے اس چیز کو

کوئی اہمیت نہیں دی ... جب کہ سراغ رسانی کے کاموں میں ہر چیز اہم بلکہ اہم ترین ہوتی ہے یعنی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی اہمیت دینا ... اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہاں پرس میں لگا ایک کنگھا نظر آیا تھا اور اس کنگھے میں کچھ بال الجھے ہوئے تھے اور وہ بال تمہارے تھے۔ بس میں نے جان لیا کہ مجرم تم ہی ہو۔"

"یہ ... یہ کیسے ممکن ہے کہ تم نے چند بال دیکھ کر میرا نام جان لیا ... اور یہ بھی جان لیا کہ میں کون ہوں۔"

"ہاں بالکل ... اس لیے کہ بالکل ویسے بال میں ایک سر پر دیکھ چکا تھا ... کیا سمجھے!"

"کیا مطلب!" وہ زور سے اچھلا۔

"ہاں مطلب یہ کہ میں ان بالوں کو پہلے بھی دیکھ چکا ہوں ... جب وہاں کنگھے میں دیکھا تو معلوم ہو گیا۔"

"تمہاری کوئی بات بھی سمجھ میں نہیں آ سکی ... لیکن مجھے اس سے کیا ... میں اپنی کہانی مکمل کیے دیتا ہوں ... پھر ہم اپنی راہ لیں گے یہ اپنی۔"

یہاں تک کہہ کر باس خاموش ہو گیا۔

"ان کی راہ کون سی ہو گی باس۔" میجر بشیر بولا۔

"موت کی راہ ..." وہ مسکرایا۔

"ہاں اب بات کی ہے نا آپ نے ٹھیک۔"

"بات میں پہلے بھی ٹھیک کر رہا ہوں ... بس ذرا ان کا دل بہلا رہا تھا

Scanned with CamScanner

... ورنہ یہ لوگ واقعی اس قابل نہیں کہ انھیں چھوڑا جائے۔"

"باس ... لیکن پھر آپ نے انھیں کھلوایا کیوں۔"

"بات دراصل یہ ہے کہ مجھے بلی چوہے کے کھیل میں بہت مزہ آتا ہے ... اب بتاتا ہوں چکر کیا ہے ... شارجستان کے کسی جاسوس نے اطلاع دی کہ فائل ایس ڈبلیو ون ان کے لیے بہت اہم ہے ... اس میں سارا ذکر شارجستان کا ہے ... یعنی اگر شارجستان کسی طرح وہ فائل حاصل کر لیتا ہے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ پاک لینڈ کے شارجستان کے بارے میں کیا کیا عزائم ہیں ... کیا کیا منصوبے ہیں ... یہ منصوبہ مجھے سونپا گیا کیونکہ میں اس ملک میں شارجستان کے لیے کام کرتا ہوں ... آج تک میرے ذمے جو کام بھی لگایا گیا میں نے بخوبی اسے انجام دیا ... اب مجھے اس فائل پر کام کرنا تھا ... پتا چلا کہ فائل ان دنوں مورث البانی کے پاس ہے ... پھر یہ اطلاع ملی کہ ایک آدھ دن تک فائل ان کے ماتحت سنابر ایان کو دی جانے والی ہے ... مورث البانی کے دفتر میں ہمارا ایک آدمی پہلے سے چلا آ رہا ہے ... میں نے اسے یہ ذمے داری سونپی ... وہ فائل کے بارے میں ہر بات ساتھ ساتھ مجھے بتاتا رہا ... آخر اس نے مجھے بتایا کہ مورث البانی فائل سنابر ایان کو دینے والے ہیں اور وہ اس پر کچھ کام کرنے کے لیے اسے اپنے گھر لے جائیں گے ... بس یہیں سے میرا کام شروع ہوا ... میں نے سوچا فائل کو اس طرح غائب کیا جائے کہ اس کی گمشدگی ایک معمہ بن جائے ... دن میں تین آدمی سنابر ایان کے گھر بھیج دیے ... وہ بجلی کے مسئلے

کے بہانے گئے تھے ... میں نے انہیں یہ منصوبہ سمجھایا تھا کہ وہ ایک کو گھر میں کہیں چھپا دیں اور واپسی پر سب کے سامنے گھر سے نکلیں ... جب گھر کے لوگ تمہارے تیسرے ساتھی کے بارے میں پوچھیں تو کہہ دینا کہ وہ پہلے ہی چلا گیا تھا ... اسے کسی اور مکان میں جانا تھا... اس طرح وہ اندر رہ جائے گا اور فائل لے کر رات کو باہر نکل آئے گا ..."

"ایک منٹ ..." محمود ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"لیکن یہ باتیں تو پہلے ہی ہم سمجھ چکے ہیں ... تم یہ بتاؤ کہ فائل کے بارے میں تم کو اطلاع دینے والا شخص کون ہے کہ فائل سنابر ریان کو دی جانے والی تھی ... کیونکہ اس کی مدد کے بغیر تم لوگ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنا ہی نہیں سکتے ... میرا مطلب ہے دفتر خارجہ میں کون شخص ہے جو تم لوگوں کے کام آتا رہا ہے ... آئی جی صاحب کے کمرے میں خفیہ ٹرانسمیٹر بھی تو اسی نے فٹ کیا تھا ... وہ آلہ جس کے ذریعے ہم تمہارے گھر پہنچے تھے۔"

"ہم اتنے سیدھے نہیں ... اس کا نام نہیں بتا سکتے کیونکہ ابھی ہمیں اس سے بہت کام لینا ہے۔"

"جب کہ ہم ایسے لوگوں کے بدترین دشمن ہیں ... غداروں کو تو ہم برداشت کرتے ہی نہیں ... تلاش تو ہم اسے کر لیں گے۔"

"گویا تمہارا خیال یہ ہے کہ یہاں سے زندہ سلامت چلے جاؤ گے اور ہم منہ دیکھتے رہ جائیں گے اور پھر ... تم اس غدار کو سزا دو گے۔"

Scanned with CamScanner

''ہم رہیں نہ رہیں ... غدار کو سزا تو بہرحال دی جائے گی ... اس کا سراغ لگا لیا جائے گا ... یہ کام مشکل نہیں ... تم یہ بتاؤ ... فائل حاصل کرنے کے بعد تم نے کیا کیا ...''

''پروگرام کے مطابق مجھے وہ فائل میں نے میجر سرفراز کے حوالے کر دی تھی ... سرفراز کو وہ میجر بشیر کو دینا تھی ... میجر بشیر کا براہِ راست تعلق شارجستان کے جاسوسوں سے ہے ... یہ لوگ راتوں کو سرحدوں پر لین دین کرتے ہیں ... فائل ہم ادھر دے چکے تھے اور اس کامیاب مہم کے سلسلے میں اس رات خوب جشن منانے کا پروگرام تھا ... لیکن ایسے میں تم لوگ سرحد پر ٹپک پڑے ... میجر سرفراز دراصل تم لوگوں کا سامنا کرتے ہوئے گھبرا رہا تھا ... اس کا خیال تھا کہ وہ اپنے چہرے کے تاثرات کو چھپا نہیں سکتا اس لیے انسپکٹر جمشید کی نظروں میں آ جائے گا ... اس لیے چیک پوسٹ پر نہ گیا ... لیکن بالآخر اسے سامنے آنا پڑا ... اب ہمارے پیشِ نظر یہ بات ہے کہ اگر تم لوگ زندہ بچ جاتے ہو تو یہ سب باتیں راز نہیں رہ پائیں گی ... اس لیے تم سب کو موت کے گھاٹ اتارنا ضروری ہے ... لہٰذا میجر بشیر اب تم انہیں نشانہ بناؤ ... یہ بیچارے لڑنے کے قابل کہاں ہیں کہ دل کی حسرت نکالیں۔''

''یہ بات درست نہیں ... میں تم سے لڑوں گا۔'' ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز گونجی۔

''تم لڑو گے ... لیکن کیسے ... درست طور کھڑے تو ہو نہیں سکتے۔''

''تمہیں اس سے کیا ... آؤ اور مجھ سے دو دو ہاتھ کرو۔''

''چوٹ کھاؤ گے انسپکٹر جمشید ... دکھ بھری موت کو آواز نہ دو ... سیدھی طرح گولی کھا لو اور دوسری دنیا میں چلے جاؤ۔''

''مقابلہ کیے بغیر ہار مان لینا ہماری عادت نہیں ... ہم لوگ آخر دم تک اور آخر لمحے تک مقابلہ کرتے ہیں ... ملک دشمنوں کو کسی صورت معاف نہیں کر سکتے ... عام مجرم کسی کو دولت سے محروم کرتے ہیں، ذاتی انتقام لینے کے لیے نقصان پہنچاتے ہیں، لیکن غدار پورے ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں ... انہیں ختم کرتے ہوئے اگر جان جاتی ہے تو جائے ... پروا نہیں ... لڑنے کی طاقت ہے یا نہیں کوئی بات نہیں ... ہم اپنی کوشش ضرور کریں گے ... لہٰذا تم ہمارے آج کے دشمن ... آؤ اور مجھ سے دو دو ہاتھ کر لو۔''

''بھئی مجھے آنے کی کیا ضرورت ... یہ میرے پاس میرے کئی خادم موجود ہیں ... میرے ایک اشارے پر جان دینے کے لیے تیار ہیں ... پہلے یہ مقابلہ کریں گے ... تم لوگ تو یوں بھی ایک ایک ہاتھ کی مار ہو ... ہمارے لگائے انجکشن ہمارا کام آسان بنائے دے رہے ہیں۔''

''اللہ مالک ہے۔''

''تب پھر میں بہراض کو بلاتا ہوں ... بہراض تو یاد ہے نا آپ کو۔'' وہ مسکرایا۔

''ان تین میں سے ایک ... جو سنابر ایان کے گھر مرمت کرنے والوں کے روپ میں گئے ... جس نے فائل اڑائی۔'' انہوں نے منہ بنایا۔

Scanned with CamScanner

"ہاں وہی ... لڑائی بھڑائی کا بھی ماہر ہے نا۔"

"ہماری بلا سے ... کوئی بھی آ جائے ... ہمیں تو تم سبھی کو ٹھکانے لگانا ہے۔"

"ہا ہا ہا۔" باس نے قہقہہ لگایا ... پھر اس نے آواز دی۔

"بہراض! کہاں ہو تم ... یہ لوگ تمہیں یاد کرتے ہیں۔" اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"میں یہاں ہوں باس۔" ایک تاریک گوشے سے نکل کر چھوٹے قد کا آدمی ان کے سامنے آ گیا ... اس کا رنگ سرخ و سفید تھا ... بدن گھٹا ہوا تھا ... آنکھیں چھوٹی اور ان کا رنگ نیلا تھا ... جب کہ ہونٹ بہت باریک تھے ... بس ہونٹوں کے ملنے کی جگہ ایک لکیر سی نظر آتی تھی ...

اس قدر باریک ہونٹ دیکھ کر وہ چونک اٹھے ...

ان کے خیال میں اس قدر باریک ہونٹوں والا آدمی بہت خطرناک تھا ... نزدیک آنے پر وہ مسکرایا ... اس کے مسکرانے سے اس کے ہونٹ کھل گئے ... اس لمحے اس کا چہرہ اور زیادہ خطرناک لگا ... ادھر اس نے کہا:

"کیا حال ہے دوستو!"

☆☆☆☆☆

پرو ... فے ... سر

انسپکٹر جمشید نے ایک نظر اس پر ڈالی ...

پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

"تم خود کو کیسا محسوس کر رہے ہو خان رحمان۔"

"لڑنے بھڑنے کے بالکل ناقابل۔" خان رحمان بولے۔

"جمشید تم کس حال میں ہو۔" پروفیسر دکھ بھرے لہجے میں بولے۔

"ایسا لگتا ہے جسم سے جیسے ساری جان نکل گئی ہو۔"

"پھر جمشید ... کیسے لڑو گے۔" خان رحمان کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"لڑنا تو ہو گا... نہیں لڑیں گے تو ویسے بھی مارے جائیں گے اور یہ لوگ ملک اور قوم کو نقصان پہنچاتے رہیں گے ... یہ ہم کس طرح برداشت کر سکتے ہیں بھلا۔" انہوں نے غمگین آواز میں کہا۔

"لیکن کیسے جمشید ... آخر کیسے۔" پروفیسر بولے۔

"جیسے بھی ہو۔"

"انسپکٹر جمشید... اپنی باتیں تم لوگ مرنے کے بعد کرتے رہنا ... ہمارے پاس وقت کم ہے... میں تمہاری طرف آ رہا ہوں ... تم مجھے روک سکتے ہو تو روک لو... میرا وار روک سکتے ہو تو روک لو۔"

Scanned with CamScanner

"آؤ..." انہوں نے تھکے تھکے انداز میں کہا...

آؤ کہتے ہوئے بھی انہوں نے ہاتھ آگے نہیں کیے تھے ... وہ جوں کے توں لٹکے رہے تھے ... گویا ان سب میں ہاتھوں کو اٹھانے کی بھی طاقت نہیں تھی ... ایسے میں خان رحمان نے محمود سے کہا۔

"شش ... محمود ... چچ۔"

محمود کو ایک جھٹکا لگا... واقعی وہ اپنا چاقو تو جوتے کی ایڑی میں سے نکال ہی سکتا تھا ... اور نکال کر انہیں دے سکتا تھا ...اور چاقو کے ہوتے ہوئے وہ کچھ نہ کچھ کر ہی سکتے تھے ... اس خیال کے آتے ہی وہ جھک گیا اور اپنا ہاتھ جوتے کی طرف لے گیا ... انداز ایسا تھا جیسے بے خیالی میں پاؤں کھجلا رہا ہو... ادھر اس نے جوتے کی سرکائی ... ادھر بہراض کا مکا انسپکٹر جمشید کے سر کی طرف آیا ... وہ ذرا سا سرک گئے ... اس کا ہاتھ ان کندھے پر پڑا اور وہ دھم سے گر گئے ... اور گرے بھی اس طرح گویا لڑھکتے چلے گئے ہوں ... اب وہ محمود کے بالکل نزدیک تھے ... اس نے اپنا ہاتھ غیر محسوس طور پر ان کی طرف بڑھا دیا، ساتھ ہی بولا۔

"آپ ... آپ ٹھیک تو ہیں۔"

"ہاں میں ٹھیک ہوں... الحمدللہ..." وہ اداس انداز میں مسکرائے ...

اس دوران محمود چاقو تھما چکا تھا... اور وہ اس کا بٹن دبا چکے تھے ... تاہم انہوں نے اپنے ہاتھ کو چھپایا ہوا تھا ... وہ ایک ہاتھ اور دیوار کا سہارا لے کر اٹھے ... سیدھا کھڑے ہونے کے لیے قدرے لڑکھڑائے اور پھر سنبھل

گئے ...

"مجھے معلوم نہیں تھا باس ... کہ اس حد تک کمزور ہونے کے بعد بھی یہ اس قدر آسانی سے اٹھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔"

"یہ عام انسان نہیں ... انسپکٹر جمشید ہے۔" باس ہنسا۔

"لیکن آج اس خاص انسان کی زندگی کا آخری دن ہے۔"

"ہاں وہ تو خیر اب نظر ہی آ رہا ہے۔"

"آؤ آؤ ... اللہ کو پتا ہے کس کی زندگی کا آخری دن ہے ... ہو سکتا ہے یہ تمہاری زندگی کے آخری لمحات ہوں۔"

"ارے نہیں ... ایسی بات نہیں ... تم میں اتنی ہمت کہاں۔"

یہ کہہ کر وہ بے فکری کے عالم میں آگے بڑھا اور عین اس وقت جب اس نے ان پر وار کرنے لیے دونوں ہاتھ سر سے بلند کیے اور دو ہتڑ ان کے سر پر مارنے ہی جا رہا تھا ... انسپکٹر جمشید نے چاقو اس کے دل میں گھونپ دیا... اس کے منہ سے ایک چیخ دل دوز چیخ نکل گئی ... اوپر اٹھے دونوں ہاتھ وہیں کے وہیں رہ گئے ... پھر وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح جھومتا ہوا نیچے آ رہا۔

"یہ ... یہ ... کیا ہوا ... بہراض۔" باس چلایا۔

لیکن بہراض کے حلق سے خرخراہٹ کے علاوہ کوئی اور آواز نہ نکل سکی وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھ رہا تھا ... جیسے کہہ رہا ہو ..." تم ٹھیک کہتے تھے ... یہ میرا آخری دن تھا تمہارا نہیں ..."

Scanned with CamScanner

اور پھر اس کا لرزتا ہوا جسم ساکت ہو گیا ...

"یہ دوسری دنیا کو سدھار گیا ہے۔"

"مم... مگر کیسے ... تم نے کیا کیا۔"

"وہی کیا جو اب تمہارے ساتھ کرنے والا ہوں۔"

"خبردار ... فائر کر دو ان پر۔" وہ چلّا اٹھا۔

اسی وقت پروفیسر داؤد نے شیشے کی ایک گیند اچھال دی ... ظاہر ہے ... اسے اچھالنے میں زیادہ طاقت درکار نہیں تھی ... گیند زور دار آواز کے ساتھ ہی پھٹی ... بجلی سی چمکی اور پھر دھواں پھیل گیا ... باس کے ساتھیوں کی گولیاں چلانے کی حسرت دل میں ہی رہ گئی ... وہ گرتے چلے گئے ... ادھر وہ پہلے ہی سانس روک چکے تھے ... وہ سینے کے بل رینگتے ہوئے ہال کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے اور جلد ہی دھوئیں کی حدود سے نکل آئے ...

انہوں نے اسی پر بس نہیں کی ... ہال کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئے ...

اب انہوں نے دیکھا ... یہ وہی کوٹھی ہے جس میں میجر بشیر داخل ہوا تھا ... اور اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ان لوگوں کا ٹھکانہ تھا ... باس یہیں رہتا تھا ...

انہوں نے فوراً خفیہ فورس کے کارکنوں کو اندر آنے کی ہدایت کی ... وہ فوراً ان کے پاس پہنچ گئے ... پھر دھواں چھٹتے ہی ان لوگوں نے میجر بشیر، باس اور اس کے کارکنوں کو جکڑ لیا ہے ... جب وہ ہوش میں آئے تو خود کو بندھا ہوئے پایا ... ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی ... خوف چھا گیا۔

"م ... میں ... میں نے کہا تھا باس۔"

"ہاں تم نے ٹھیک کہا تھا ... میں نے ان کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا۔"

"اور اس غلط اندازے کی بنیاد پر ہم مارے گئے ... اب تمام عمر جیل میں رہنا ہوگا یا پھر پھانسی کی سزا پائیں گے۔"

"غلط اندازے کی بنیاد پر نہیں اپنے کالے کرتوتوں کی بنیاد پر ... تم ہمیں نہ کھولتے تب بھی ہار تمہاری ہی تھی کیونکہ میرے ہاتھ میں بندھی گھڑی ایک گھڑی نہیں خاص قسم کا آلہ ہے ... یہاں ہونے والی ساری گفتگو باہر موجود میرے ساتھی سن رہے ہیں ... انہیں بہرحال اندر آنا ہی تھا اگر میں کچھ بھی کرنے کے قابل نہ ہوتا تو ان لوگوں کو پہلے ہی اشارہ کر چکا ہوتا ... میں تو دراصل تمہیں خود جواب دینا چاہتا تھا ... کیا سمجھے!"

انہوں نے عجیب سے انداز میں کہا۔

ان کے اس "کیا سمجھے" پر باس بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا ... اس کے چہرے پر حیرت پھیل گئی ... اس وقت محمود نے کہا:

"اور ابھی آپ کو اس کے نام والی چٹ بھی دکھانی ہے ... پتا تو چلے کہ یہ کون ہے ... اور آپ نے اس کی رہائش پر کنگھے میں لگے بال دیکھ کر اسے کیسے پہچان لیا تھا۔"

"اوہ ہاں! اس کی وضاحت بھی کیے دیتا ہوں ... جب میں نے کنگھے میں لگے بال دیکھے تو مجھے فوراً یاد آ گیا کہ اس قسم کے بال میں نے کس شخص کے سر پر دیکھے ہیں ... دراصل وہ بالکل بہت عجیب سے تھے ... کافی

Scanned with CamScanner

موٹے بال اور سخت سے ... ان بالوں کو دیکھ کر مجھے پہاڑی چوہے کے جسم
پر اگے کانٹے یاد آ گئے تھے ... یعنی جب میں نے اس شخص کے سر پر بال
دیکھے تو اس وقت بھی یہی خیال آیا تھا ... اور جب کنگھے میں وہی بال لگے
دیکھے تو تب بھی میں نے یہی محسوس کیا تھا ... لہٰذا میں نے جان لیا کہ وہ
شخص کون ہے ... لیکن اس وقت مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہی ان سب کا
سرغنہ یعنی باس بھی ہے ... یہ بات تو بس یہیں آ کر معلوم ہوئی جب یہ
حضرت سامنے آئے اور ان سے بات چیت ہوئی اور اس کے بالوں پر نظر
پڑی ... بس یہ ہے کل کہانی ۔''

''لیکن ابھی آپ نے نام نہیں بتایا ۔''

''میں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ اس شخص سے ہماری ملاقات اسی کیس
کے دوران پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ میں ہوئی تھی ۔''

''کیا!!'' سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا، آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

''ہاں بھئی ... یہی بات ہے ۔''

''آپ ... آپ کا مطلب ہے ... یہ پپ ... پپ ... پرو ...''

محمود کہتے کہتے رک گئے ۔

''فے ...'' فاروق کے منہ سے نکلا ۔

''سر ...'' فرزانہ بول اٹھی ۔

''یہ تو بن گیا لفظ پروفیسر۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے ۔

''اور وہاں ہماری ملاقات پروفیسر انکل کے علاوہ ایک اور پروفیسر ہی

سے تو ہوئی تھی ۔''

''اوہ ... اوہ ۔''

ان سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

O

کافی دیر خاموشی چھائی رہی...

اس دوران باس کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے گھورتے رہے ...

ایسے میں فرزانہ چونکی : ''اور وہ دفتر کا غدار؟''

''ہاں پروفیسر ... اس کا نام بھی اب آپ خود ہی بتا دو ... ورنہ ہم تو
معلوم کر ہی لیں گے ... یہ ہمارے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہو گا... ویسے تو
میں اس سلسلے میں اندازہ قائم کر چکا ہوں ۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''اور... اور وہ کیا؟ پہلے آپ اپنا اندازہ بتا دیں ... اگر آپ کا اندازہ
درست نکلا تو ان حضرات کے چہرے پر حیرت کے آثار ہی بتا دیں گے۔''

''ہاں ٹھیک ہے ... وہ آدمی مورث البانی خود تھا...''

''لیکن ابا جان یہاں ایک بات سمجھ نہیں آئی ... اگر مورث البانی ان کا
آدمی تھا تو اس نے پھر فائل کی چوری کا ڈرامہ کیوں کیا وہ اس کی کاپی
کروا کر خاموشی سے ان کو دے سکتا تھا، اس طرح اس کا نام بھی نہ آتا۔''

''بھئی دراصل بات یہ ہے کہ مورث البانی شک کی زد میں آ چکا تھا،
اور محکمہ سراغ رسانی کی نظروں میں تھا ... اس لیے ان لوگوں نے یہ ڈرامہ

Scanned with CamScanner

کیا تاکہ سارا شک مورث البانی سے ہٹ کر سنابر ریان پر چلا جائے۔"
"لیکن پھر مورث البانی کو راستے سے کیوں ہٹایا۔" محمود نے پوچھا۔
" کیوں کہ ہم لوگ درمیان میں آ گئے تھے اور ان کو شک ہوا ہو گا کہ
کہیں ہم اس سے کچھ اگلوا نہ لیں... کیوں بھئی ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں؟"
انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
" واقعی انسپکٹر جمشید ... آپ کو ماننا پڑتا ہے۔"
" چلو کوئی بات نہیں ... جیل میں چل کر مانتے رہنا ... تمہارے پاس
مانتے رہنے کی بہت فرصت ہوگی۔"
" دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر ہاتھ مارا۔
" توبہ ہے تم سے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔
اور وہ مسکرانے لگے ...
" جمشید ! ایک بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔" ایسے میں پروفیسر داؤد
کی آواز ابھری۔
" جی پروفیسر صاحب ... کون سی بات۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔
" مورث البانی کو تو اس وجہ سے مارا کہ وہ نظروں میں آ گیا تھا، مگر
میجر سرفراز نے کیا کیا تھا۔" پروفیسر داؤد نے پوچھا۔
" جیسا کہ میجر سرفراز نے پہلے خود بتایا تھا کہ وہ اپنے تاثرات پر زیادہ
کنٹرول نہیں رکھ سکتا اور اس کو شک تھا کہ ہم اس کے تاثرات سے پہچان
لیں گے کہ کوئی گڑبڑ ہے ... اسی لیے جب ہم سرحد پر گئے تو وہ ہمارے

سامنے نہیں آ رہا تھا ... اور پھر اس کو مار کر ان لوگوں نے ایک تیر سے دو
شکار کیے ... ایک تو آگے بڑھنے کے لیے ہمارا راستہ روک دیا اور دوسرا اس
کے قتل کے الزام میں ہمیں پھنسوا دیا۔" انسپکٹر جمشید کہتے چلے گئے۔
پھر انسپکٹر جمشید نے موبائل نکالا اور آئی جی صاحب کو فون کرنے لگے۔
"ہاں جمشید کیا خبر ہے، کہاں ہو؟" آئی جی صاحب نے فون اٹھاتے
ہی پوچھا۔
" سر ہم نے مجرموں کو پکڑ لیا ہے ... اب آپ سے مشورہ کرنا تھا کہ
کیا کرنا چاہیے؟" انسپکٹر جمشید بولے۔
میرا مشورہ یہ ہے کہ تم براہ راست صدر صاحب کو فون کر لو اور ان
سے وہاں آنے کی درخواست کرو جہاں تم اس وقت ہو ... اور ہاں ... اپنا
اجازت نامہ بھی بحال کروا لو۔" آئی جی صاحب نے کہا۔
"او کے سر... اور آپ تو پھر دوسرے آفیسرز کے ساتھ آ رہے ہیں نا۔"
"ہاں بالکل میں تھوڑی دیر میں پہنچتا ہوں۔" آئی جی صاحب نے کہا۔
پھر انسپکٹر جمشید نے صدر صاحب کے نمبر ڈائل کیے،
صدر صاحب نے فون اٹھاتے ہی کہا:
"غضب خدا کا جمشید ... ارے بھئی تم ہو کہاں ... گرفتاری کیوں نہیں
دے دیتے ... تم فکر نہ کرو ... میں سب ٹھیک کر لوں گا۔"
"سر اب گرفتاری دینے کی ضرورت نہیں رہی ... ہم نے اصل مجرموں کو
گرفتار کر لیا ہے ... آئی جی صاحب اور دوسرے آفیسرز بھی یہاں پہنچ رہے

Scanned with CamScanner

ہیں ...میں آپ کو پتا بتاتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ آپ بھی یہاں آ جائیں اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔" انسپکٹر جمشید کہتے چلے گئے۔

"ٹھیک ہے جمشید ... میں تمام مصروفیات منسوخ کر کے ابھی وہاں پہنچتا ہوں۔" صدر صاحب نے جلدی سے کہا۔

پھر آئی جی صاحب اور دوسرے آفیسرز حضرات پہلے وہاں پہنچے۔

پھر کچھ دیر بعد صدر صاحب بھی وہاں پہنچ گئے...

وہ انہیں ساری تفصیل سنا چکے تو صدر صاحب نے پوچھا:

" سوال یہ ہے کہ جب ساری پلاننگ پروفیسر التمش کی تھی تو اس نے وہ پلاننگ تم لوگوں کو کیوں بتا دی۔"

انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر پروفیسر التمش کی طرف دیکھا اور بولے:

"گھمنڈ سر! ... گھمنڈ ...جہاں تک میں سمجھا ہوں اور ابھی اس کی تصدیق پروفیسر کر دے گا کہ اس کے دماغ میں غرور آ گیا تھا کہ انسپکٹر جمشید جیسا سراغ رساں بھی میرا منصوبے کی ہوا نہ پا سکا ... اس لیے اس نے مزے لے لے کر اپنا پلان بتایا ... اور ہماری بے بسی دیکھ کر مزے لیتا رہا ...کیوں بھئی ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں ..." انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے پروفیسر التمش کی طرف دیکھا۔

اس نے ٹھنڈی سانس لے کر اثبات میں سر ہلایا اور سر جھکا لیا۔

اسی وقت صدر صاحب بولے:

"تمہاری معطلی کا حکم واپس لے کر اجازت نامہ بحال کیا جاتا ہے۔"

"شکریہ سر... ویسے یہ اجازت نامہ اب رہنے ہی دیں۔"

"کیوں ؟" صدر صاحب چونکے۔

"اس لیے کہ یہ آئے دن منسوخ ہوتا رہتا ہے اور جب منسوخ ہوتا ہے تو برا لگتا ہے۔"

"اب یہ کبھی منسوخ نہیں ہو گا ..." صدر صاحب نے کہا۔

اس وقت انسپکٹر جمشید نے کہا: " اگر آپ اجازت دیں تو ہم فائل کا انتقام لینا پسند کریں گے۔"

"کیا مطلب ... جمشید میں سمجھا نہیں۔"

"ہم ان سے اپنی فائل نہیں لے سکے ... اس کیس میں اس حد تک ہماری شکست بھی ہوئی ہے۔ اس لیے میں فائل کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔"

"آخر کیسے ؟"

"ہم شارجستان جائیں گے ... اور ان کی کوئی قیمتی ترین فائل اڑا کر لائیں گے۔"

"ارے باپ رے۔" فاروق بوکھلا اٹھا۔

"جمشید ... یہ کام بہت زیادہ خطرناک ہے ... میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"لیکن سر ... آپ خود سوچیں ... جب بھی ہمیں یہ فائل والا کیس یاد آئے گا ہمارے دل بجھ کر رہ جائیں گے ... مہربانی فرما کر آپ ہمیں

Scanned with CamScanner

اجازت دے دیں۔"

صدر صاحب نے چند لمحے سوچا...

پھر انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور بولے:

"اچھی بات ہے جمشید... دی اجازت... تم بھی کیا یاد کرو گے۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ!"

وہ ایک ساتھ بولے اور ہر چہرے پر خوشی پھیل گئی۔

دوسرے دن انہوں نے ایک حیرت انگیز خبر سنی...

پروفیسر جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

پہلا حصہ ختم ہوا

آخری خاص نمبر

دوسرا حصہ

فائل کی واپسی

اٹلانٹس

Scanned with CamScanner
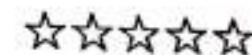
فوجی

''سر! خبریں بہت پریشان کن ہیں۔''

''وہ کیسے اودے کمار ... بیٹھو۔'' کرشنا چند نے اسے گھورا۔

کرشنا چند کی نظریں اپنے ماتحت پر جمی تھیں ...

لیکن وہ تو جیسے جواب دینا بھول ہی گیا تھا۔

''تم نے بتایا نہیں۔''

''سر! سمجھ میں نہیں آ رہا کہاں سے شروع کروں ... خیر سنیے ... ہم نے دیوان سانگا کو پورا مولوی بنایا تھا ... حلیہ بھی پورے مولوی کا بنا دیا گیا تھا اور کوئی ماہر سے ماہر سراغ رساں بھی اس دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ پڑوسی ملک کا مولوی نہیں ... پھر اسے ہم نے پڑوسی ملک منتقل کر دیا تھا ... اس نے وہاں جا کر اپنا کام شروع کر دیا تھا ... پہلے تو وہ بہت دنوں تک بیکار پھرتا رہا ... ملازمت کی تلاش کرتا رہا ... پھر اسے ایک مسجد میں نماز پڑھانے کا کام مل گیا ... وہ اس مسجد میں پانچوں نمازیں پڑھانے لگا ... یہاں تک کہ جمعے کا خطبہ بھی دینے لگا ... تقریر ایسی زوردار کرنے لگا تھا کہ چلتے لوگ بھی رک کر اس کی تقریر سننے لگتے تھے ... پھر اس نے وہیں اپنا کام مدرسہ بنا لیا ... اور وہاں

Scanned with CamScanner

دین کی تعلیم شروع کر دی ... رفتہ رفتہ اس نے اپنا اثر رسوخ بڑھایا ...
اور ایسا اس نے اپنی کرامات دکھا کر کیا ... بڑے بڑے لوگ اس کے
گرویدہ ہو گئے ... اس سے دم کرانے لگے ... جھاڑ پھونک کرانے لگے
... تعویز لینے لگے ... اس نے جو چند کرامات دکھائیں ... وہ دراصل
سائنسی شعبدے تھے ... ان کی پریکٹس اسے یہاں پہلے ہی کرا دی گئی
تھی ... لوگ ان کو کرامات خیال کرنے لگے ... اس طرح اس کی شہرت
بہت زیادہ ہو گئی ... کسی کو کبھی اس پر شک نہیں گزرا کہ وہ ہمارا
جاسوس ہے ... اس طرح ایک مدت سے ہم اس سے فائدہ اٹھا رہے
ہیں سر۔"

"مولوی بن کر تو ہمارے ہزاروں بلکہ لاکھوں ایجنٹ پڑوسی ملک
میں کام کر رہے ہیں ... وہاں کی تو ہر مذہبی جماعت میں ہمارے لوگ
کام کر رہے ہیں ... تب پھر اب کیا ہو گیا ہے ..."

"اطلاعات یہ ہیں کہ کسی طرح وہاں کی سیکرٹ سروس کو دیوان
سانگا پر شک ہو گیا ہے ... اور اس کی سراغرسانی شروع کر دی گئی
ہے۔"

"اوہو۔" کرشا چند اپنی پر تکلف کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"ہاں سر ... ابھی اس بات کا دیوان سانگا کو علم نہیں ... اب
ہمارے لیے کیا حکم ہے ... ہم اسے خبردار کر دیں یا نہ کریں ..."

"ان حالات میں تو اس کا پڑوسی ملک میں کردار ختم ہو جاتا ہے

... اسے فوراً خبردار کر دیا جائے اور واپسی کے لیے جو انتظام کیا جائے
... اس کے بارے میں اسے تفصیلات بتا دی جائیں۔"

"او کے سر۔" اووے کمار نے فوراً کہا۔

"بس تو پھر شروع کر دو کام ... اور مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ بھی
دیتے رہنا اور جب دیوان سانگا یہاں پہنچ جائے تو اسے مجھ سے بھی
ملوانا ... ہم اس سے کچھ پوچھنا چاہیں گے۔"

"او کے سر ... حکم کی تعمیل ہو گی۔"

O

ب انسپکٹر اکرام ماتھے سے پسینہ پونچھتا انسپکٹر جمشید کے کمرے میں
داخل ہوا ... اس کے چہرے پر دبا دبا سا جوش تھا:

"السلام علیکم سر۔"

"وعلیکم السلام ... آؤ اکرام ... کیا رپورٹ ہے ... ویسے میں بہت
بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"مجھے افسوس ہے سر! مجھے کسی قدر دیر ہو گئی۔"

"کوئی بات نہیں تم رپورٹ سناؤ۔"

"سر! مولانا پرویز شام کا اصل نام دیوان سانگا ہے۔"

"اوہ ... تو میرا اندازہ درست نکلا۔"

Scanned with CamScanner

"یس سر ... اس کے بارے میں آپ کی خفیہ فورس کی تمام اطلاعات بالکل درست ثابت ہوئی ہیں ... یہ شخص آج سے دس سال پہلے ایک عالم کے روپ میں نظر آیا تھا ... اس وقت یہ کسی مسجد میں امامت کی ملازمت تلاش کرتا پھرتا تھا اور اس سلسلے میں گویا در در بھٹکتا پھرتا تھا اور کوئی اسے گھاس نہیں ڈالتا تھا ... پھر آخر کار اس نے ایک مسجد میں ملازمت حاصل کر لی ... یہ قرآنِ کریم کی بہت اچھی تلاوت کر لیتا ہے ... قرآنِ کریم کا ترجمہ بھی کر سکتا ہے ... دین کے دوسرے مسائل بھی اسے معلوم ہیں ... ملازمت حاصل کرنے کے بعد اس نے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانے اور جھاڑ کرنے کا بھی کام شروع کر دیا ... آہستہ آہستہ اس کے گرد عورتیں اور مرد نظر آنے لگے ... کمزور اعتقاد کے لوگ جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈوں پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں ... ادھر اس نے لوگوں کو مشکلات کے حل بھی بتانے شروع کر دیے ... انہیں ایسی ایسی باتیں بتانے لگا جن کو سن کر لوگ حیران رہ جاتے اور دوسروں کو بتاتے کہ جو بات بابا جی نے بتائی ہے وہ تو میرے علاوہ کسی کو معلوم ہی نہیں ... اس کا مطلب ہے بابا جی کے پاس جناتی علم ہے یا کوئی علوم ہیں جن کی وجہ سے وہ یہ باتیں بتا دیتے ہیں ... اس چیز نے اس کی شہرت کو چار چاند لگا دیے ... اب بڑے بڑے سرکاری آفیسر اس کے پاس آنے لگے، ان کی بیگمات آنے لگیں ... نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ یہ ہر وقت ہجوم میں گھرا

رہتا ہے ... یہ بات مشہور ہو چکی ہے کہ بابا جی غیب کی باتیں بتا دیتے ہیں ... جو آئندہ ہونے والا ہے اس کے بارے میں خبر دے دیتے ہیں ... اور ان کی بتائی ہوئی تمام باتیں بالکل درست ثابت ہوتی ہیں۔"

"تجربہ بھی کرایا؟" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر پوچھا۔

"جی ہاں ہم نے ڈپٹی سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ کو اکثر آتے جاتے دیکھا تھا ... ان کے ایک دوست کے ذریعے معلومات حاصل کی تھیں ... انہوں نے بتایا کہ ان کے گھر میں گھر کی عورتوں کو عجیب و غریب شکلیں نظر آتی تھیں ... ان کے تعویز سے وہ نظر آنا بند ہو گئیں۔"

"میرا مطلب تھا کہ کوئی تجربہ خود سے کیا جانا چاہیے تھا۔"

"ہم نے وہ بھی کیا ہے سر۔"

"بہت خوب! اس کی وضاحت کرو۔"

"ارشد نعیم ہیں ہمارے محکمہ کے ریکارڈ کیپر ... انہوں نے جا کر ایک فرضی داستان سنائی کہ ان کے گھر میں کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں تو کبھی شکلیں نظر آتی ہیں ... جب کہ نظر کچھ بھی نہیں آتا تھا ... جب انہوں اپنی کہانی سنائی تو بابا جی دو منٹ تک آنکھیں بند کیے بیٹھے رہے ... پھر آنکھیں کھول کر بولے۔

"آپ تین دن بعد آئیں ... آپ کا معاملہ الجھا ہوا ہے ... تین دن میں رات کے وقت پڑھوں گا ... تب میرے موکل مجھے بتائیں گے کہ کیا معاملہ ہے۔"

Scanned with CamScanner

وہ 'جی اچھا' کہہ کر چلے آئے ... تین دن بعد گئے تو انہوں نے
بتایا ... آپ کی کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں آتش دان پر رکھے گلدان
میں کچھ سوئیاں لگائی گئی ہیں ... ان سوئیوں کے ذریعے جادو کیا گیا
ہے ... وہ سوئیاں نکال کر میرے پاس لے آئیں۔

انہیں یہ سن کر حیرت ہوئی ... گھر گئے، آتش ان پر رکھے گلدان کو
چیک کیا ... اس پر واقعی سوئیاں موجود تھیں ... وہ سوئیاں لے کر وہاں
گئے ... بابا جی نے سوئیاں پر کچھ پڑھ کر دم کیا اور پھر ان کو آگ میں
ڈال دیا اور اشارہ کر کے بولے کہ اب آپ کو کوئی چیز پریشان نہیں
کرے گی ... اس کام کے بابا جی نے اس سے دس ہزار روپے فیس
لے لی ... ''یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

''وہاں جو بھی جاتا ہے کیا اس کا نام پتا وغیرہ نوٹ کیا جاتا ہے۔''

''جی ہاں ... باہر اس کے چیلے بیٹھے ہیں ... ان کے پاس ایک
رجسٹر ہے ... اس میں نام پتا وغیرہ ہر چیز درج کی جاتی ہے ... فیس
بھی وہ پہلے ہی وصول کر لیتے ہیں۔''

''اس کے ساتھ جو آدمی کام کر رہے ہیں ان کے بارے میں کیا
معلوم ہوا۔''

''ان کے بارے میں معلومات جمع کی جا رہی ہیں ... یعنی کون
کون کہاں رہتا ہے۔''

''بہت خوب! آج شام میں، محمود، فاروق اور فرزانہ بھی اس کے

ہاں جائیں گے۔''

''کیا واقعی۔'' اکرام کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

''کیوں ... کیا بات ہے۔''

''وہ اس طرح ہوشیار ہو جائے گا اور شاید پھر ہم اسے پکڑ بھی نہ
سکیں گے۔''

''تم فکر نہ کرو۔''

''اچھی بات ہے سر ... کیا میں بھی میں آپ کے ساتھ چلوں۔''

''نہیں ... ضرورت ہوئی تو فون کر دوں گا۔''

''بہت بہتر سر۔''

''تم اپنا کام جاری رکھو۔''

''یس سر۔''

اور پھر انسپکٹر جمشید اٹھ کھڑے ہوئے ...

انہوں نے گھر پہنچ کر گھنٹی بجائی تو انہیں یوں لگا جیسے اندر یک لخت
شور غائب ہو گیا ہو ... یعنی اس سے پہلے بلند آواز میں بات ہو رہی
ہو ... پھر دروازہ کھلا اور محمود کی آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم ابا جان۔''

''وعلیکم السلام ... لڑ رہے تھے۔''

''جی نہیں ... صرف جھگڑ رہے تھے۔'' محمود مسکرایا۔

''چائے پی کر ہمیں ایک جگہ جانا ہے ... لہٰذا چائے پیتے ہی تیاری

Scanned with CamScanner

شروع کر دینا ... تمہیں چائے کے بعد صرف پندرہ منٹ دیئے جاتے
ہیں۔'' اندر داخل ہوتے ہوئے انہوں نے کہا۔

'' جی اچھا ... کافی ہیں۔'' محمود نے فوراً کہا۔

''السلام علیکم ابا جان ... کیا کافی ہیں محمود۔'' فرزانہ کے کان تک
صرف محمود کے الفاظ پہنچ سکے۔

'' السلام علیکم ابا جان ...''

فاروق نے کہا اور پھر فرزانہ کی طرف پلٹ پڑا:

''منٹ اور کیا ... تم اتنا بھی نہیں سمجھتیں۔''

''چلو تم تو سمجھتے ہو نا۔'' فرزانہ مسکرائی۔

بیگم جمشید چائے لگا چکی تھیں ... انہوں نے کہا:

'' تاہم آپ ابھی چائے نہیں پی سکتے۔''

''کیا مطلب ... بھلا ہم چائے کیوں نہیں پی سکتے ... جب کہ ہر
روز اس وقت چائے پینے کے عادی ہیں اور ہم وقت پر آ چکے ہیں اور
چائے بھی تیار ہے۔''

'' پروفیسر داؤد صاحب اور خان رحمان بھائی کا فون آیا تھا ... وہ
آ رہے ہیں ... انہوں نے یہ کہا تھا کہ ابھی چائے نہ پی جائے۔''

''اوہ تو یہ بات ہے ... تب پھر چائے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔''

''انہوں نے کہا تھا کہ وہ بھی ٹھیک پانچ بجے ہی پہنچ رہے ہیں۔
تاہم ایک آدھ منٹ تک کی دیر...''

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے ...

اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی تھی۔

''لیجیے! وہ آ گئے۔''

انداز چونکہ خان رحمان کا تھا اس لیے محمود نے سوچے سمجھے اور کچھ
کہے بغیر دروازہ کھول دیا ... ساتھ ہی بولا۔

''السلام علیکم انکل۔''

''وعلیکم السلام۔''

وہ یہ آواز سن کر بہت ضرور سے اچھلا ...

کیونکہ یہ آواز ...

خان رحمان یا پروفیسر صاحب کی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

فیصلہ

ان کے دروازے پر ایک ملٹری مین کھڑا تھا

"انسپکٹر جمشید صاحب؟"

"جی وہ اندر ہیں ... فرمائیے ... آپ کون؟"

"میرا نام سرجنٹ ناصر ہے ... ملٹری انٹیلیجنس آفس سے پیغام لے کر آیا ہوں۔" وہ بولا۔

"انتظار کیجئے ... میں ان کو مطلع کرتا ہوں۔"

چند لمحوں بعد واپس آ کر اس نے دروازہ کھولا اور کہا:

"تشریف لے آئیے۔" وہ اسے ڈرائنگ روم میں لے آیا...

انسپکٹر جمشید پہلے ہی ڈرائنگ روم میں آ چکے تھے۔

اندر آتے ہی اس نے انہیں زوردار سلیوٹ کیا اور بولا۔

"آپ کی فوری ضرورت ہے سر ... دفترِ خارجہ سے جو فائل اغوا ہو کر شارجستان اسمگل ہوئی تھی، اسی فائل کے سلسلے میں ایک شخص کی گرفتاری عمل میں آئی ہے ... وہ فائل کے بارے میں عجیب و غریب باتیں جانتا ہے ... یہ معاملہ چونکہ مکمل طور پر آپ سے متعلق ہے اس لیے میجر آصف ملک آپ کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔"

"میجر آصف ملک؟" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"یس سر ... آپ چاہیں تو ان سے بات کر لیں... میں موبائل پر ان کا نمبر ملا دیتا ہوں ... انہوں نے یہی ہدایت دی تھی۔"

"اچھی بات ہے ...بات کرا دیں ... بیٹھئے۔" انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔"

اس نے موبائل پر نمبر ملا کر ان کی طرف بڑھا دیا...

موبائل کان سے لگاتے ہوئے انہوں نے کہا۔

"انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں۔"

"اور میں میجر آصف ملک ہوں ... سرجنٹ ناصر نے آپ کو بتایا ہو گا کہ وہ فائل جو سرحد پار جا چکی ہے اس کے سلسلے میں ایک اور آدمی ہماری اپنی طرف پکڑا گیا ہے ... ہمارا ہی فوجی ہے ... سرحد پار کسی سے اس سلسلے میں بات کر رہا تھا کہ اس کی گفتگو ٹیپ ہو گئی ... اب وہ ہمارے قبضے میں ہے ... اس سلسلے میں چونکہ معاملہ مکمل طور پر آپ کے ہاتھ میں ہے ... اس لیے میں نے مناسب جانا ... آپ سے اس کی بات کرا دی جائے۔"

"آپ نے اچھا کیا ... ہم لوگ آ رہے ہیں۔"

"بہت شکریہ۔" آصف ملک بولے۔

انہوں نے موبائل فوجی کی طرف بڑھا دیا اور بولے۔

"ہم چند منٹ تیار ہونے میں لگائیں گے۔"

Scanned with CamScanner

"کوئی بات نہیں سر۔"

"آپ چائے پییں گے۔"

"سر! میں چائے نہیں پیتا۔"

"اچھی بات ہے ... آپ بیٹھیے ہم ابھی آتے ہیں۔"

اور وہ چاروں اٹھ کر اندرونی کمرے میں آ گئے۔

"تم لوگوں کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"معاملہ مشکوک ہے۔"

"بالکل ... یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس شخص نے خان رحمان کے انداز میں گھنٹی کیسے بجا دی تھی ..." انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"ہو سکتا ہے یہ ایک اتفاق ہو، اس شخص کے گھنٹی بجانے کا انداز بھی ان کے جیسا ہو۔"

"ہاں یہ ہو سکتا ہے ... بہرحال اب جانا تو ہو گا۔"

"اور انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کا کیا کریں۔"

"ان کا موڈ ہوا تو ساتھ چلیں گے ..."

ایسے میں گھنٹی ایک بار پھر بجی ...

اس مرتبہ بھی انداز خان رحمان کا تھا ...

"لو! تمہارے انکل بھی آ ہی گئے ... تم انہیں یہیں لے آؤ۔"

"جی اچھا۔" محمود گیا اور ان دونوں کو اندر لے آیا ...

ان کے چہرے پر حیرت نظر آئی ... اندر آتے ہی خان رحمان

بولے۔

"کیا معاملہ ہے ... جمشید۔"

انہوں نے مختصر طور بات انہیں بتا دی۔

"پھر کیا تم وہاں جاؤ گے۔"

"جانا ہو گا۔"

"لیکن پہلے آصف ملک کے بارے میں کیوں نہ اطمینان کر لیں۔" خان رحمان نے کہا۔

"اوہ! یہ ٹھیک رہے گا۔"

خان رحمان نے موبائل نکالا اور اپنے ایک دوست کے نمبر ملائے ... وہ فوج میں اعلیٰ درجے پر تھے ... ان کی آواز سنتے ہی بولے۔

"خان رحمان بات کر رہا ہوں۔"

"آہا میرے دوست ... کیا حال ہے۔"

"اللہ کا شکر ہے ... آپ سے کچھ معلومات لینی ہیں۔"

"ہاں ہاں کہیے۔"

"سرحد پر اس وقت کوئی میجر آصف ملک بھی ہیں ان دنوں۔"

"میجر آصف ملک۔" انہوں نے سوچنے کے انداز میں کہا۔

"ہاں ... میجر آصف ملک۔"

"میں پتا کر کے بتاتا ہوں ... آپ لائن پر رہیں۔"

"اچھی بات ہے ..."

Scanned with CamScanner

پھر ایک منٹ بعد ان کی آواز سنائی دی ... وہ کہہ رہے تھے:

''آصف ملک ڈیوٹی پر ہیں اور وطن دوست ہیں۔''

''نہیں ... بس اتنی معلومات کافی ہیں۔''

''اچھی بات ہے۔'' یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

''آصف ملک کی طرف سے تو ہو گیا اطمینان لیکن ...'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''جب اطمینان ہو گیا تو پھر آپ یہ لیکن کہاں سے لے آئے۔''

''ایسے خانے سے جہاں اور بہت سے لیکن موجود رہتے ہیں۔'' انہوں نے مسکرا کر کہا۔

انہیں بھی مسکرانا پڑ گیا، پھر محمود نے کہا۔

''چلیے پھر ... اپنے اس لیکن کی وضاحت کر دیں۔''

''ہو سکتا ہے کہ میجر آصف ملک کو معلوم ہی نہ ہو کہ کسی کو ان کا نام لے کر ہماری طرف بھیجا گیا ہو تاکہ ہم سرحد پر پہنچ جائیں اور کچھ خفیہ لوگ اچانک ہمارے سامنے آ جائیں ...''

''اس بات کا امکان ہے ... لیکن ہمیں جانا تو بہرحال پڑے گا۔''

''تو پھر بسم اللہ کریں۔''

وہ تیار ہو کر صحن میں آ گئے ...

وہاں موجود سرجنٹ ناصر کافی بے چین نظر آ رہا تھا۔

''شکر ہے آپ آ گئے ... میجر صاحب کہیں مجھ پر نہ بگڑیں۔''

''اللہ نے چاہا تو نہیں بگڑیں گے ... چلیے۔''

باہر ملٹری جیپ کھڑی تھی اور خان رحمان کی گاڑی بھی کھڑی تھی۔

''ہم اپنی گاڑی پر چلتے ہیں ... آپ جیپ پر آگے چلیں۔''

''سر! ہم آپ لوگوں کو واپس پہنچا دیں گے۔'' اس نے کہا۔

''نہیں بھئی ... ہمارے اصول کے خلاف ہے ... جائیں گے ہم اپنی گاڑی پر۔'' انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

یہ سن کر اس کی آنکھوں میں الجھن نظر آئی۔

''میجر صاحب نے ہدایت دی تھی کہ آپ لوگوں کو جیپ پر لایا جائے ... وہ مجھ پر بگڑیں گے۔''

''ضرور پوچھ لیں ... انہیں بتا دیں کہ ہم تو اپنی گاڑی پر ہی آئیں گے۔''

''اچھی بات ہے۔''

اس نے موبائل پر میجر کے نمبر ملائے ... سلسلہ ملنے پر بولا:

''سر! یہ حضرات اپنی گاڑی پر آنا چاہتے ہیں ... کہہ رہے ہیں کہ یہ ان کے اصول کے خلاف ہے۔''

دوسری طرف کی بات سن کر وہ ان کی طرف مڑا اور بولا۔

''میجر سر کہہ رہے ہیں کوئی حرج نہیں، اپنی گاڑی پر آ جائیں۔''

''چلیے پھر۔''

اور وہ روانہ ہوئے ... بیگم جمشید نے دروازہ بند کرنے سے پہلے

Scanned with CamScanner

ان کی طرف دیکھا...

ایسے میں نہ جانے کیوں بیگم جمشید نے قدرے گھبراہٹ محسوس کی۔

انہوں نے فوراً موبائل نکالا اور ان کا نمبر ڈائل کیا...

ابھی وہ موڑ نہیں مڑے تھے کہ گھنٹی بج اٹھی...

انہوں نے چونک کر موبائل نکالا اور بیگم کا نام دیکھ کر بولے:

"ہاں کیا بات ہے۔"

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں... آپ گاڑی سے اتر کر یہاں آئیں۔ بچوں کو بھی لے آئیں... باقی حضرات وہیں ٹھہریں۔"

"اچھا۔" انہوں نے کہا اور بچوں کی طرف مڑے۔

"تمہاری امی کا کوئی بات یاد آ گئی ہے... وہ تم سے کچھ کہنا چاہتی ہیں... آؤ ان کی بات سن لیں... خان رحمان اور پروفیسر آپ یہیں ٹھہریں۔"

"اچھی بات ہے۔"

فوجی کی گاڑی ان سے آگے تھی... انہیں رکتے دیکھ کر وہ بھی رک گیا تھا... پھر جب اس نے انہیں نیچے اترتے دیکھا تو وہ بھی فوراً نیچے اتر کر ان کے پاس آیا...

"خیر تو ہے... آپ رک کیوں گئے۔"

"ہم ابھی آتے ہیں... ان کی والدہ کو ان سے کچھ کام ہے... آپ جیپ میں بیٹھیں..."

"اچھی بات ہے..." اس نے کہا اور جیپ کی طرف مڑ گیا۔

وہ واپس اپنے گھر کے دروازے پر آئے...

بیگم جمشید دروازہ تھوڑا سا کھولے کھڑی تھیں... ان کے آنے پر انہوں نے دروازہ کھول دیا اور وہ اندر داخل ہو گئے۔

"ہاں بیگم... خیر تو ہے۔"

"مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ لوگوں کے خلاف جال بچھایا گیا ہے۔"

"ایسا تو اکثر ہوتا ہی رہتا ہے بیگم۔"

"ہاں لیکن آج مجھ پر گھبراہٹ کیوں سوار ہے... میں رنج کیوں محسوس کر رہی ہوں... مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے آپ لوگ واپس نہیں آ سکیں گے۔"

"ارے ارے... یہ محسوس کر رہی ہو بیگم..." وہ گھبرا گئے...

محمود فاروق اور فرزانہ بھی پریشان ہو گئے۔

"ہاں میں یہی محسوس کر رہی ہوں اور میرے محسوسات غلط نہیں ہو سکتے... لہٰذا۔" وہ کہتے کہتے رک گئیں۔

"لہٰذا کیا۔"

"آپ اس فوجی کے ساتھ نہ جائیں... انکار کر دیں۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو بیگم۔"

"اگر آپ نہیں رک سکتے تو پھر پہلے حفاظتی انتظامات کر لیں..

Scanned with CamScanner

اپنی فورس کو اپنے پیچھے لگا کر لے جائیں جو خفیہ طور پر آپ کا تعاقب کرے۔"

"اچھی بات ہے ... تمہارے اطمینان کے لیے میں تمہارے سامنے ہی یہ کام کر دیتا ہوں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

اور پھر انہوں نے خفیہ فورس کے انچارج کو نمبر دبا دیا ...

فوراً ہی اس کی آواز سنائی دی۔

"سر!"

"میں تینوں بچوں، خان رحمان اور پروفیسر صاحب کے ساتھ سرحد کی طرف جا رہا ہوں ... میرا خیال ہے کہ وہاں ہمارے لیے کوئی جال بچھایا گیا ہے ... تم دور رہ کر نگرانی کرتے رہنا ... میری گھڑی آن رہے گی۔"

"ویری ویل سر۔"

"لیکن صدیق علی ... وہ سرحد ہے ... سوچ سمجھ کر دخل دینا۔"

"ٹھیک ہے سر ... ہم عقل اور ہوش سے کام لیں گے۔"

"شکریہ۔" یہ کہہ کر انہوں نے موبائل بند کر دیا اور بیگم جمشید کی طرف مڑے ...

"ہاں بیگم ... اب تمہارے دل کی کیا کیفیت ہے۔"

"گھبراہٹ ابھی موجود ہے۔"

"اوہو اچھا ... خیر ... اب میں ایک اور کام کرتا ہوں۔"

اب انہوں نے خان رحمان کے نمبر ملائے ... اور ان سے کہا۔

"خان رحمان ... تم بھی ذرا یہاں آ جاؤ۔"

"اور پروفیسر آپ؟"

"انہیں جیپ میں رہنے دو۔"

"اچھی بات ہے۔"

خان رحمان بھی ان کے پاس پہنچ گئے۔

"آج میری بیگم گھبراہٹ محسوس کر رہی ہیں ... ان کا کہنا ہے کہ انہیں محسوس ہو رہا ہے ہم خیریت سے واپس نہیں آئیں گے۔"

"ارے باپ رے ..."

"کیا ہوا خان رحمان ... گھبرا گئے۔"

"نن نہیں ... گھبرایا بالکل نہیں۔" وہ اور زیادہ گھبرا کر بولے۔

"تب پھر ... آواز سے تو لگتا ہے ... تم اس قدر گھبرا گئے ہو کہ کیا کبھی پہلے کسی موقع پر گھبرائے ہو گے۔"

"وہ بات یہ ہے جمشید ... بھابھی نے بھی تو زندگی میں پہلی بار ایسی بات کہی ہے ... میں تو اپنے بچوں سے مل کر آیا ہی نہیں ... جونہی پیغام ملا ... بس گھر سے نکل گیا۔"

"لیکن خان رحمان! اب ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ پہلے تمہارے گھر جائیں اور تم بچوں سے ملاقات کرو ... اور پھر پروفیسر

Scanned with CamScanner

صاحب جائیں اور شائستہ سے ملیں ... فوجی بھائی ہمارا انتظار کر رہا ہے
اور بے چینی سے سر جیب سے نکال کر ادھر بار بار دیکھ رہا ہے ...
گویا ہمارا اس طرح رکنا اسے بے چین کر رہا ہے ... اور وہ بات رہی
جاتی ہے... جس کے لیے میں نے تمہیں بلایا تھا۔"
"چلو پہلے تم وہ بات بتا دو۔"
"تم نے ابھی جس دوست کو فون کیا تھا اس سے دوبارہ بات کرو
اور صورتِ حال بتا دو ... دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔"
"اچھی بات ہے۔"
خان رحمان نے پھر اپنے دوست کو فون کیا ...
ان کا نام کرنل عباسی تھا
"خیر تو ہے ... خان رحمان صاحب۔" ادھر سے آواز آئی۔
خان رحمان نے پہلے صورتِ حال بتائی اور پھر بولے۔
"ہم لوگ محسوس کر رہے ہیں ... سرحد پر ہمارے خلاف کوئی جال
بچھایا گیا ہے، اس سلسلے میں آپ کیا مدد کر سکتے ہیں۔"
"شاید میں کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ میں بھی ریٹائرڈ آدمی ہوں۔"
"خیر کوئی بات نہیں۔" یہ کہہ کر انہوں نے موبائل بند کر دیا۔
"میرا خیال ہے ہم راستے میں غور کر لیں گے کہ ہم کس سے مدد
لے سکتے ہیں۔"
"اچھی بات ہے..." انہوں نے کہا، پھر بیگم جمشید سے بولے۔

"بیگم اللہ پر بھروسہ رکھو ... اور دعا کرو۔"
بیگم جمشید نے تینوں بچوں کو گلے سے لگایا ... پھر انسپکٹر جمشید سے
بھی ہاتھ ملایا ... اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ...
وہ بے چین ہو گئے، کیونکہ آج تک ایسا نہیں ہوا تھا۔
آخر انسپکٹر جمشید نے بیگم جمشید کی کمر پر تھپکی دی اور بولے۔
"ہمیں جانا تو بہرحال پڑے گا ... معاملہ اس فائل کا ہے جو
ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے ... سرحد پر اب اس کے بارے میں کوئی
نئی بات سامنے آئی ہے اسی لیے ہمیں بلایا جا رہا ہے ..."
"میرا خیال ہے کہ ہمیں آئی جی صاحب کو بھی بتا دینا چاہیے۔"
فرزانہ نے تجویز پیش کی۔
"ہاں یہ مناسب رہے گا ..."
اب انہوں نے آئی جی صاحب کے نمبر ملائے ...
ادھر سے فوراً ہی کہا گیا۔ "ہاں جمشید ..."
انہوں نے جلدی جلدی صورتِ حال بتائی اور خاموش ہو گئے۔
"تم میجر آصف سے کہہ سکتے تھے کہ تم اس طرح سرحد پر نہیں آ
سکتے ... وہ اپنے محکمے یعنی ملٹری انٹیلیجنس کے سربراہ سے بات کریں اور
ان کے سربراہ مجھ سے بات کریں ... اگر یہ کوئی جال ہے تو محکمے کے
سربراہ کی طرف سے کال نہیں آئے گی ... اور اگر کال آ گئی تو تمہیں
گرین سگنل دے دوں گا۔"

Scanned with CamScanner

"آپ کا مطلب ہے کہ فی الحال میں جانے سے انکار کر دوں۔"

"بالکل ... وہ براہِ راست مجھ سے رابطہ کریں یا کسی سے بات کریں ... پھر ہم دیکھیں گے۔"

"اچھی بات ہے ... میں بات کرتا ہوں۔"

فون بند کر کے وہ خان رحمان سے بولے:

خان رحمان ... تم ایسا کرو کہ جا کر سرجنٹ ناصر سے کہہ دو کہ ہم اس کے ساتھ نہیں جائیں گے ... ہمارے محکمے نے ہمیں روک دیا ہے ... اور یہ کہ اب ہمارے اس کے ساتھ جانے کی بس ایک صورت ہے کہ ملٹری انٹیلیجنس کے سربراہ براہِ راست ہمارے محکمہ سراغ رسانی کے آئی جی صاحب سے بات کر کے اجازت لیں۔"

"اچھی بات ہے ..." خان رحمان یہ کہہ کر گھر سے باہر چلے گئے۔

انسپکٹر جمشید گہری سوچ میں گم تھے۔ باقی لوگ بھی خاموش تھے۔

اور پھر ایک تیز آواز نے سناٹے کو توڑ ڈالا۔

یہ آواز کسی اور کی نہیں ... سرجنٹ ناصر کی تھی۔

☆☆☆☆☆

آنے والا

سرجنٹ ناصر اس قدر زور سے چلایا تھا کہ آواز انسپکٹر جمشید کے گھر تک بھی پہنچ گئی تھی ... وہ سب دوڑ کر خان رحمان کے پاس پہنچ گئے۔

"کیا ہوا خان رحمان۔" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

"کک ... کچھ نہیں ... میں نے تو ان سے صرف یہ کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ نہیں جا رہے تو بس ... یہ اس قدر زور سے چلا اٹھے۔"

"کیوں جناب! اس قدر زور سے چلانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ جواب سنوں گا ... اس لیے چلا اٹھا ... آپ نہیں جانا چاہتے تو نہ جائیں ... میں میجر آصف کو بتا دیتا ہوں ... پھر جو وہ کہیں گے میں کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

اس نے فوراً موبائل نکالا ... بٹن دبایا اور کان سے لگایا ... سلسلہ ملتے ہی اس نے کہا:

"سر یہ لوگ میرے آنے کے لیے تیار نہیں ... پہلے تیار تھے ... لیکن پھر نہ جانے کیا ہوا کہ انہوں نے اپنا فیصلہ بدل لیا ... ان کا کہنا ہے پہلے ہمارے ملٹری انٹیلیجنس کے چیف ان کے محکمے کے آئی جی سے

Scanned with CamScanner

بات کریں ... اگر وہ انہیں حکم دیں گے تب یہ جائیں گے کیونکہ ان کے خیال میں درست طریقہ یہی ہے۔''

وہ چند لمحے دوسری طرف کی بات سنتا رہا ... پھر فون بند کر کے اس نے کہا:

''ہمارے چیف آپ کے آئی جی سے بات کر رہے ہیں۔''

''یہ بہت اچھی بات ہے ... انہوں نے مسکرا کر کہا۔

جلد ہی سرجنٹ ناصر کے موبائل کی گھنٹی بجی ...

اس نے دوسری طرف کی بات سنی اور ان سے بولا۔

''ابھی آپ کے آئی جی صاحب کا فون آ جاتا ہے آپ کو۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' اس نے گردن کو جھٹکا مارا۔

'' اور یہ آپ نے جھٹکا کیوں مارا'' انسپکٹر جمشید نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

''یہ میری عادت ہے۔'' وہ بولا۔

اسی وقت ان کے فون کی گھنٹی بجی ...

فون آئی جی صاحب کا تھا... وہ کہہ رہے تھے:

'' جمشید میری بات ہو گئی ہے ... تم بے فکر ہو کر جا سکتے ہو۔''

''بہت بہتر سر!''

فون بند کر کے وہ سرجنٹ ناصر کی طرف مڑے۔

''چلیے بھئی ... ہم آپ کے ساتھ چل رہے ہیں۔''

سرجنٹ ناصر مسکرا دیا ... انہوں نے اس کی مسکراہٹ کو حیران ہو کر دیکھا ... انہیں یوں لگا جیسے وہ بہت خوفناک انداز میں مسکرایا ہو۔

لیکن اب وہ رک نہیں سکتے تھے۔

سرجنٹ ناصر نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کی اور آگے بڑھا لے گیا ... وہ اس کے پیچھے چلے ...

''آپ کی خفیہ فورس۔'' فرزانہ نے پوچھا۔

''وہ ہم سے کچھ ہی فاصلے پر ہیں ... لیکن نظر نہیں آئیں گے۔''

''اچھی بات ہے۔''

شہری حدود میں ان کا سفر آدھ گھنٹے تک جاری رہا ... پھر سرحدی علاقہ شروع ہو گیا ... انہیں تین چار جگہ شناخت کے لیے رکنا پڑا ... فوجی اپنا کارڈ دکھاتا رہا اور وہ آگے بڑھتے رہے ... آخر اگلی گاڑی ایک عمارت میں داخل ہو گئی ...

یہ عمارت سرحد کے بالکل ساتھ ہی واقع تھی اور اس کی چھت پر آلات بھی تھے ... اسی وقت انسپکٹر جمشید نے نمبر ایک کو میسج کیا:

''ساتھ ہو نا صدیق علی۔''

''یس سر۔''

''شناخت سے کیسے نکلے۔''

''آپ جانتے ہی ہیں۔'' وہ بولے۔

Scanned with CamScanner

"بہت خوب!"

انہوں نے دیکھا ... سرجنٹ ناصر جیپ سے اتر چکا تھا اور انہیں اترنے کا اشارہ دے رہا تھا۔

وہ اپنی گاڑی سے اتر آئے ... انہوں نے دائیں بائیں نظریں دوڑائیں ... اور فوجی کے پیچھے چل پڑے ... عمارت کا دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا تھا ... اور اس پر اندر اور باہر دونوں طرف مسلح فوجی چوکس کھڑے تھے۔

فوجی انہیں ایک کمرے میں لے آیا ... کمرے میں کوئی نہیں تھا۔

"یہ کیا ... یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

"آپ یہاں تشریف رکھیں، میٹنگ اندر ہو رہی ہے، میں آپ کی آمد کی اطلاع دیتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اس کے بعد وہ اندر والے کمرے میں چلا گیا۔

"جمشید اب تو مجھے بھی گھبراہٹ محسوس ہونے لگی ہے۔" ایسے میں پروفیسر داؤد بولے۔

"پتا نہیں کیا ہو گیا ہے ... آج گھبراہٹ کو جسے دیکھو ہوئی جا رہی ہے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"اللہ کا شکر ہے۔" محمود جلدی سے بولا۔

"کس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا۔" فرزانہ نے اس کی طرف دیکھا

"اس پر کہ فاروق کی بھی آواز سنائی دی ... ورنہ آج تو یوں لگ رہا تھا کہ جیسے منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر گھر سے نکلے ہیں حضرت۔"

"اب بے چاری گھنگھنیوں کا زمانہ کہاں رہا۔"

ایسے میں اندرونی دروازے پر وہی فوجی نمودار ہوا۔ اس نے کہا "آیئے۔"

"ہم نے آپ کا نام نہیں پوچھا۔" انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

"اوہ اچھا ... میرا نام ہے ... شابان خان۔"

"شکریہ شابان خان ... ہم جانتے ہیں آپ کا اس سلسلے میں کوئی قصور نہیں۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب ... کس سلسلے میں۔"

"ہمیں یہاں تک لانے میں ... ہم جانتے ہیں ہم اندر جا کر پھنسنے والے ہیں ... اور اگر ہم چاہیں تو اس وقت بھی خود کو بچا سکتے ہیں ... لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے تیل دیکھیں گے تیل کی دھار دیکھیں گے۔"

"تو دیکھتے رہیں میں نے کب روکا ہے۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"بھئی واہ آپ تو ایک پل میں بدل گئے۔" فاروق نے حیرت ظاہر کی۔

"ابھی آپ نے دیکھا ہی کیا ہے ... اور یہ جو آپ کہہ رہے ہیں نا کہ آپ چاہیں تو اب بھی خود کو پھنسنے سے بچا سکتے ہیں تو یہ آپ کی

Scanned with CamScanner

بھول ہے بلکہ خام خیال ہے ... آپ کی اس خفیہ فورس کو بھی اس وقت تک گھیرے میں لیا جا چکا ہے۔"

"اوہو اچھا ... کمال ہے ... آپ کو یہ بھی معلوم ہے۔"

" یہ پوچھیں مجھے کیا معلوم نہیں ... انہوں نے آپ کو لانے کے لیے کسی عام آدمی کو نہیں بھیجا تھا ... بس اس سے جان لیں۔"

"کیا جان لیں۔" فاورق نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا ... اب اسے اس پر سخت غصہ آ رہا تھا۔

"یہ کہ میں کوئی عام آدمی نہیں ہوں ... بلکہ ابھی تو آپ لوگوں کو اندر جا کر اور حیرت ہو گی۔"

" میں پہلے ہی لکھ کر اپنی جیب میں رکھ چکا ہوں ... اپنے گھر میں تیار ہونے کیلئے جب میں اندر گیا تھا تو میں نے ایک کاغذ پر لکھ کر رکھ لیا تھا ... لہذا تم یہ شیخی نہ بگھارو کہ ہماری لاعلمی میں تم ہمیں یہاں لے آئے ہو ... اور جب میری بیگم نے مجھے بلایا تھا اس وقت بیگم نے تو بعد میں محسوس کیا تھا، میں پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا ... یقین نہ ہو تو میری جیب میں کاغذ نکال کر پڑھ لو ... اب رہی بات کہ ہم اس وقت بھی یہاں سے نکل جانا چاہیں تو نکل سکتے ہیں ... اپنا یہ راز تو ہم بتانے سے رہے۔ ہاں جانے کا پروگرام ہوتا تو ضرور جا کر دکھاتے۔"

" ہرگز ایسی بات نہیں کہ تم نے کچھ اندازہ لگا لیا ہو۔" اس نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا تو ہے ... اندر جانے سے پہلے میری جیب میں سے کاغذ نکال کر دیکھ لو۔"

"تو تم خود کاغذ نکال کر نہیں دے دیتے۔"

"کوئی اعتراض نہیں ... یہ لو پڑھ لو۔" انہوں نے جیب سے کاغذ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا ... اس نے کاغذ لیا اور کھول کر پڑھا ... فوراً ہی اس کا رنگ اڑتا نظر آیا۔

"کیوں اڑ گیا نہ رنگ ... اب کہو تو یہ بھی بتا دوں کہ تم ہی اس ساری مہم کے انچارج ہو ... یعنی ہمیں سرحد پار پہنچانے کی ذمے داری تمہیں سونپی گئی تھی .. آصف ملک بھی تمہارا ساتھی ہے ... غدار ہے۔"

یہ الفاظ سن کر وہ زور سے اچھلا ...

اب اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔

"کہو تو یہ بھی بتا دوں کہ ..."

" بس خاموش ... اندر چلو ... اگر تم نے اندر کے بجائے باہر جانے کی کوشش کی تو سامنے سے آنے والی گولیوں کی بوچھاڑ تمہارا مقدر ہو گی۔"

" ارادہ نہیں ہے باہر جانے کا۔" انہوں نے منہ بنایا۔

" چلو پھر اندر ... اندر جانے کا ارادہ تو ہے نا۔"

"ہاں بالکل۔"

اور پھر وہ اندر والے کمرے میں داخل ہو گئے ...

Scanned with CamScanner

اندر کا منظر ہولناک تھا ... وہاں شارجستان کے فوجی افسران بیٹھے نظر آئے ... ان کے وطن کے کچھ فوجی عہدیدار بھی وہاں بیٹھے تھے ... ظاہر ہے یہ سب کچھ ان غداروں کی وجہ سے ہو رہا تھا۔

جونہی وہ اندر داخل ہوئے اور ان کے پیچھے شابان خان داخل ہوا ... اندر موجود سب لوگ ادب سے کھڑے ہو گئے ... ساتھ ہی ان کے منہ سے نکلا:

"سر! آپ نے تو کمال کر دیا ... ہم نہیں سمجھتے تھے ... آپ انہیں اس قدر آسانی سے لے آئیں گے۔"

"لیکن انسپکٹر جمشید کا کہنا کچھ اور ہے۔" شابان خان نے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ...؟" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اس وقت تک شابان خان کمرے کے درمیان براجمان ایک مستطیل میز کے آخری سرے پر رکھی شاہانہ کرسی پر بیٹھ چکا تھا ... ادھر وہ بیٹھا ... ادھر سب بیٹھ گئے ... البتہ وہاں ان کے لیے کوئی کرسی نہیں تھی۔

"ان کا کہنا ہے ... انہوں نے ہماری سازش اور چال پہلے ہی بھانپ لی تھی۔"

"یہ ان کی بہانہ بازی ہے۔"

"انہوں نے مجھے ایک کاغذ دیا ہے جیب سے نکال کر ... اس پر لکھا ہے ... میں نے اندازہ لگا لیا ہے یہ فوجی ہمارے ملک کا نہیں،

شارجستان کا جاسوس ہے اور یہ ہمیں پھانسنے کے لیے آیا ہے ... ہمیں سرحد پار لے جانے ... لیکن جانتے بوجھتے ہم وہاں جائیں گے۔"

"حیرت ہے ... انسپکٹر جمشید کا اندازہ درست تھا اور حیران کن بھی لیکن یہ فیصلہ زیادہ حیران کن ہے کہ جانتے بوجھتے شارجستان جانے پر تیار ہے۔" ان میں سے ایک نے بلند آواز میں کہا۔

"ہاں بس میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ تم لوگوں کے منصوبے کے مطابق شارجستان پہنچ جاؤں۔"

"تمہاری یہ خواہش پوری ہو گی لیکن ابھی ہمیں ایک ساتھی کا انتظار ہے ... جب تک ہمارا وہ ساتھی نہیں آ جاتا اس وقت تک ہم سرحد پار نہیں کریں گے۔"

"تو کیا ہم اس وقت تک یہاں کھڑے رہیں گے۔"

"انسپکٹر جمشید ... اگر تم اور تمہارے ساتھی بیٹھنا چاہیں تو اس کمرے کا یہ فرش حاضر ہے۔" شابان خان ہنسا۔

"اچھی بات ہے ... بیٹھ جاؤ بھئی ... اور محسوس نہ کرو... میں پہلے ہی اصل بات بھانپ چکا تھا ... تمہاری امی سے بھی پہلے ... لیکن میں تم لوگوں کو بتا کر فکر مند نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

"ابا جان یہ سننے کے بعد کہ آپ کا پروگرام تو خود ہی سرحد پار جانے کا تھا ... اب ہماری ساری فکر اور پریشانی دور ہو گئی ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ مسکرائے۔

Scanned with CamScanner

"ویسے کیا خیال ہے، کیا میں انہیں تھوڑا سا اور حیران نہ کر دوں۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جی کیا مطلب ... یعنی ابھی آپ انہیں اور زیادہ حیرت زدہ کر سکتے ہیں؟" فاروق مارے حیرت کے چلا اٹھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔"

"ان سے پوچھ لیں ... کہیں یہ برا نہ مان جائیں۔" فاروق نے شابان خان کی طرف اشارہ کر کے فوراً کہا اور وہ مسکرانے لگے ...

ادھر شابان خان نے منہ بنایا۔

"تم اور کیا حیران کرو گے ... بس ہو چکے ہم جتنا ہونا تھا۔"

"تمہارے وہ ساتھی کب آئیں گے۔ میں یہ بات اس کے سامنے بتانا پسند کروں گا۔"

"وہ ... وہ تو بس ..."

شابان خان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔

اسی وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔

☆☆☆☆☆

سانگا

انہوں نے دیکھا ایک مولانا اندر چلے آ رہے تھے ...

ان کے چہرے پر بہت بھری بھری داڑھی تھی ... یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی بہت بڑے عالم ہوں ... شابان خان اسے دیکھتے ہی چہکا۔

"لو وہ آ گئے تھا جن کا انتظار ... مولانا پروفیسر شام۔"

"ہیلو شابان خان ... کیا حال ہے ... کیا تیاری مکمل ہے۔"

"ہاں بالکل مولانا ... یہ لوگ نظر آئے آپ کو۔"

اب وہ ان کی طرف مڑا۔

"انسپکٹر جمشید، محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور پروفیسر داؤد ... بہت خوب یہ ہوئی نا بات ... ان لوگوں کی وجہ سے مجھے اس ملک سے جانا پڑ رہا ہے ... بہت مزہ رہے گا ... یہ لوگ بھی ساتھ جا رہے ہیں ... اور زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ اب یہ وہیں رہیں گے ... واہ ... مزہ آ گیا۔"

"اور انسپکٹر جمشید کا ایک دعویٰ ہے۔"

"میں جانتا ہوں ... یہ دعوے کرنے کے بہت شوقین ہیں ... اپنے دعوے چٹوں پر لکھ کر جیب میں رکھ لیتے ہیں اور پھر شو مارتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

مجھے تو پہلے ہی یہ بات معلوم تھی ... اب ظاہر ہے انہوں نے یہ کہا ہو گا کہ اس پروگرام کے بارے میں انہیں پہلے ہی معلوم تھا ... یہی نا۔''

''ہاں بس یہی سمجھ لیں ... ویسے ان کا یہ دعویٰ درست نکلا ہے کہ یہ میری حیثیت تو پہلے ہی جان گئے تھے ... میں ان کے پاس ایک پیغامبر فوجی کی حیثیت سے گیا تھا ... لیکن مجھے دیکھ کر اور مجھ سے بات چیت کر کے بعد انہوں نے جب تیاری کے لیے مہلت مانگی تو اس مہلت کے دوران انہوں نے کاغذ کی ایک چٹ پر لکھ کر رکھ لیا تھا ایک پیغامبر فوجی نہیں ہوں ... بلکہ اس سارے منصوبے کا انچارج ہوں۔''

''اوہو کیا واقعی۔'' مولانا شام کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''جی ہاں ... اس بات کے گواہ تو خیر ہم سب ہیں ... ان کی یہ مہارت تو ماننا پڑے گی ... اس کے بعد یہ کہہ رہے تھے کہ میں آپ لوگوں کو اور زیادہ حیرت زدہ کر سکتا ہوں۔''

'' اوہ ... بھئی واہ ذرا میں بھی تو سنوں یہ اور زیادہ حیرت زدہ کس طرح کر سکتے ہیں۔'' مولانا شام نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

''بتائیے انسپکٹر جمشید ... آپ کیا بتانا چاہتے ہیں۔''

''میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مولانا شام کا راز اب راز نہیں رہا ... مولانا شام دراصل مولانا شام نہیں ... دیوان سانگا ہیں ... شارجستان کے مشہور و معروف سراغ رساں ... جس طرح ہمارے ملک میں ہماری شہرت ہے ... شارجستان میں ان کی شہرت ہے ... اور ان

کا راز کھل جانے کے بارے میں تم لوگوں کو بھی رپورٹیں مل چکی ہیں، اس لیے فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ اس ملک سے انہیں فارغ کر کے واپس شارجستان بھیج دیا جائے ... میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔''

'' نہیں ... بات تو درست ہے ... لیکن یہ سن کر ہمیں اور زیادہ حیرت نہیں ہوئی ... کیونکہ یہ باتیں تو ہمیں معلوم ہیں۔''

'' حیرت ہے کہ آپ کو اس بات پر حیرت نہیں ہوئی ... جبکہ ہونی چاہیے تھی ... میرا خیال ہے آپ لوگ بات کی تہہ تک نہیں پہنچے۔''

'' خیر ... تم ہمیں بات کی تہہ تک پہنچا دو انسپکٹر جمشید ... ہم بات کی تہہ میں پہنچ کر خوشی محسوس کریں گے۔'' مولانا شام یعنی دیوان سانگا نے پھر مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

''سنو ... جب مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے ... تو پھر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں چلا آیا ... یعنی میں نے جان بوجھ کر خود کو اور اپنے ساتھیوں کو تم لوگوں کے قبضے میں کیوں نہیں آنے دیا ... کیا یہ بات حیرت کی نہیں۔''

'' بالکل نہیں ... تم نے سوچا ہے کہ وہاں جا کر وزارت خارجہ کے دفتر سے اڑائی گئی فائل کا انتقام لو گے ... ہم نے تمہارے ملک کی ایک اہم فائل اڑائی ہے اور اسی فائل سے ہمیں یہ پتا چلا تھا کہ دیوان سانگا کا راز کھل چکا ہے ... اب تم بدلے میں ہمارے ملک سے راز اڑانا چاہتے ہو ... یہی سوچا ہے نا تم نے۔''

Scanned with CamScanner

’’تو کیا یہ بات تم لوگوں کیلئے حیرت کی نہیں۔‘‘

’’ہاہاہا... نہیں ... یہ تمہاری عادت ہے ... لیکن اس مرتبہ حالات مختلف ہیں... تمہارے ملک ہی میں تمہاری چال کو بھانپ لیا گیا ہے... اور یہیں تمہیں قابو کر لیا گیا ہے ... لہٰذا تم وہاں جا کر کیا کر لو گے... تم تو یہیں پھنس چکے ہو۔‘‘

’’تم نے سنا محمود فاروق فرزانہ ... یہ کیا کہہ رہے ہیں۔‘‘

’’جی ہاں سن لیا ... ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے ... ہمیں اپنا کام کرنا ہے اور انہیں اپنا۔‘‘

’’یہی تو بات ہے کہ تم اس بار کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہو... اور پھر مولانا شام... میرا مطلب ہے دیوان سانگا تو اکیلے تم سب پر بھاری ہیں ... تم لوگوں کو ان کے قبضے میں دیا جا رہا ہے۔‘‘

’’یہ اور اچھا ہے ... اس شخص کو شکست دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوگا۔‘‘ انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

’’آپ نے سنا دیوان سانگا، انسپکٹر جمشید نے کیا کہا ہے۔‘‘

’’اسے کہتے ہیں کھسیانی بلی کھمبا نوچے ... انسپکٹر جمشید اندازہ لگا چکے ہیں کہ یہ بہت برے پھنس گئے ہیں ... لہٰذا ادھر ادھر کی ہانک کر کام چلائیں گے اب یہ ... باقی ہماری سرزمین پر پہنچتے ہی انہیں پتا چل جائے گا کہ یہ کتنے پانی میں ہیں ... انہیں معلوم نہیں ... ہمارے ملک میں ان کے استقبال کی زبردست تیاریاں شروع ہیں۔‘‘

’’کیا مطلب؟‘‘ ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

’’ملک میں یہ خبر دے دی گئی ہے کہ انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور انہیں اس طرف لایا جا رہا ہے ... لہٰذا لوگ تم لوگوں کا شایانِ شان استقبال کرنا چاہتے ہیں ... شایان شان سمجھتے ہو نا ... ہاہاہا ... خیر سمجھ ہی جاؤ گے ... ہم نے یہ بات بھی مشہور کر دی ہے کہ یہ ساری منصوبہ بندی دراصل دیوان سانگا جی کی ہے ... لہٰذا اس استقبال میں دیوان سانگا آگے آگے چلیں گے ... قوم دونوں فریقوں کا ایک ہی وقت میں استقبال کرے گی ... کیوں کیسی رہے گی۔‘‘

’’وہ بات دراصل یہ ہے کہ ...‘‘ انسپکٹر جمشید نے کہنا چاہا اور پھر کہتے کہتے رک گئے۔

’’ہاں ہاں کہیں ... بات دراصل کیا ہے ...؟‘‘

’’تم نہیں جانتے ... ہمارے بارے میں جب یہ اطلاعات انسپکٹر کامران مرزا تک پہنچیں گی تو وہ ہماری مدد کو آئیں گے۔‘‘

’’ہاہاہا۔‘‘ وہ ہنسا۔

’’غالباً اب آپ اس ہنسی کا مطلب بتائیں گے۔‘‘ انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

’’کیوں نہیں ... وہ پہلے ہی ہماری قید میں ہیں ... تم لوگوں سے پہلے ان پر قابو پایا گیا ہے اور تمہاری ان سے ملاقات وہیں ہو گی۔‘‘

Scanned with CamScanner

''اوہ اوہ۔'' مارے حیرت کے انسپکٹر جمشید چلا اٹھے ...
ان کے ساتھ ہی ان کے ساتھیوں پر بھی گویا بجلی گری تھی۔

''اب اگر یہ بات درست ہے اور انسپکٹر کامران مرزا کو وہاں پہلے ہی پہنچا دیا گیا ہے تو پھر ہم اپنے سارے پروگرام یہیں بند کر رہے ہیں ... اب جو ہو گا وہیں ہو گا۔''

''کیا مطلب۔'' دیوان سانگا نے زوردار انداز کہا۔

''کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں مولانا عرف دیوان سانگا۔''

''تم لوگوں کا یہاں کیا کرنے کا ارادہ تھا۔''

''ہم یہیں تم سے دو دو ہاتھ کرنے کا ارادہ کر چکے تھے لیکن اب نہیں۔ اب ہم تمہارے ساتھ شارجستان جا کر پہلے اپنے ساتھیوں کو چھڑائیں گے اور پھر فائل کا نقصان بھی پورا کریں گے۔''

''اور تمہاری خواہش کے عین مطابق ہم تمہیں لے جا رہے ہیں۔''

''اچھی بات ہے پروفیسر۔'' انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں شاہان خان کی طرف دیکھ کر کہا۔

''کیا مطلب ... تم نے مجھے پروفیسر کہا۔'' شاہان خان چونکا۔

''ہاں تو اس میں کیا حرج ہے۔''

''لل ... لیکن کیوں کہا۔''

''میری جیب میں ایک چٹ اور ہے۔'' اس بار ان کا لہجہ سرد ہو گیا ... ان کے اپنے ساتھی بھی چونکے بنا نہ رہ سکے۔

''ایک اور چٹ۔'' شاہان خان کے منہ سے عجیب سی آواز نکلی۔

''ہاں ایک اور ... یہ لو دوسروں کو دکھائے بغیر بس تم پڑھ لو ...''
انسپکٹر جمشید نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا اور چٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دی ... شاہان خان نے چٹ لے کر پڑھی اور پھر وہ بہت زور سے اچھلا۔

اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک زوردار دھماکہ ہوا۔
وہ اچھل کر گرے اور بے ہوش ہوتے چلے گئے۔

O

آنکھ کھلی تو ایک جیل جیسے سلاخوں والے کمرے میں تھے۔
انہوں نے جلدی جلدی اِدھر اُدھر دیکھا لیکن انسپکٹر کامران مرزا پارٹی نظر نہ آئی۔

''یہاں تو وہ لوگ نہیں ہیں۔'' فرزانہ بڑبڑائی۔

''انہیں کہیں اور رکھا گیا ہو گا۔'' محمود بولا۔

''اب پتا نہیں ہمیں یہاں کب کیسے لایا گیا ہے۔'' فاروق کی آواز بے جان سی تھی۔

''مجھے معلوم ہے۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''کیا کہا ابا جان ... آپ کو معلوم ہے۔'' محمود چلا اٹھا۔

Scanned with CamScanner

''ہائیں ... یہ آواز تو اپنے محمود کی ہے۔'' یہ آواز آصف کی تھی۔

''ارے ... یہ کیا ... فاروق آصف کی آواز میں تم بولے ہو۔'' فرزانہ چلائی۔

''میرا دماغ نہیں چلا کہ آصف کی آواز میں بات کروں جب کہ میں اپنی آواز میں بات کرنے کے لیے آزاد ہوں۔'' فاروق نے کہا۔

''ہے کوئی تک۔'' محمود نے بھنا کر کہا۔

''کس بات میں۔'' دوسری طرف سے آفتاب کی آواز سنائی دی۔

''فاروق کی بات میں۔'' محمود نے کہا۔

''اس کی بات میں پہلے کب کوئی تک کی بات ہوتی ہے جو اب ہو گی ... یہ تو ویسے بھی جیل ہے جیل ... اور جیل بھی ہمارے دشمن ملک شارجستان کی۔''

''لیکن تم ہو کہاں۔'' محمود نے ہانک لگائی۔

''ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ اپنی خبر نہیں آتی ...'' آفتاب نے گنگنانے کے انداز میں کہا۔

''چلو اچھا ہے ... عیش کرو۔''

''کیا کہہ رہے ہو بھئی ... جیل میں عیش؟'' فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاں کیوں ... اصل عیش تو جیل میں ہی ہوتی ہے ... کوئی کام

کاج نہیں کرنا پڑتا ... بس آرام ہی آرام۔''

''دھت تیرے کی ... توبہ ہے تم سے۔'' محمود نے تلملا کر کہا۔

''انگارے کیوں چبا رہے ہو بھائی ... سردی کا موسم تو نہیں ہے ... گرمی شروع ہو چکی ہے۔'' آصف نے جیسے خبردار کیا۔

''انکل کی آواز سنائی نہیں دے رہی۔'' محمود نے بے چینی کے محسوس کرتے ہوئے کہا۔

''انہیں تیز بخار ہے ... یہ بے رحم لوگ بخار کی حالت ہی میں لے آئے ... ہم نے ان سے کہا بھی تھا۔'' آفتاب کہتے کہتے رک گیا۔

''کیا کہا تھا؟''

''یہ کہ ... بھائی انہیں بخار ہے پھر کسی وقت آ کر لے جانا ہمیں... لیکن ان لوگوں نے ایک نہیں سنی ... خیر کوئی بات نہیں ہم بھی ...'' آفتاب نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''ہم بھی کیا؟''

''جب ہماری باری آئے گی تو ہم بھی ان کی ایک نہیں سنیں گے۔'' آفتاب نے کہا۔

''کوئی شک نہیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''میں نے پوچھا تھا ... تم ہو کہاں۔''

''ہم شاید تم لوگوں کے ساتھ والی کوٹھری میں ہیں۔'' آصف بولا۔

''درمیانی دیوار پر ہاتھ مارو ...ابھی پتا چل جائے گا کہ دونوں

Scanned with CamScanner

کوٹھریوں کے درمیان ایک دیوار ہے یا دو دیواریں۔''
''اچھی بات ہے ... تم بھی کیا یاد کرو گے۔'' آصف نے کہا اور
دیوار پر ہاتھ مارا۔
دھمک سے انہوں نے جان لیا کہ وہ ساتھ والی کوٹھری میں تھے۔
''لیکن انہوں نے ہم سب کو ایک کوٹھری میں کیوں نہیں رکھا۔''
آفتاب بولا۔
''اب آئیں گے تو پوچھیں گے یہ بات۔'' فاروق نے فوراً کہا۔
عین اس وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی ... اور پھر کچھ
لوگ ان کی کوٹھری کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔
''کھولو۔'' ایک آواز سنائی دی ...
انہوں نے فوراً جان لیا کہ آواز دیوان سانگا کی تھی ... نظریں
اٹھائیں تو وہ اب تک مولانا شام کے روپ میں تھا ... مطلب یہ کہ
اس نے اپنے وطن میں آ کر بھی اپنا میک اپ ختم نہیں کیا تھا۔
دروازے کے باہر کلاشن کوفوں والے چوکس کھڑے تھے ... انہوں
نے ان سب کو عین نشانے پر لے رکھا تھا ... درمیانی فاصلہ اتنا تھا کہ
اگر وہ کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کریں تو وہ نہایت آسانی سے انہیں
نشانہ بنا سکتے تھے۔
''کیا حال ہے دوستو!'' دیوان سانگا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
''اللہ کا شکر ہے۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''جیل میں آنے پر پریشانی تو نہیں ہوئی۔'' دیوان سانگا ہنسا۔
''نہیں جیلیں ہم نے بہت دیکھ رکھی ہیں۔''
''یہ اچھی بات ہے ... اچھا ویسے ہماری پوری قوم نے ایک فرمائش
کی ہے۔''
''فرمائش ... کیا مطلب ... ہم سمجھے نہیں۔'' محمود نے چونک کر کہا۔
''بھئی فرمائش کا مطلب تو فرمائش ہی ہوتا ہے۔''
''میرا مطلب ہے ... کیا فرمائش کی ہے انہوں نے۔''
''تم لوگوں کا لڑائی کا فن دیکھنا چاہتے ہیں۔''
''ہم سمجھے نہیں۔''
''ہمارے ملک کے کچھ سورما ہیں ... تمہارا مقابلہ ان سے کرایا
جائے گا ... فری سٹائل کشتی ہو گی ... کوئی قید نہیں کوئی پابندی نہیں ...
کوئی راؤنڈ شاؤنڈ نہیں ... بس لڑنا ہے اور لڑنا ہے ... جب تک ایک
پارٹی دوسری پارٹی کو زمین نہ دکھا دے ہار جیت کا فیصلہ نہیں ہو گا۔''
''اس کا کیا فائدہ ہو گا۔''
''تم لوگوں کو نہیں ہم لوگوں کو فائدہ ہو گا ... دارالحکومت میں
ہمارے ملک کا سب سے بڑا اسٹیڈیم ہے ... یہ مقابلہ اس میں ہو گا ...
بس یوں سمجھ لیں سارا شہر اور آس پاس کے شہروں سے بھی لوگ یہ
مقابلہ دیکھیں گے اور اس پر بھاری ٹکٹ رکھا جائے گا ... یہ مقابلہ مفت
نہیں دکھایا جائے گا۔'' اس نے جلدی جلدی کہا۔

Scanned with CamScanner

’’اس طرح تمہارا ملک تو بے شک کافی دولت حاصل کرے گا... ہمیں کیا فائدہ ہو گا۔‘‘

’’اگر تم یہ مقابلہ جیت گئے تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے ... ویسے بھی تمہارے ملک کی حکومت زور شور سے تم لوگوں کی رہائی کا مطالبہ کر رہی ہے ... ہو سکتا ہے اس مقابلے کے نتیجے میں تمہاری حکومت سے ایک دو باتوں کے وعدے لے کے ہم تم کو رہا کر دیں۔‘‘

’’ٹھیک ہے ہم ان مطالبات پر غور کریں گے۔‘‘

’’بہت خوب!‘‘

یہ کہہ کر دیوان سانگا کوٹھری سے نکل گیا...

پھر انسپکٹر کامران مرزا والی کوٹھری کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

’’انسپکٹر کامران مرزا ... بخار کیا کا حال ہے۔‘‘

’’میری فکر چھوڑو ... اپنی بات کرو۔‘‘ ان کی آواز سنائی دی۔ آواز سے قدرے کمزوری کا اظہار ہو رہا تھا ... حالانکہ انہوں نے پوری کوشش کی تھی آواز کو ہشاش بشاش رکھنے کی ...

’’آج ہم کسی اور ڈاکٹر کو بھیجیں گے ... آپ نے مقابلے کی بات تو سن لی ہو گی ... بخار کی وجہ سے آپ تو لڑ نہیں سکیں گے لیکن آپ کے بچوں کو تو لڑنا ہو گا ... سمجھے آپ!‘‘

’’بس ... سمجھ گیا۔‘‘ انہوں نے کہا۔

’’او کے ... پورے ملک میں مقابلے کا اعلان آج ہی شروع ہو

جائے گا ... میں چلتا ہوں۔‘‘ اور وہ باہر نکل گیا۔

’’ارے ہاں سنیے! کیا آپ ہم پر ایک مہربانی نہیں کر سکتے۔‘‘ فاروق نے چلا کر کہا۔

’’تو اتنا گلا پھاڑنے کی کیا ضرورت ہے۔‘‘

’’معاف کیجیے گا ... میرا خیال تھا، آپ کے کانوں تک میری آواز نہیں پہنچے گی۔‘‘

’’کیوں... کیا میں اونچا سنتا ہوں۔‘‘

’’یہ بات نہیں...‘‘

’’تو پھر؟‘‘ دیوان سانگا نے جھلا کر کہا۔

’’میں اونچا سمجھتا ہوں۔‘‘

’’ہے کوئی تک اس بات کی۔‘‘ دیوان سانگا نے چلا کر کہا۔

’’اب آپ کیوں چلائے ... گلا پھاڑنے کی کیا ضرورت تھی۔‘‘

’’اوہ واقعی ... خیر حساب برابر ہو گیا۔‘‘ اس نے جلدی سے کہا،

’’ہائیں یہ کیا ...‘‘ فرزانہ کے منہ سے نکلا ... اس کے چہرے پر بلا کی حیرت کے آثار صاف نظر آئے تھے ...

انسپکٹر جمشید نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا اور بولے:

’’اپنی باتیں اپنے پاس سنبھال کر رکھو ...‘‘ یہ کہتے ہوئے انہوں نے برا سا منہ بنایا۔‘‘

’’جج ... جی اچھا۔‘‘ فرزانہ ہکلائی۔

Scanned with CamScanner

"یہ کیا انسپکٹر ... تم اپنی باتوں میں لگ گئے ... ہم جا رہے ہیں ... جونہی پروگرام طے ہوا ... تم لوگوں کو بتا دیا جائے گا ... اور ہاں انسپکٹر جمشید ... مجھے افسوس ہے تم لوگوں کو ہمارے ملک کے قیمتی راز اڑانے کا اس بار کوئی موقع ہاتھ نہیں آئے گا ... کیونکہ تمہارے سر پر میں موجود ہوں ... اور میری رہائش اس جیل سے ملی ہوئی ہے ... میں جس وقت چاہوں ... تم لوگوں کو چیک کر سکتا ہوں ... یوں بھی جیل میں خفیہ کیمرے نصب ہیں ... ذرہ بھر نقل و حرکت بھی نوٹ ہو رہی ہے ... میں نہیں سمجھتا کہ تم ان حالات میں کوئی کامیابی حاصل کر سکو گے ... اسی لیے ہم نے یہ مقابلہ رکھا ہے تاکہ دونوں ملکوں کے حالات خراب نہ ہوں ... اور ہم تم لوگوں کو سرحد کے دوسری طرف جانے دیں ... اس طرح تم اپنے ملک میں خوش ... ہم اپنے ملک میں خوش۔"

"تب پھر ہمیں لانے کی کیا ضرورت تھی آپ کو۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"ہمارے ملک کو تو دراصل مجھے اس طرف لانا تھا ... یہ اطلاعات مل چکی تھیں کہ تمہیں مجھ پر شک ہو گیا ہے اور تم میرے گرد جال بچھا رہے ہو ... بس فیصلہ کیا گیا کہ اب میرا کام یہاں کی حد تک ختم کر دیا جائے اور واپس بلا لیا جائے ... اب ظاہر ہے تم تعاقب کرتے ... اس سے یہ بہتر خیال کیا گیا کہ تمہیں اپنے ساتھ کیوں نہ لے جایا جائے ... بس پھر ہم نے منصوبہ ترتیب دے ڈالا ... کیا یہ ہماری بہت

بڑی فتح نہیں ہو گی کہ میں ادھر آ گیا ... اس فائل سمیت اس سے پہلے نہ جانے تمہارے ملک کو کتنے نقصان پہنچائے ہیں میں نے ... ہماری حکومت تو مجھے بہت بڑے اعزاز سے نوازنے کا پروگرام بنا رہی ہے ... اور رہ گئے تم ... تمہیں ادھر جا کر ذلت نصیب ہو گی ... تمہارا خوب مذاق اڑے گا ... اسے کہتے ہیں ... برابر کی ٹکر ... دراصل آج تک تمہارے مقابلے بہت کمزور لوگوں سے ہوئے ہیں ... وہ جسمانی طور پر تو کمزور تھے ہی عقل کے میدان میں بھی تم سے بہت پیچھے تھے ... پہلی بار تمہیں کسی صحیح طاقتور سے واسطہ پڑا ہے ... تم بھی کیا یاد رکھو گے۔"

یہ کہہ کر وہ لگا جانے ... عین اس وقت انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اگر ہم مقابلہ جیت گئے تو تم ہمیں سرحد پار پہنچا دو گے ... اور اگر ہم مقابلہ ہار گئے۔"

"اس صورت میں تم لوگ رنگ سے باہر ہی نہیں آ سکو گے ... کون چھوڑے گا تمہیں۔" اس کے لہجے میں شدید نفرت در آئی اور پھر وہ سب چلے گئے ... ان کے جانے کے بعد وہ سب چند منٹ تک خاموش رہے ... پھر فرزانہ کی آواز ابھری۔

"ابا جان! آپ نے مجھے اس وقت کیوں۔"

"فرزانہ کی بچی ... میں تمہارے ایک دھپ دوں گا ... منہ کے بل گرو گی ... ہاں۔" انسپکٹر جمشید اس قدر خوفناک لہجے میں غرائے کہ

Scanned with CamScanner

سب کانپ گئے ...
انہوں نے انسپکٹر جمشید کو آج تک اس روپ میں نہیں دیکھا تھا ...
لیکن پھر اچانک ایک حیرت انگیز بات ہوئی۔

☆☆☆☆☆
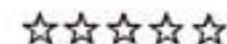
جھڑپ

انسپکٹر جمشید تیزی سے فرزانہ کی طرف بڑھے تھے اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا تھا۔

"مم ... مجھے معاف کر دو میری بچی ... میرا دماغ بہک گیا تھا ... شاید یہ جیل کا اثر ہے ... یا پھر ان لوگوں نے ہمیں کسی دوا کے انجکشن لگائے ہیں ... جب ہم بے ہوش تھے اس وقت انہیں ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں تھا ... امید ہے تم مجھے معاف کر دو گی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ابا جان ... مجھے شرمندہ نہ کریں ... شاید میری دماغی رو بہک گئی تھی ... میں فضول بات پوچھنے چلی تھی ..."

"وہ تو خیر تم اب بھی پوچھ سکتی ہو ..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی نہیں میں اب کچھ نہیں پوچھنا چاہتی ... وہ ایک اوٹ پٹانگ بات میرے ذہن میں آئی تھی ... لگتا ہے میرے دماغ پر بھی جیل کے ماحول کا اثر ہو گیا ہے ... خیر چھوڑیں ... مقابلے کی تیاری کے بارے میں بات کریں ..."

"بھلا ہم جیل میں ہوتے ہوئے کیا تیاری کر سکتے ہیں۔"

"اور ہم دیوان سانگا سے تو یہ کہنا بھی بھول گئے کہ وہ کم از کم

Scanned with CamScanner

ہمیں ایک کوٹھری میں تو بند کر دیں ... الگ الگ کوٹھری میں تو ہمیں یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم ایک دوسرے سے میلوں دور ہیں۔''

''میلوں دور ہیں ... لیکن آوازیں پھر بھی سن رہے ہیں۔''

آفتاب کی آواز سنائی دی اور وہ مسکرانے لگے۔

''کم ازکم اس کوٹھری میں تو مقابلے کی تیاری نہیں ہو سکتی ... کیا خیال ہے ابا جان۔''

''دیکھا جائے گا ... جب کوئی آئے گا اس وقت یہ بات اس کے سامنے رکھیں گے۔''

''ابا جان ... یہاں ہونے والی بات چیت تو سنی جا رہی ہو گی۔''

''ہاں بالکل سنی جا رہی ہے ... میں کوشش کرتا ہوں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے بلند آواز میں کہا:

''مسٹر دیوان سانگا ... آپ ہماری باتیں سن رہے ہیں ... اگر سن رہے ہیں تو مہربانی فرما کر ہمیں دو کوٹھریوں کی بجائے ایک میں کر دیں ... اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے ...''

''آپ لوگ بھی کیا یاد کریں گے کس رئیس سے پالا پڑا تھا۔''

دیوان سانگا کی ہنسی سنائی دی ...

اور پھر کلاشن کوفوں والے وہاں آ موجود ہوئے ...

ان کی نگرانی میں دونوں کوٹھریوں کے دروازے کھولے گئے ...

انسپکٹر کامران پارٹی کو باہر آنے کا اشارہ کیا گیا ... جب وہ باہر آ گئے

تو انہیں ساتھ والی کوٹھری میں داخل ہونے کے لیے کہا گیا۔

''اللہ کا شکر ہے ... ہم ایک کوٹھری میں تو آئے۔'' آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

''سب سے پہلے تو انکل کامران مرزا کا حال پوچھنا چاہیے۔''

وہ ان کے گرد جمع ہو گئے ... سب نے انہیں چھو کر دیکھا ... ان کا جسم گرم تھا۔

''بخار کب سے ہے ان کو ... اور یہاں کب لایا گیا۔''

''ہمیں یہاں ایک ہفتہ ہو گیا ... سرحد پر فوجی آفیسر کے ذریعے بلوایا گیا تھا اور پھر وہیں سے بے ہوش کر کے یہاں پہنچا دیا گیا ... اس روز بھی ابا جان کی طبیعت خراب تھی اور اسی روز سے خراب ہی چلی آ رہی ہے ... ان لوگوں نے نہ تو کسی ڈاکٹر سے چیک کرایا نہ کوئی دوا بھجوائی۔''

''خیر کوئی بات نہیں ... اب ہمارے ساتھ پروفیسر انکل ہیں ... یہ علاج کر لیں گے انکل کا ...''

''لل ... لیکن بھئی میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔'' پروفیسر داؤد گھبرا گئے۔

''لیکن آپ کے پاس ایسی بہت سی چیزیں اور دوائیں ہوتی ہیں۔''

''ہاں ہوتی ہیں ... لیکن اس وقت کچھ بھی پاس نہیں ہے ... ان لوگوں نے تلاشی کے دوران سب کچھ نکال لیا تھا۔''

''تو کیا ہم دیوان سانگا صاحب سے یہ بات نہیں کہہ سکتے۔''

Scanned with CamScanner

"نن ... نہیں ... مم ... میرے لیے اس سے درخواست نہ کرنا۔"
انسپکٹر کامران مرزا گھبرا گئے۔

"اوکے ... ہم نہیں کریں گے ... آپ پریشان نہ ہوں۔"

"اور دوستو! دشمن کے ہاتھوں یہ ہماری دوسری شکست ہے ... پہلی شکست یہ ہوئی تھی کہ وہ فائل اڑا لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا... دوسری شکست یہ کہ دیوان سانگا فرار ہو کر یہاں پہنچ گیا اور ہم کچھ بھی نہیں کر سکے ... یہ لوگ تیسری شکست ہمیں لڑائی کے میدان میں دینا چاہتے ہیں۔"

"لیکن انکل! اس میں ہمارا کیا قصور۔"

"ہمارا قصور نہ سہی لیکن ہماری فوج میں غدار بہت ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فوج کی نگرانی حکومت نہیں کر سکتی اور نہ ہی محکمہ سراغ رسانی ... فوج والے کہتے ہیں کہ ہم اپنی نگرانی کے لیے خود ہی کافی ہیں ... لیکن کوئی بھی اپنی نگرانی خود نہیں کر سکتا ... اس لیے فوج میں اعلیٰ عہدوں تک غیر ملکی جاسوس گھس چکے ہیں ... اب چونکہ وہ فوج کے اعلیٰ افسران ہیں اس لیے ان کا کوئی ماتحت کیسے اپنے افسران کی جاسوسی کر سکتا ہے ... مطلب یہ کہ جب تک ہم اپنے ملک کو غداروں سے پاک نہیں کر لیں گے اس وقت تک ایسی سازشوں سے نہیں بچ سکیں گے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں ... اگر ہمیں یہاں سے نکلنا نصیب ہو گیا تو

اپنی فوج میں غداروں کے خاتمے کی مہم کا آغاز کریں گے۔"

"یہی ہے علاج۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"اب یہ اور بات ہے کہ ہم یہاں سے اپنے وطن واپس نہ جا سکیں اور یہ مہم ہماری زندگی کی آخری مہم ثابت ہو۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کمزوری سی آواز میں کہا۔

"آپ بخار کی وجہ سے ایسی بات کہہ گئے... ورنہ آپ نے زندگی میں کبھی بھی مایوسانہ بات نہیں کہی۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"اوہ ... معافی چاہتا ہوں۔"

عین اس وقت کوٹھری میں آواز گونجی۔

"آج شام چار بجے دیوان سانگا تم لوگوں سے اپنی رہائش گاہ پر ملنا چاہتے ہیں ... تیار رہنا۔"

"رہائش جیل کے ساتھ ہی تو ہے۔"

"ہاں لیکن ان کی رہائش گاہیں ایک نہیں، مختلف مقامات پر ہیں۔"

"ٹھیک چار بجے شام... تم میرے پاس ہو گے۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی۔

O

چار بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے کہ کوٹھری کے دروازے کے

Scanned with CamScanner

سامنے کلاشنکوفوں والے آ کھڑے ہوئے ... پھر لمبے قد کا ایک شخص آیا
... اس نے حوالات کے نگرانوں کو اشارہ کیا ... ان میں سے ایک نے
تالا کھول دیا ... اب انہیں باہر نکلنے کا اشارہ کیا گیا ...
وہ خاموشی سے باہر آ گئے۔
"دیکھو ... میرا نام اروڑا ہے ... میں غصے کا بہت خراب ہوں ...
اگر تم نے ذرا سی بھی کوئی آئیں بائیں شائیں کرنے کی کوشش کی تو
پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ اروڑا کیا ہے۔"
"کیا ہم آپ سے کچھ بھی نہیں پوچھ سکتے۔" محمود نے منہ بنایا۔
"ضرور پوچھ سکتے ہو۔" اس کی سرد آواز سنائی دی۔
"آپ دیوان سانگا کے ماتحت ہیں یا ان کے آفیسر۔"
"میں ان کا ایک بہت ادنیٰ سا ماتحت ہوں۔"
"تب پھر انہوں نے تو اس لہجے میں بات نہیں کی۔"
"یہ ان کی عادت ہے ... میں نے تمہیں اپنی عادت بتائی ہے۔"
"اچھی بات ہے ... ہم خیال رکھیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی
سے کہا ... اس خیال سے کہ کہیں وہ پھر سے باتیں نہ شروع کر دیں
جب کہ وہ جلد از جلد دیوان سانگا کے پاس پہنچ جانا چاہتے تھے۔
"ویسے میری ایک خواہش ہے ... کاش۔" اس نے سرد آہ بھری۔
"کیسی خواہش۔" فرزانہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔
"میں سر کے سامنے بتاؤں گا۔" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"چلیے پھر ... وہاں تو ہم چل ہی رہے ہیں۔"
اور حوالات سے ان کا پیدل سفر شروع ہوا ... دیوان سانگا کی
رہائش کا ایک دروازہ حوالات میں کھلتا تھا ...
یہ دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی۔
"کیا دیوان سانگا کا اس حوالات سے خاص تعلق ہے۔"
"اس حوالات میں رکھے ہی صرف وہ لوگ جاتے ہیں جن کی
گرفتاری ان کے ذریعے عمل میں آتی ہے تاکہ وہ جب چاہیں آسانی
سے ان سے بات کر سکیں گے۔"
"لیکن ہماری گرفتاری ان کے ذریعے تو عمل میں نہیں آئی۔"
"جب وہ دشمن ملک کے جاسوسوں کی نظروں میں آ گئے اور جب
ان کی گرفتاری یقینی ہو گئی تب حکومت نے فیصلہ کیا کہ انہیں واپس
بلا لیا جائے ... شابان خان نے ان نے واپسی کے سلسلے میں ایک
پروگرام ترتیب دیا کہ انہیں سرحد کے ذریعے ادھر بلا لیا جائے ...
تمہارے ملک کی سرحد پر موجود کچھ فوجی آفیسر ہماری مدد کرتے ہیں ...
جب ضرورت ہوتی ہے ہم ان سے رابطہ کرتے ہیں ... سرحد کے ہی
آفیسر ہمارے کام آ رہے ہیں۔"
"اوہ۔" انسپکٹر جمشید کے منہ سے زور دار انداز میں نکلا ...
محمود فاروق فرزانہ نے صاف محسوس کر لیا کہ یہ اوہ مصنوعی تھا۔
"چلو ... اگر ہم ایک سیکنڈ بھی لیٹ ہو گئے دیوان صاحب کا پارہ

Scanned with CamScanner

چڑھ جائے گا۔"

"دیر تو آپ کر رہے ہیں۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

اور پھر وہ تیزی سے قدم اٹھانے لگے ... یہاں تک کہ اپنی کوٹھی کے لان میں بیٹھا دیوان سانگا انہیں نظر آنے لگا ...

اسی وقت وہ ان کی طرف مڑا۔

"آپ لوگ آ گئے بہت خوب۔ یہ ملاقات میری بہت بڑی خواہش تھی ... اروڑا آج کی تاریخ میں یہ ہمارے مہمان ہیں ... ان کیلئے چائے کے ساتھ بہترین چیزیں لائی جائیں ... سنا ہے یہ ٹھیک پانچ بجے شام چائے پیتے ہیں سو میں بھی آج پانچ بجے چائے پیوں گا ... لیکن تمہارے چہرے پر اس قدر نفرت کیوں برس رہی ہے اروڑا۔" دیوان سانگا یہ کہتے ہوئے ہنسا۔

"میں تو ان کا جنم جنم کا دشمن ہوں۔" اروڑا بھی ہنسا۔

"لیکن اس وقت یہ ہمارے مہمان ہیں۔"

میں چائے کا انتظام کرتا ہوں سر۔"

یہ کہتے ہوئے اروڑا مڑنے لگا ... لیکن دھڑام سے گرا۔

"ارے ارے ... کیا ہوا مسٹر اروڑا۔" فاروق بوکھلا اٹھا۔

اروڑا زخمی سانپ کی طرح بلا کی تیزی سے پلٹا ... ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی تیزی سے گھوم گیا ... اس نے یہ ہاتھ فاروق کے چہرے پر مارنے کے لیے گھمایا تھا ... فاروق یکلخت نیچے بیٹھ گیا اور اس کا ہاتھ

اوپر سے گزر گیا ...

"ہائیں ... اروڑا یہ کیا ... یہ میرے مہمان ہیں بھئی ... کم از کم آج کی شام۔" دیوان سانگا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ نہیں جانتے سر۔" وہ سانپ کی طرح پھنکارا۔

"اور میں کیا نہیں جانتا۔"

"انسپکٹر جمشید کے اس شریر لڑکے نے میری ٹانگ میں اڑائی تھی ... اسی لیے میں گرا تھا۔"

"اوہ ... انسپکٹر جمشید ... آپ اپنے بچے کو سمجھائیں۔" دیوان سانگا ان کی طرف مڑا۔

"فاروق بری بات ہے۔"

"آپ نہیں جانتے ابا جان۔" فاروق نے ہنسا۔

"میں نہیں جانتا؟ کیا نہیں جانتا۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"روڑا نے میری کمر میں چٹکی کی تھی ... جواب میں اگر میں نے ٹانگ اڑا دی تو کیا ہو گیا۔"

"اوہ ... مسٹر روڑا ... تم نے میرے بیٹے کا جواب سن لیا۔"

"میرا نام روڑا نہیں ... اروڑا ہے۔" وہ چیخا۔

"اوہ مجھے نہیں معلوم تھا ... دراصل فاروق نے دو بار روڑا کہا تھا ... اس لیے میں سمجھا یہی نام ہے آپ کا۔"

"نہیں ... میں اروڑا ہوں اور میں اس لڑکے کو سزا دیے بغیر نہیں

Scanned with CamScanner

رہوں گا ... سر ... مجھے اجازت دیں۔"

"نہیں اروڑا ... آج شام یہ میرے مہمان ہیں ... شام کے بعد جب یہ حوالات میں چلے جائیں گے تو تم اپنا بدلہ لے لینا۔"

"اجازت ہے سر۔"

"ہاں بالکل ہے!"

"لیکن جناب ہمیں یہ بات منظور نہیں۔" ایسے میں فاروق بول اٹھا

"کیا مطلب؟"

"میں چاہتا ہوں ... یہ اپنا بدلہ اسی وقت لے لیں ... یعنی جواب میں یہ مجھے گرا دیں۔" فاروق نے پرسکون آواز میں کہا۔

"آپ نے سنا سر ... یہ لڑکا کیا شیخی بگھار رہا ہے۔"

"لیکن اروڑا ... یہ مہمان۔"

"سر! یہ خود اجازت دے رہے ہیں۔"

"اچھا خیر ... اب یہ بات ہے تو پھر یونہی سہی۔" دیوان سانگا نے گویا اروڑا کو کھلی چھٹی دی۔

اس نے یہ ایک چھلانگ لگائی اور فاروق کے سامنے جا کھڑا ہوا... ساتھ ہی پھنکارنے کے انداز میں کہا:

"اروڑا دھیان سے ... یہ لوگ بلاوجہ اتنے مشہور نہیں ہیں۔" دیوان سانگا کی آواز سنائی دی۔

"میں آج ان کی شہرت خاک میں ملا دوں گا۔"

وہ کیسے بھئی ... یہ مقابلہ تو میرے گھر میں ہو رہا ہے ... شہرت کے خاک میں ملنے کا سامان اگر ہو سکتا ہے تو اس مقابلے میں جسے پوری دنیا دیکھے گی۔"

"وہ تو جب ہو گا تب ہو گا سر... فی الحال تو میں اپنی حسرت نکالوں گا۔"

"میں تو پھر یہی کہوں گا ... ہوشیار رہنا۔"

"آپ فکر نہ کریں ... میرا اس لڑکے سے مقابلہ آپ کے لیے خوشی کا سامان فراہم کرے گا۔"

"یہ تو خیر اچھی بات ہے۔"

"ابھی تو ہم تمہارے سر کو بھی میدان میں آنے کی دعوت دیں گے۔" فاروق ہنسا۔

"کیا ... کیا کہا تم نے۔" دیوان سانگا چلا اٹھا۔

اور اسی وقت اروڑا فاروق کی طرف لپکا۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

دو دو ہاتھ

تو آؤ کر لو مجھ سے دو دو ہاتھ ۔''

'' اب مجھے کیا پتا دو دو ہاتھ کیسے کیے جاتے ہیں۔ تم شروع کرو۔''
فاروق نے قدرے گھبرا کر کہا...

ڈیل ڈول میں وہ اس کے مقابلے میں چھوٹا سا نظر آ رہا تھا۔

'' میرا خیال ہے یہ انصاف نہیں۔'' خان رحمان بول پڑے۔

''کیا مطلب ؟''دیوان سانگا نے ان کی طرف دیکھا۔

'' دیکھیے دیوان سانگا ... اروڑا کو چاہیے ... اپنے برابر کے شخص سے مقابلہ کرے ۔''

''یہ مقابلہ میں نہیں ... یہ کر رہا ہے ۔'' اروڑا غرایا۔

'' پھر بھی مسٹر اروڑا... تم خود یہ پیش کش کر سکتے ہو۔''

''کیسی پیش کش ۔''

'' تم کہہ دو ... میں ایک بچے سے مقابلہ نہیں کر سکتا ... میرے مقابلے میں کوئی بڑا آئے ۔''

''لیکن میں ایسا کیوں کہوں ... جبکہ یہ خود لڑنے کیلئے تیار ہے اور مزے کی بات یہ کہ شرارت کی ابتدا بھی اسی کی طرف سے ہوئی ہے''

''آپ پریشان نہ ہوں انکل ... انشاء اللہ میں اسے دیکھ لوں گا... اگر یہ اروڑا ہے تو میں بھی فاروق ہوں اللہ کی مہربانی سے ۔''

''لگتا ہے تم باتیں ہی کرنے کے عادی ہو ... کام نہیں کرتے۔''

''میں نے تو کہا ہے تم پہل کرو... بدلہ تم لینا چاہتے ہو یا میں ۔''

''اچھی بات ہے ... اب دیکھو میرے ہاتھ ...''

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ ہاتھوں کے بل زمین پر آیا اور اس کے دونوں پیر فاروق کے سینے پر لگے ... فاروق اس وار کے لیے بالکل تیار نہیں تھا ... اچھل کر وہ جا گرا اور ساکت ہو گیا۔

وہ سب دھک سے رہ گئے کہ یہ کیا ہوا...

انہیں اس کی تو ایک فیصد بھی امید نہیں تھی ۔

''یہ تو گیا سر... ایک ہی وار میں ... اب کوئی اور آ جائے ۔''

''بہت خوب اروڑا... آج تو تم نے کمال کر دیا ۔''

'' کیا کہہ رہے ہیں سر ... میں تو ہمیشہ ہی کمال کرتا ہوں ۔''
اروڑا نے حیران ہو کر کہا۔

'' اوہ ہاں ! دراصل مدت بعد اپنے ملک آیا ہوں نا۔''

'' یہ بھی ٹھیک ہے ... اب اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں ... ان میں سے کوئی مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو میں تیار ہوں ... ورنہ میں اپنا بدلہ لے چکا ہوں ۔''

'' کیا خیال ہے محمود ... تم کرو گے مسٹر اروڑا سے مقابلہ ۔''

Scanned with CamScanner

'' جی ہاں کیوں نہیں ۔''

'' ابھی نہیں ۔'' انہوں نے فاروق کی آواز سنی ... وہ اٹھ رہا تھا ۔

'' میں ہی لڑوں گا اس سے ۔''

''نہیں بھئی ... تمہارے سینے پر چوٹ آئی ہے ... اب تم نہ لڑو۔'' انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا ۔

''آپ پریشان نہ ہوں... میں بے خبر ہو گیا تھا اور یہ خیال ہی نہیں تھا کہ اروڑے صاحب دھوکا دے جائیں گے ۔''

''اچھی بات ہے فاروق ... یونہی سہی ۔''

فاروق ایک ایک قدم اٹھاتا اروڑا کی طرف بڑھا...

ایسے میں اروڑہ چلآیا:

''میں دشمن کو مہلت دینے کا عادی نہیں۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے فاروق کی طرف دوڑ لگا دی ... عین اس لمحے جب وہ فاروق کے پاس پہنچا ، وہ دائیں طرف لڑھک گیا ... اروڑا اپنی جھونک میں پورے زور میں دیوار سے جا ٹکرایا ... اور ٹکراتے ہی پلٹ کر گرا... اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی ... ساتھ ہی یہ دیکھ کر ان کی سٹی گم ہوگئی کہ اس قدر چوٹ کھانے کے باوجود وہ پرسکون کھڑا تھا ...

فاروق نے اسے نظر بھر کر دیکھا اور مسکرا دیا۔ فاروق کی مسکراہٹ نے اسے حیرت زدہ کر دیا ۔

'' یہ کیا ... تم مسکرا رہے ہو ۔'' اروڑا نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

'' تو اور کیا کروں ... مسکراؤں بھی نہ ۔''

'' میرا خیال تھا ... مجھے اٹھتے دیکھ کر تمہاری سٹی گم ہو جائے گی ۔''

'' بات دراصل یہ ہے کہ میری سٹی بہت پہلے ہی گم ہو چکی ہے۔'' فاروق نے سہمی صورت بنائی۔

'' خیر کوئی بات نہیں ... اس بار تم اٹھ نہیں سکو گے ۔''

یہ کہتے ہی اس نے ایک ہاتھ پر اٹھتے ہوئے دائیں ٹانگ بجلی کی تیزی سے گھمائی ... اور وہ واقعی اپنا فن کا ماہر تھا ... کیونکہ فاروق پوری کوشش کے باوجود خود کو نہ بچا سکا اور اچھل کر دور جا گرا ... اس کے منہ سے ایک دلدوز چیخ بھی نکلی تھی ... اس کے ساتھ اروڑ نے بھی چھلانگ لگائی اور فاروق پر جا پڑا ... اس کے دونوں ہاتھ فاروق کی گردن پر جم گئے ... یہ دیکھتے ہی دیوان سانگا کی آواز ابھری ۔

'' خبردار اروڑا ... یہ مہمان ہیں ۔''

'' نہیں سر ... یہ دشمن ہیں ۔''

'' اروڑا ۔'' دیوان سانگا کی آواز سرد ہو گئی ۔

'' مجھے نہ روکیں سر ۔''

'' تم نے سنا نہیں اروڑا ... میں نے کیا کہا ہے ۔''

''نہیں سنا سر ... نہ میں سنوں گا ۔''

Scanned with CamScanner

"اگر یہ بات ہے تو پھر ..." دیوان سانگا کہہ رہا تھا کہ انہوں نے اروڑا کی چیخ سنی ... وہ اچھل کر کمر کے بل گرا تھا ... اس وقت انہوں نے فاروق کا چہرہ دیکھا ... اس کے چہرے پر وحشت ہی وحشت نظر آ رہی تھی ... انہوں نے اس کا چہرہ اتنا خوفناک پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا ... فاروق ایسے انداز میں آگے بڑھا جیسے ہوش میں نہ ہو ...

ادھر اروڑا شدید تکلیف میں تھا... فاروق نے نہ جانے اس پر کیا وار کیا تھا اور کیسے کیا تھا۔

"رک جاؤ فاروق ... بس بہت ہو گیا مقابلہ ... میرا خیال ہے اب اروڑا کو عقل آ گئی ہو گی۔" ایسے میں انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ اب اس مقابلے کو یہیں ختم کر دینا چاہیے۔" دیوان سانگا مسکرایا۔

لیکن فاروق نے شاید ابھی تک اپنے والد کی آواز نہیں سنی تھی ... وہ بدستور اروڑا کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"رک جاؤ فاروق۔" انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا۔

"نن ... نہیں ... نہیں سر ... اسے روکیے ... میں اپنی ہار ماننے کا اعلان کرتا ہوں۔"

"انسپکٹر جمشید! اپنے بیٹے کو روک لیں، ہم مان گئے اس کی مہارت کو ... ابھی تک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس نے کیا کیا تھا۔"

"میرا خیال ہے اس نے اپنی کہنی اس کی پسلیوں پر ماری ہے ... اس کام کا یہ بہت ماہر ہے ... اور اس کا یہ وار بہت زیادہ سخت ہے ... دراصل دیوار سے ٹکرانے کے بعد یہ غصے میں آ گیا تھا اور ہم ذرا کم ہی غصے میں آتے ہیں۔"

"لیکن یہ تو بدستور آگے بڑھ رہا ہے ... آپ روکیں نا اسے۔"

"اچھی بات ہے۔"

انہوں نے کہا اور خود فاروق تک پہنچ گئے ... اس کی کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور بولے:

"کیا کر رہے ہو فاروق ... ہوش میں آؤ۔"

"اوہ ... ارے ... مم ... مجھے کیا ہو گیا تھا۔" فاروق چونکا۔

"پتا نہیں ... اور تم نے اروڑا کو گرایا کیسے۔"

"اپنی کہنی کا وار کر کے۔"

"میں نے بھی یہی اندازہ لگایا تھا۔"

"مجھے افسوس ہے ... میں اروڑا کو اٹھنے میں مدد دیتا ہوں۔"

"نن ... اس کی ضرورت نہیں۔"

"ضرورت کیوں نہیں ... واہ ... آخر ہم آپ کے مہمان ہیں ... گھبرائیں نہیں ... اب میں آپ کو کچھ نہیں کہوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے وہ نزدیک پہنچ گیا اور اسے اٹھنے میں وہ مدد دینے لگا ... آخر اروڑا اٹھ گیا ... اس نے کہا۔

Scanned with CamScanner

''شش ... شکریہ ... مم ... میری نفرت دم توڑ رہی ہے۔''

''یہ اچھی بات ہے۔''

''جس غرض سے میں نے آپ لوگوں کو بلایا تھا وہ بات رہ گئی اور ان کا جھگڑا شروع ہو گیا ... خیر اروڑا ... تم سب چاروں طرف بالکل چوکس موجود رہو ... میں ان سے علیحدگی میں بات کروں گا۔''

''جی اچھا۔'' اروڑا اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر چلا گیا ...

اب دیوان سانگا نے ان کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

'' ہم آپ لوگوں کو باعزت یہاں سے واپس بھیج دیں گے ... لیکن بس ہماری ایک شرط ہے۔''

''شرط ... کے مطلب ؟'' انسپکٹر جمشید چونکے۔

''آیئے ... میں آپ کو کمپیوٹر پر دکھاتا ہوں۔''

وہ انہیں اندر لے آیا ... اس کمرے میں جدید ترین آلات نصب تھے ... کمپیوٹر اسکرین کے سامنے اس نے ان سب کو بیٹھا دیا ... پھر خود میں کچھ تلاش کرنے لگا ... آخر اسکرین پر ایک تصویر ابھری ...

''انسپکٹر جمشید ... آپ اسے جانتے ہیں۔''

''ہاں !'' ان کے لہجے میں حیرت تھی۔''

'' بھلا کون ہے یہ۔''

''بابو راؤ! ہمارے ملک کی جیل میں ہے ... جاسوسی کا جرم اس پر ثابت ہو چکا ہے اور اسے سزا سنائی جا چکی ہے ... کیوں خیریت؟''

یہاں تک کہہ انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

''آپ اپنی حکومت سے کہیں اسے رہا کر دیں ... ایسے تین آدمی اور ہیں ... انہیں چھوڑنا ہو گا ... بدلے میں ہم آپ سب کو رہا کر دیں گے ... یہ تبادلہ سرحد پر ہو گا ، میں خود آپ لوگوں کے ساتھ وہاں موجود رہوں گا۔''

'' معلوم نہیں کہ ہماری حکومت اس بات کو مانتی ہے یا نہیں۔''

''آپ بات کر لیں ان سے ... آخر آپ کا بھی کوئی مقام ہے ... اور جب بات یہ آئے گی کہ ہم بدلے میں آپ لوگوں کو رہا کر رہے ہیں تو وہ کیوں نہیں مانیں گے۔''

'' باقی تین کون ہیں ... ان کے نام اور عہدے لکھ کر مجھے دیں۔''

انہیں تین تصاویر اور دکھائی گئیں ... یہ تینوں شارجستان کے ماہر ترین جاسوس تھے ... انہیں دیکھتے ہی انسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

''یہ ... یہ تو بہت اہم لوگ ہیں۔''

'' انسپکٹر جمشید ... آپ بھی تو کم اہم نہیں ہیں۔''

''مجھے اپنے ملک سے بات کرنے کے اجازت دی جائے۔''

''آپ کو براہِ راست بات کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ... ہم یہ بات آپ کے حکمرانوں تک پہنچا دیتے ہیں ... وہ تفصیلات جان ہی لیں گے ... اس کے بعد وہ ہم سے بات کریں گے۔''

''ٹھیک ہے۔'' انہوں نے کہا۔

Scanned with CamScanner

"مجھے امید تو ہے کہ وہ آپ کے بدلے میں ہمارے ان قیدیوں کو چھوڑ دیں گے ... لیکن اگر وہ نہ مانے تو ؟" دیوان سانگا یہاں تک کہہ کر ان کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھنے لگا۔

"تو کیا ؟"

"اس صورت میں آپ لوگ کیا کریں گے۔"

"ہم آپ کی قید سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور کیا کریں گے۔" انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"اور فائل ؟"

"اس کے بدلے میں آپ کے ملک کے راز لے جائیں گے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تبادلے کی صورت میں ہمارے راز محفوظ رہیں گے۔" وہ ہنسا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا۔"

"تو پھر ؟"

"واپس جا کر فائل کے سلسلے میں پھر آئیں گے۔"

"بہت خوفناک ارادے ہیں ... اب میری بات سن لیں ... میں آپ لوگوں کے استقبال کے لیے تیار رہوں گا۔"

"اللہ مالک ہے۔"

اسی وقت ایک فوجی اردلی اندر داخل ہوا ... اس نے پہلے دیوان سانگا کو سیلوٹ کیا ... پھر بولا۔

"سر ! شابان خان آئے ہیں۔"

"انہیں یہیں لے آؤ۔" دیوان سانگا نے خوش ہو کر کہا۔

اردلی چلا گیا ... جلد ہی شابان خان اندر داخل ہوا...

اس نے ایک طنزیہ نظر ڈالی ، پھر بولا۔

"تو آپ اپنے قیدیوں سے مذاکرات کر رہے ہیں۔"

"میں نے سوچا ان سے معاملہ طے ہوتا ہے تو ہو جائے۔"

"تب پھر۔"

"فیصلہ تو ان کی حکومت کا ہوگا۔" دیوان سانگا نے کندھے اچکائے

"ان کی حکومت ان کی مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرے گی۔"

"دیکھا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے ... جب تک ہم ان سے اپنے اگلے پچھلے حساب چکائیں گے۔" شابان خان نے خوش ہو کر کہا ... پھر چونک کر بولا۔

"سنا ہے ان کا ایک مقابلہ کرایا جا رہا ہے اپنے جنگجوؤں سے۔"

"ہاں یہ پروگرام بھی بنایا گیا ہے ... دراصل ہمارے ملک کے شہری ان کے ذریعے تفریح چاہتے ہیں ... جیسے کسی زمانے میں رومی شہنشاہ مقابلے کراتے تھے نا۔"

"وہ تو قیدی کے مقابلے میں شیر کو میدان میں لاتے تھے۔"

"ہم بھی ان کا مقابلہ شیروں سے کرا سکتے تھے لیکن عوام چاہتے ہیں ... ہمارے جنگجو ان کا مقابلہ کریں۔"

Scanned with CamScanner

'' بالکل ٹھیک ... مزہ رہے گا۔''

'' ایک مقابلہ تو ہو بھی چکا ہے اور اس میں یہ جیت گئے ہیں۔''

''اوہو ... وہ ... وہ کیسے۔'' شابان خان نے حیران ہو کر پوچھا۔

دیوان سانگا تفصیل سنانے لگا ... شابان خان حیران ہو کر سنتا رہا...

آخر اس کے خاموش ہونے پر بولا:

'' حیرت ہوئی ... اروڑا جیسا ماہر ایک بچے سے مار کھا گیا ...''

''اصل میں لوگ ان کی چالبازیوں کا درست اندازہ نہیں لگا پاتے ... اور مار کھا جاتے ہیں۔''

''لیکن میں چاہتا ہوں اس مرتبہ یہ ایسی مار کھائیں کہ زندگی بھر زخم ہی چاٹتے رہیں ... فائل والی ایک شکست تو ہم انہیں دے چکے ہیں ... اس شکست کا بدلہ لینے کا پروگرام بنا رہے تھے ... یہی بات ہے نا۔''

''ہاں شابان خان یہی بات ہے ... لیکن ہم اس بار ان کی دال نہیں گلنے دیں گے۔''

'' اگر ایسا ہوا تو ہمارا پورا ملک گھی کے چراغ جلائے گا ... ہر طرف مٹھائیاں تقسیم ہوں گی۔'' شابان خان نے قہقہہ لگایا۔ہم بھی ان خوشیوں میں شریک ہوں گے۔'' انسپکٹر جمشید عجیب سے لہجے میں بولے۔

محمود فاروق فرزانہ نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

اور پھر وہاں سب نے دوستانہ فضا میں چائے پی ... چائے کے

ساتھ بہت سے لوازمات بھی تھے ... پھر شابان خان چلا گیا ...

دیوان سانگا نے بھی ان سے کہا۔

'' اب آپ لوگ اپنی جیل میں چلے جائیں۔''

'' لگتا ہے آپ لوگ ہم سے کچھ زیادہ ہی خوفزدہ ہیں۔''

'' خطرہ بس اتنا سا ہے کہیں آپ لوگ چال نہ چل جائیں۔'' دیوان سانگا نے کہا۔

اور وہ مسکرا دیے ... پھر کلاشن کوف والوں کے سائے میں حوالات میں آ گئے ...

اور پھر جب ان کے پاس کوئی نہ رہا تو محمود نے اشاروں میں کہا۔

''فاروق ... نکالو۔''

''فاروق نکالو کیا ؟'' فاروق نے اسے گھورا۔

'' تنگ نہ کرو یار ... نکالو۔'' محمود نے منہ بنایا۔

''آخر کیا نکالوں ... پتا بھی تو چلے نا۔''

'' جو تم نے اروڑا کی جیب سے نکالا ہے ...''محمود نے اشاروں میں کہا ... ساتھ ہی فرزانہ بھرپور انداز میں مسکرا دی ...

گویا اس نے بھی اندازہ لگا لیا تھا۔

''بہت خوب محمود ... فرزانہ۔''

''لیجیے ان سے کہہ رہے ہیں بہت خوب ...'' فاروق جل کر بولا۔

''بہت خوب فاروق۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

Scanned with CamScanner

"تو فاروق نے واقعی اروڑا کی جیب سے کچھ نکالا ہے۔"

"اوہو ... ایسی کیا چیز ہے فاروق۔" پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر اشارے میں پوچھا۔

فاروق نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔ اب سب کی نظریں اس کے باہر نکلتے ہاتھ پر جمی تھیں۔

عین اس لمحے انہوں نے قدموں کی آواز سنی ...

فاروق نے فوراً خالی ہاتھ باہر نکال لیا ...

سب نے دروازے کی طرف دیکھا ...

اروڑا تیز تیز قدموں سے ان کی طرف آ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ چیز
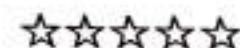
انہوں نے دیکھا اس کے چہرے پر بلا کا غصہ تھا ...

نظریں فاروق کے چہرے پر جمی تھیں ... آخر اس نے کہا۔

"تم نے میری جیب سے جو چیز نکالی ہے وہ مجھے دے دو۔"

"حد ہو گئی، کیا تم نے مجھے چور سمجھ رکھا ہے۔" فاروق نے منہ بنایا

"نہیں ... لیکن تم نے میری جیب پر ہاتھ ضرور صاف کیا ہے۔"

وہ غرایا۔

"غلط ... بالکل غلط۔"

"میں تمہاری تلاشی لوں گا۔" وہ غرایا۔

"ضرور لے لیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تم کیا سمجھتے ہو ... تلاشی لینے پر وہ چیز مجھے نہیں ملے گی۔"

"بالکل نہیں ملے گی۔" فاروق مسکرایا۔

"یہ تمہاری بھول ہے ... تم آگے آؤ۔"

"یہ لو ... آ گیا آگے۔" یہ کہتے ہوئے وہ اندھا دھند انداز میں آگے بڑھا اور اس طرح فرزانہ سے ٹکرا گیا۔

"نظر نہیں آتا ... میں اروڑا نہیں ... مسٹر اروڑا وہ رہے۔"

Scanned with CamScanner

‘‘سس ... سوری ۔’’

‘‘میں تم لوگوں کی چالوں کو سمجھتا ہوں ... اب فرزانہ کی بھی تلاشی لوں گا ۔’’ اروڑہ غرایا۔

‘‘ضرور لیں اروڑا انکل ۔’’ فرزانہ مسکرائی ۔

پہلے اس نے فاروق کی تلاشی لی ... پھر فرزانہ کی۔ لیکن اس کی جیبوں سے کچھ بھی نہیں نکلا ۔

‘‘یہ ... یہ کیسے ممکن ہے۔’’ اروڑا کے لہجے میں سارے زمانے کی حیرت در آئی ۔

‘‘پہلے یہ بتائیں ... وہ ہے کیا چیز؟’’

‘‘نن نہیں ۔’’ مارے گھبراہٹ کے اس کے منہ سے نکلا۔

‘‘نن ... نہیں کیا ... یعنی تم اس چیز کا نام نہیں بتا سکتے ۔’’

‘‘خیر ... بتانے کو میں بتا سکتا ہوں ... وہ ایک ڈیٹا کارڈ ہے۔’’

‘‘تمہارا مطلب ہے کمپیوٹر سے چیزیں اس میں محفوظ کی جاتی ہیں۔’’

‘‘ہاں !’’ اس نے گھبرا کر کہا ۔

‘‘تب پھر تم ہم میں سے باقی ساتھیوں کی بھی تلاشی لے لو ... ہو سکتا ہے ہم نے ادھر سے ادھر کر دی ہو۔’’ انسپکٹر جمشید مسکرا دیے۔

اس نے سب کی تلاشی لی لیکن کارڈ کسی کے پاس سے نہیں ملا۔

‘‘اب کیا پروگرام ہے ۔’’ پروفیسر داؤد ہنسے ۔

‘‘کچھ بھی ہو ... تم لوگوں میں سے ہی کسی کے پاس ۔’’

‘‘حوالات کے محافظ گواہ ہیں کہ ہم مسٹر دیوان سانگا کے یہاں سے سیدھے حوالات آئے ہیں ... ہم میں سے کوئی بھی کہیں نہیں گیا ہے ... ان حالات میں اگر ڈیٹا کارڈ کو ہم نے چرایا ہوتا تو ہم میں سے کسی کے پاس تو ملتا ... لیکن ایسا نہیں ہوا ... لیکن پھر بھی آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے چرایا ہے ... ہم تو پھر یہی کہہ سکتے ہیں کہ آپ ایک پھر تلاشی لے لیں ۔’’

‘‘ہاں میں یہی کروں گا ... ارے ہاں ... اب میں سمجھ گیا۔’’ اس نے پرجوش انداز میں کہا ۔

‘‘اور آپ کیا سمجھ گئے ۔’’

‘‘جب میں تلاشی لے رہا تھا اس وقت تم لوگوں نے اسے ادھر سے ادھر کیا ہوگا ۔’’

‘‘آپ نے ہم سب کی تلاشی لی ہے ۔’’ انسپکٹر جمشید مسکرائے ۔

‘‘لیکن اس بار میں صرف فاروق کی تلاشی لوں گا ۔’’

‘‘ٹھیک ہے ... فاروق انہیں پھر تلاشی دے دو ۔’’

‘‘جج ... جی ... اچھا ۔’’ اس نے گھبرا کر کہا۔

‘‘دیکھا آپ نے ... یہ گھبرا گیا ہے ۔’’

‘‘چلیے خیر آپ کو آپ کی چیز مل جائے گی ... اور کیا چاہیے ۔’’

اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے ایک بار پھر فاروق کی تلاشی لی لیکن اس بار بھی اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ...

Scanned with CamScanner

اب تو وہ بہت حیران ہوا ... لیکن پھر اچانک بولا:

''اب میں ایک اور طرح تلاشی لوں گا۔''

''جیسے جی چاہیں تلاشی لے لیں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''آپ لوگ حوالات کے ایک کونے میں چلے جائیں ... میں باری باری ایک ایک کو بلاؤں گا۔''

''اچھی بات ہے ... آؤ بھئی ... کونے میں چلتے ہیں۔''

''فاروق پہلے تم آؤ ... فساد کی جڑ تم ہو۔'' اروڑا نے جل کر کہا۔

''آپ کا ملک ہے ... طاقت آپ کے ہاتھ میں ہے ... فساد کی جڑ کیا ... کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔'' فاروق نے کہا اور آگے بڑھ آیا۔

اس نے ایک بار پھر بہت اچھی طرح تلاشی لی، پھر فاروق سے کہا:

''تم کوٹھری کے دوسرے کونے میں جا کر بیٹھ جاؤ۔''

''جو حکم۔'' اس نے کہا اور باقی ساتھیوں سے الگ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

''فرزانہ اب تم آؤ۔''

''جی اچھا۔''

اب اس نے فرزانہ کی تلاشی لی لیکن اسے مایوس ہونا پڑا۔

اس نے فرزانہ کو فاروق کی طرف جانے کا اشارہ کیا:

''تم بھی فاروق کے پاس چلی جاؤ۔''

فرزانہ چپ چاپ اٹھی اور مطمئن انداز میں فاروق کی طرف بڑھ

گئی ... اس طرح اس نے آفتاب، آصف، فرحت اور محمود کی بھی تلاشی لے ڈالی... پھر بڑوں کو بھی خوب کھنگالا لیکن ڈیٹا کارڈ نہ ملنا تھا نہ ملا آخر وہ مایوس ہو گیا ... اور بولا۔

''اس کا مطلب ہے کارڈ کہیں اور گرا ہے ... اب کیا ہوگا۔''

''کیوں اروڑا صاحب ... کیا اس میں بہت زیادہ اہم چیزیں تھیں۔''

''کوئی ایسی ویسی ... '' اس نے کہا اور تیزی سے حوالات سے باہر چلا گیا... حوالات کا دروازہ پھر بند کر دیا گیا۔

اب وہ ایک جگہ جمع ہو گئے اور لگے اشاروں میں باتیں کرنے۔

''فاروق کیا تم نے واقعی ڈیٹا کارڈ پر ہاتھ صاف کیا تھا۔'' آصف نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں کیا تھا ... تو پھر؟'' فاروق نے کاٹ کھانے والے انداز میں اشارے میں کہا۔

''توبہ ہے تم سے ... بات ہی تو پوچھی ہے۔''

''اچھا تو بتاؤ کہاں ہے۔'' فرحت نے تیز لہجے میں کہا۔

''م ... مجھے نہیں پتا۔'' فاروق ہکلایا۔

''کیا کہا ... تمہیں نہیں پتا ... ہے کوئی تک ... یعنی کارڈ تم نے ہی اڑایا تھا اور تمہیں ہی نہیں پتا کہ وہ کہاں ہے۔''

''ہاں یہی بات ہے اور اس میں عجیب بات کیا ہے ... ظاہر ہے

Scanned with CamScanner

فرزانہ نے یا کسی اور نے اسے میری جیب سے پار کر دیا ہوگا۔"
"کیوں فرزانہ؟" آفتاب اس کی طرف گھوم گیا۔
"م ... میں نے فاروق کی جیب سے اڑایا ضرور تھا ... لیکن اب وہ کہاں ہے ... ہم میں سے کس کے پاس ... مجھے نہیں معلوم۔"
"حد ہوگئی ... گویا اب ہمیں خود بھی اسے تلاش کرنا ہوگا۔"
"کوئی ضرورت نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"سمجھ گئے ... وہ آپ کے پاس ہے۔"
"اس بات کو چھوڑو کہ وہ کس کے پاس ہے بلکہ اس کے بارے میں سوچنا بھی چھوڑ دو... اشارۃً بتا دیتا ہوں... وہ حوالات کے کمرے میں ہے ... کہاں ہے پاس کے پاس ہے یہ نہیں بتاؤں گا۔"
"چلیے اتنا تو معلوم ہوا کہ آپ کو معلوم ہے۔" فرزانہ نے پرسکون انداز میں اشارہ کیا۔
"اور میرا خیال ہے اروڑا ایک بار پھر آئے گا اور اس بار دیوان سانگا کے ساتھ آئے گا۔"
"ن نہیں۔" مارے خوف کے ان کے منہ کھل گئے ...
عین اسی وقت انہوں نے ان دونوں کو آتے دیکھا ...
ان کے ساتھ کلاشن کوفوں والے بھی تھے ...
وہ دروازے پر آ کر رک گئے اور لگے انہیں گھورنے۔
"کک ... کیا بات ہے ... آپ ہمیں اس طرح کیوں گھور رہے

ہیں ... جیسے کچا ہی چبا جائیں گے۔" فاروق نے کانپ کر کہا۔
"مسٹر اروڑا نے مجھے ڈیٹا کارڈ والی بات بتائی ہے ... جونہی میں نے ساری بات سنی میں نے ان سے کہا ... ایک بار میں بھی ان کی تلاشی لے لوں..."
"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔
"ویسے اروڑا صاحب نے تو کہا ہے کہ وہ تم لوگوں کے پاس نہیں ہے کیونکہ انہوں نے بہت اچھی طرح تلاشی لی ہے ... لیکن میں سوچا تم لوگوں کی حرکتیں بہت عجیب وغریب ہیں ... تم بعض اوقات عجیب کھیل کھیلتے جاتے ہو ... اس لیے میں اب تم لوگوں کی تلاشی لوں گا۔"
"جیسے آپ کی مرضی ... ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔"
اور پھر وہ اندر داخل ہوا ... اروڑا بھی اس کے ساتھ اندر آ گیا ... باقی لوگ باہر ہی کھڑے رہے ... دیوان سانگا نے خود ایک ایک کی تلاشی شروع کی ... اس نے اس قدر مہارت سے تلاشی لی کہ انہیں بھی ماننا پڑ گیا کہ تلاشی تو اس طرح لینی چاہیے۔
اس کے باوجود میوری کارڈ دیوان سانگا بھی تلاش نہ کر سکا۔
"نہیں اروڑا صاحب ... کارڈ واقعی ان کے پاس نہیں ہے ورنہ جس انداز سے میں نے تلاشی لی ہے یہ اسے چھپا نہیں سکتے تھے ... ہاں ایک بات رہ جاتی ہے ... البتہ۔" دیوان سانگا چونکا۔
"اور وہ کیا۔"

Scanned with CamScanner

''ہو سکتا ہے ان میں سے کسی نے اسے حوالات میں کسی جگہ چھپا دیا ہو ...''

''اوہ ! اس طرف تو میرا دھیان گیا ہی نہیں ۔''

''خیر ... اب اس کوٹھری کی بھی تلاشی لے لیتے ہیں ۔''

اب دونوں نے حوالات کو خوب اچھی طرح دیکھا ... لیکن ڈیٹا کارڈ پھر بھی نہ ملا ... اب تو وہ مایوس ہو گئے ۔

''نہیں بھئی ... اب تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ ان لوگوں نے نہیں اڑایا ... وہ آپ کہیں اور گرا آئے ہیں ۔''

''میرا بھی یہی خیال ہے ... آگے چلیں ۔''

اور پھر وہ حوالات سے نکل گئے ...

ایسے میں ایک آواز گونجی ۔

''ٹھہریے ۔''

☆☆☆☆☆
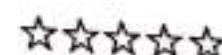
کیا !!

انہوں نے دیکھا ... شابان خان چلا آ رہا تھا ...

اس کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی ...

نزدیک آنے پر اس نے کہا :

''اروڑا صاحب نے فون کیا تھا ... اور ڈیٹا کارڈ کے بارے میں بتایا تھا ... میں نے سوچا میں بھی چل کر ان لوگوں کی تلاشی لے لوں ۔''

''لیجیے ! پھر تلاشی دیجیے ... حد ہو گئی ... اتنی بار تلاشی لے چکے ... لیکن ابھی تک ان کا پیٹ نہیں بھرا ۔''

''بس اب بھر جائے گا ... یہ جو مسٹر شابان خان ہیں نا ... یہ ان کا فرضی نام ہے ... ان کا اصل نام کچھ اور ہے ... یہ ایسے کاموں کے بہت ماہر ہیں... آپ لوگ دیکھ ہی لیں گے ... یہ چٹکی بجاتے ہی تلاش کر دیں گے ۔''

''اب تو میرا جی بھی یہی چاہتا ہے کہ ڈیٹا کارڈ ہمارے پاس سے آپ لوگوں کو مل جائے کیونکہ تلاشی دے دے کر ہم تھک چکے ہیں۔''

فاروق نے برا سا منہ بنایا ... اور وہ مسکرا دیے ۔

Scanned with CamScanner

اب شاباں خان اندر آ گیا ... اس نے آتے ہی حکم دیا۔

''تم لوگ اپنے کپڑے اتار دو۔''

''یہ نہیں ہو سکتا۔'' انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

''کیوں ... ہو کیوں نہیں سکتا ... ہم چاہیں اور ہو نہ سکے ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔''

''ہمارے ساتھ دو عدد لڑکیاں ہیں۔''

''انہیں دوسری حوالات میں بھیج دیتے ہیں ... ان کے بھی کپڑے اتروائے جائیں گے ... لیکن یہ کام میرا لیڈی اسٹاف کرے گا۔''

''میرا خیال ہے ... ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ... ڈیٹا مل جائے گا۔'' شاباں خان نے کہا۔

اور پھر اس ترکیب پر عمل کیا گیا ... ان کے کپڑے اتروائے گئے ... ان کپڑوں کو خوب اچھی طرح کھنگالا گیا ... ان کے بعد فرزانہ اور فرحت کی ایک بار پھر ایک ہی وقت میں الگ الگ تلاشی لی گئی ... لیکن ڈیٹا کارڈ کو نہ ملنا تھا نہ ملا ...

اس پر شاباں خان نے تھکے تھکے انداز میں اروڑا سے کہا:

''نہیں بھئی ... آپ نے ڈیٹا کہیں اور گرا دیا ہے۔''

''اچھی بات ہے ... اب اس کوشش کو ختم کر دیتے ہیں۔''

پھر وہ لوگ چلے گئے ... حوالات کا دروازہ بند کر دیا گیا ... اس وقت ان کی باتیں پھر اشاروں میں شروع ہوئیں۔

''حیرت ہے ... ابا جان! آپ نے آخر ڈیٹا کہاں رکھ دیا۔''

''یہ بات پوچھنے کی نہیں ... حالانکہ میں اس کا جواب دے سکتا ہوں ... مناسب وقت پر بتاؤں گا۔''

''چلیے خیر ... چھوڑیں ... ویسے ان لوگوں کے ساتھ ہوئی بری ... یہ بھی کیا یاد رکھیں گے۔''

''لیکن اس کا بدلہ وہ اب مقابلے کے میدان میں لینے کی کوشش کریں گے۔'' فرزانہ نے کہا۔

''انکل کامران مرزا! آپ بالکل چپ ہیں۔''

''بیماری نے اس قابل رہنے ہی کب دیا ہے ... اتنی کمزوری محسوس کر رہا ہوں کہ بتا نہیں سکتا۔'' وہ بولے۔

''بس تو پھر آپ خاموش ہی رہیں۔'' انسپکٹر جمشید نے پریشانی کے عالم میں کہا اور ان کی نبض پر ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگے ... پھر بولے۔

''بخار کافی تیز ہے اب بھی ... اور یہاں مناسب علاج بھی نہیں ہو رہا۔''

اور پھر انہیں تیسرے دن صبح سویرے حوالات سے نکال کر مقابلے کے میدان میں لے جایا گیا۔ انہوں نے دیکھا وہ بہت ہی بڑا اسٹیڈیم تھا ... چاروں طرف لاکھوں لوگ موجود تھے ... یہ مقابلہ ٹیلی وژن کے ذریعے پورے ملک کو دکھایا جا رہا تھا ... اس کے بھی زبردست انتظام کیے گئے تھے ... مقابلہ کرانے والوں کو بھی ذاتی طور پر اس

Scanned with CamScanner

مقابلے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی ... بس وہ لوگ انہیں ذلیل کرنا چاہتے
تھے ...

دوسری طرف ان سب کو بھی معلوم نہیں تھا کہ دیوان سانگا وغیرہ کا
اصل پروگرام کیا ہے ... وہ کس قسم کے لوگوں سے ان کا مقابلہ کرانا
چاہتے تھے ... آخر اسپیکر پر ایک آواز ابھری۔

''آج کا مقابلہ بہت دلچسپ اور انوکھا مقابلہ ہوگا ... پڑوسی دشمن
ملک کے مانے ہوئے سراغ رساں اس وقت میدان میں موجود ہیں
یہ ایک طرح سے ہمارے مہمان ہیں ... ان کی توہین ہمیں منظور نہیں
انہیں باعزت واپس بھجوانا بھی ہماری ذمے داری ہے ... شرط صرف یہ
ہے کہ ان کی حکومت ہمارا مطالبہ مان جائے ... اس وقت تو صرف
تفریح کے طور پر ان سے ہلکے پھلکے مقابلوں کا پروگرام بنایا گیا ہے ...
شکست کھانا یا شکست دینا مقصد نہیں ... بس کچھ لوگ ان کا فن دیکھیں
گے، کچھ ہمارے اپنے لوگوں دیکھ لیں گے ... بس اور کچھ مقصد نہیں ...
عام طور پر یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ ہم ان مہمانوں کو توہین کرنا
چاہتے ہیں ... تو ایسی کوئی بات نہیں ... اگر کسی کا پہلے ایسا پروگرام رہا
بھی ہے تو وہ ختم سمجھا جائے ... اب ہم ان کے مقابلے میں اپنا ایک
پہلوان بھیج رہے ہیں ... ان میں کوئی ایک اس کا مقابلہ کر سکتا ہے ...
فتح یا شکست کے بعد اگلا اعلان کیا جائے گا۔''

''ایک منٹ جناب!'' ایسے میں انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا۔

''کہیے ... آپ کی بات سنی جائے گی اور مانی بھی جائے گی۔''
خوشگوار لہجے میں کہا گیا۔

انہیں بار بار حیرت ہو رہی تھی کہ یہ لوگ بدل کیوں گئے ہیں ...
توہین کرنے والا پروگرام تک واپس لے لیا گیا ہے۔''

''انسپکٹر کامران مرزا شدید بخار میں مبتلا ہیں ... انہیں رنگ سے
باہر نکال کر ایک طرف بٹھا دیا جائے ... یہ ہماری درخواست ہے ...
میدان میں کہیں ان کے چوٹ نہ لگ جائے۔''

''اچھی بات ہے ... انسپکٹر کامران مرزا کو میدان سے نکال کر اگلی
قطار کی ایک سیٹ خالی کرا کر بٹھا دیا جائے۔''

فوراً ہی دو آدمی میدان کی طرف بڑھتے نظر آئے ... اور نزدیک
پہنچ کر انہوں نے انسپکٹر کامران مرزا کو اٹھانا چاہا ...

''اُٹھ تو میں فوراً جاؤں گا اور چل بھی لوں گا، لیکن ذرا آہستہ۔''

وہ ہٹ گئے اور انسپکٹر کامران مرزا اٹھ کر کھڑے ہو گئے ...
ان دونوں کے پیچھے چلتے ہوئے وہ اگلی قطار تک پہنچ چکے تھے ...
ان کے لیے سیٹ پہلے ہی خالی کرا دی گئی تھی اور جس سے سیٹ لی گئی
تھی اس کے لیے متبادل انتظام کر دیا گیا تھا ... آخر ایک اونچے قد کا
چوڑے چکلے جسم کا آدمی میدان کی طرف بڑھتا نظر آیا۔

''یہ ہمارے پہلوان ابرام ہیں ... ان حضرات میں سے ان سے جو
بھی مقابلہ کرنا چاہیے ... انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ... کسی مہمان

Scanned with CamScanner

نے اگر ان سے مقابلہ نہ کرنے کا اعلان کیا تو ہم انہیں واپس بلا لیں
گے اور کسی اور کو بھیج دیں گے۔" اعلان کیا گیا۔

ادھر پہلوان برابر آگے بڑھ رہا تھا ... نہ جانے کیا بات تھی اسے
دیکھ کر ایک انجانا سا خوف محسوس ہو رہا تھا ... اس کے قدم اٹھانے کا
انداز بہت عجیب سا تھا ... انسپکٹر جمشید اسے بہت غور سے دیکھ رہے
تھے ... نزدیک پہنچ کر وہ رک گیا اور ان سے بولا:

"آپ میں سے کون مجھ سے مقابلہ کرنا پسند کرے گا۔"

اس کی آواز بھی بہت عجیب تھی ...

آخر انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف قدم بڑھا دیے۔

"آپ کا نام؟" وہ بولے۔

"میرا نام ... ابرام ہے۔" اس نے کہا۔

"آپ کہاں کے بنے ہوئے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ بری طرح چونکا۔

"میں نے پوچھا ہے ... آپ کہاں کے بنے ہوئے ہیں۔"

"یہ کیا سوال ہوا۔"

"جیسا بھی سوال ہے، آپ جواب دیں۔"

"میں اس ملک میں پیدا ہوا۔"

"خوب! اچھا جواب ہے ... لیکن۔"

"لیکن کیا۔"

"اس جواب سے کام نہیں چلے گا۔"

"تب پھر۔"

"یہ بتائیں ... آپ کو کس نے بنایا۔"

"انسپکٹر جمشید ... یہ آپ کیسے سوالات کر رہے ہیں ... آپ بس
ان سے مقابلہ کریں۔"

"ہم مقابلہ کریں گے ... ضرور کریں گے لیکن ..." انسپکٹر جمشید کہتے
کہتے رک گئے۔

"لیکن کیا؟"

"لیکن ... مقابلہ برابر کا اچھا ہوتا ہے۔"

"آپ کا مطلب کیا ہے۔"

"انسانوں کا مقابلہ انسانوں سے اور درندوں کا مقابلہ درندوں
سے ہو گا ... اگر آپ اس کے الٹ کچھ کریں گے تو مقابلہ نہیں ہو گا
مذاق ہو گا۔"

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارا پہلوان انسان نہیں درندہ ہے۔"
ادھر سے حیران ہو کر کہا گیا ... اس پر اسٹیڈیم میں قہقہے گونج گئے۔

ان قہقہوں کی گونج بہت دیر تک سنائی دیتی رہی ...

آخر خاموشی ہونے پر انسپکٹر جمشید نے کہا:

"ہم مقابلے سے بھاگ نہیں رہے، اس سے مقابلہ کریں گے یعنی
مسٹر ابرام سے ... لیکن اس سے پہلے پوری دنیا پر آپ کی ناانصافی بے

Scanned with CamScanner

مقابلہ کریں گے۔"

"حد ہو گئی انسپکٹر جمشید! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ... ہم کیوں نا انصافی کرنے لگے۔" دوسری طرف سے غصے کے لہجے میں کہا گیا۔

"پہلے ہم آپ کی نا انصافی ثابت کریں گے ... پھر اس سے مقابلہ کریں گے ... اگرچہ یہ مقابلہ برابر کی بنیاد پر نہیں ہو گا... ہم پھر بھی مقابلہ کریں گے ... اور شارجستان کے لوگ یہ بھی سن لیں ... ہم میں سے صرف ایک مقابلہ کرے گا ... اگر وہ آپ کے اس پہلوان سے ہار گیا تو یہ ہم سب کی ہار ہو گی اور اگر ہم جیت گئے تو یہ آپ سب کی ہار ہو گی ... کیا آپ لوگوں کو یہ بات منظور ہے۔"

"کیوں نہیں ... لیکن پہلے نا انصافی والی بات تو واضح ہو جائے۔"

"ہاں کیوں نہیں ... ہم جو بات کہتے ہیں سوچ سمجھ کر کہتے ہیں اور بلاوجہ بات نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ... اس نے ہمیں عقل سلیم عطا کی ہے ... میرا دعویٰ ہے کہ جس پہلوان کو آپ نے بھیجا ہے ... وہ کوئی پہلوان نہیں ... بلکہ۔" انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

"بلکہ کیا؟"

"بلکہ ایک روبوٹ ہے۔"

"کیا!!!" پورا مجمع چلا اٹھا۔

☆☆☆☆☆
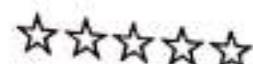
دیوان سانگا

اس کیا کے بعد وہاں موت کا سناٹا چھا گیا...

شاید کسی کو بھی یہ اندازہ نہیں تھا ... بس جو لوگ روبوٹ کو میدان میں لائے تھے صرف وہی یہ بات جانتے تھے ...

آخر کافی دیر کے بعد وہی آواز پھر گونجی:

"آپ کے اندازے پر حیرت ہے انسپکٹر جمشید ... واقعی یہ مقابلہ برابر کا نہیں ... ہم روبوٹ کو واپس بلا لیتے ہیں اور مقابلے میں کسی لڑاکے کو بھیج دیتے ہیں۔"

"اب ہم روبوٹ سے ہی مقابلہ کریں گے اور سب سے پہلے میں کروں گا۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"ٹھیک ہے انسپکٹر جمشید ... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ... ہمارا بھی یہ اعلان ہے کہ اگر آپ نے روبوٹ کو شکست دے دی تو فوری طور پر آپ لوگوں کو آپ کے ملک کی سرحد پر پہنچا دیں گے ... بس شرط یہ ہے کہ ہمارے قیدی آپ کی حکومت سرحد پر پہنچا دے ...اس طرح قیدیوں کا تبادلہ ہو جائے گا ... ہم نے آپ کی حکومت سے بات کی ہے ... ادھر سے مہلت مانگی گئی ہے کہ مشورہ کر کے جواب دیں گے۔"

Scanned with CamScanner

"ٹھیک ہے ... ہمیں یہ بات منظور ہے۔"

"تب پھر آپ اس کے مقابلے میں آ جائیں ... یہ آپ پر فائر نہیں کرے گا... صرف ہاتھ پیر سے جنگ کرے گا۔"

"جب کہ۔" انہوں نے بلند آواز میں کہا۔

"جب کہ کیا؟"

"جب کہ میں اجازت دیتا ہوں ... یہ مجھ پر فائر بھی کر لے۔"

"نن نہیں ... اس صورت میں تو انسپکٹر جمشید یہاں آپ کی لاش ہی پڑی نظر آئے گی ... آپ نہیں جانتے اس کی فائرنگ حد درجے طوفانی ہوتی ہے۔"

"کوئی پرواہ نہیں۔"

"اوکے ... چلو ابرام... آج انسپکٹر جمشید کو اپنی فائرنگ دکھا دو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی روبوٹ کے ہاتھ میں گن نظر آئی ... اس کا رخ انسپکٹر جمشید کی طرف ہو گیا ... اور اس کی انگلی ٹریگر پر دباؤ ڈالتی محسوس ہوئی... باقی ساتھی پہلے ہی ایک طرف ہو گئے تھے ورنہ وہ بھی فائرنگ کی زد میں آ سکتے تھے ... پھر جونہی ٹریگر دبا، انسپکٹر جمشید لڑھک گئے اور لڑھک کر کافی دور چلے گئے ،ساتھ ہی روبوٹ نے اپنا رخ بدل لیا اور اس سمت میں بھی گولیوں کی بوچھاڑ ماری ... لیکن اس سے پہلے ہی انسپکٹر جمشید ایک بار پھر لڑھک چکے تھے ... نہ صرف لڑھک چکے تھے بلکہ اس کے پیچھے آ چکے تھے ... اب انہوں نے انتظار نہ کیا

کیونکہ معاملہ روبوٹ کا تھا اور اس مقابلے کو طول نہیں دیا جا سکتا تھا... کیونکہ روبوٹ تو تھکتا نہیں انسان تھک جاتا ہے... انہوں نے اس کی کمر پر آتے ہی بلا کی رفتار سے جھک کر اسے دونوں ہاتھ پر اٹھا لیا اور سر سے بلند کرتے ہوئے زمین پر پوری قوت سے پٹخ دیا... آن کی آن میں اس میں سے چنگاریاں نکلیں اور اسے آگ لگ گئی۔

اسٹیڈیم میں اس وقت لاکھوں لوگ موجود تھے ... وہ دم بخود رہ گئے ... چند لمحے تک سکتے کا عالم طاری رہا، پھر جیسے انہیں ہوش آ گیا ہو۔ بے ساختہ انداز میں ان کے ہاتھ تالیاں بجانے لگے۔ تالیاں بجنے کا یہ عمل کئی منٹ تک جاری رہا اور آخر خاموشی ہو گئی ...اس وقت آواز ابھری:

"بہت خوب انسپکٹر جمشید ... اس میں شک نہیں کہ آپ اپنے فن کے ماہر ہیں ... ہم معاہدے کے مطابق آپ کو صبح سویرے سرحد پر پہنچا رہے ہیں ...ہم آپ کی حکومت سے آپ کی بات چیت کا انتظام کر دیتے ہیں ... وہ ہمارے قیدیوں کو کل سرحد پر لے آئیں۔"

"ٹھیک ہے ...میں بات کر لیتا ہوں۔"

"اور آج رات آپ حوالات میں نہیں رہیں گے ... بلکہ ہمارے دیوان سانگا جی کے مہمان ہوں گے ... رات ان کے ہاں گزارنے کے بعد وہ خود آپ کو سرحد پر لے کر جائیں گے ..."

اور پھر سرکاری گاڑیوں میں ان کی واپسی دیوان سانگا کی کوٹھی تک

Scanned with CamScanner

ہوئی ... وہاں وہ موجود تھا ... اس نے گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا...
'' آپ کو مبارک ہو ... آپ نے مقابلہ انوکھے انداز میں جیتا ...
ہم آپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں ۔''
'' دوستی کا ہاتھ ؟ ... دیکھیے دیوان سانگا صاحب ... دوستی کے ہاتھ
کے بارے میں معاملہ ذرا گڑبڑ ہے ... دوستی دو طرفہ ہوتی ہے یک
طرفہ نہیں ... ہم تو دوستی کا ہاتھ بڑھا دیں اور آپ اندر سے ہمارے
دشمن ہی رہیں ... تو ایسی دوستی سے فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے
... اس کی وضاحت کیے دیتا ہوں ... آپ ہمارے دریاؤں کا پانی
روک لیتے ہیں ... اس طرح ہمارے ملک کا خشک سالی کا سامنا ہے ...
بجلی کی پیداوار ہمارے لیے ایک مستقل مسئلہ ہے ... آپ ذرا بتائیں
... یہ دوستی ہے دشمنی ۔''
چند لمحے کے لیے دیوان سانگا کے منہ سے کوئی بات نہ نکل سکی ...
پھر وہ مسکرا کر بولا:
'' گڑبڑ کرنے والے تو آپ کی طرف بھی کم نہیں ... تینوں جنگوں
میں پہل آپ کی طرف سے ہوئی ... ہمارا طیارہ اغوا کر کے آپ نے
دھماکے سے اڑا دیا ... ہمارے ہاں دہشت گردی کرنے والوں کو آپ
نے پناہ دی ... ہمارے ہوٹل پر حملہ کرنے والے بھی آپ کی طرف
سے آئے تھے اور یہ آپ کی حکومت نے تسلیم بھی کیا تھا... آپ تو
جذباتی ہو گئے ... خیر اس مسئلے پر ہم بات جاری رکھیں گے اور اگر

دوستی کی کوئی صورت نکل آئی تو ہم اس دوستی کو ضرور آگے بڑھائیں
گے ... معاہدے کی رو سے ہم لوگ آپ کو رہا کر رہے ہیں۔''
'' ہم اپنی حکومت سے بھی بات کر لیتے ہیں ... فائل کا انتظام ہم
بعد میں آ کر لے لیں گے ... اور اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ ہم سے
اچھا سلوک کرنے کے بدلے میں ہم اپنی حکومت سے یہ کہیں گے کہ
شارجستان کو اپنا دوست بنا لیں تو ہماری بات کا کسی پر کوئی اثر نہیں
ہونے والا ...''
'' کیا آپ نہیں چاہتے کہ دوستی ہو جائے ... تاکہ دونوں ملک امن
وسکون سے رہ سکیں۔'' دیوان سانگا مسکرایا۔
'' ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ... دونوں ملکوں ایسے گروہ
موجود ہیں جو دوستی نہیں ہونے دینا چاہتے ... ان کو ڈر ہے کہ دوستی ہو
گئی تو ان کی اہمیت کم ہو جائے گی ... جنگ نہ ہو تو ان کی اہمیت کم
ہو جائے ۔''
''خیر دوست بنانے والی بات کو جانے دیں ... دونوں حکومتیں اس
موضوع پر خود بات کر لیں گی ۔'' سیوان سانگا نے کہا۔
'' اب ہم آپ کو حوالات میں نہیں رکھ سکتے لہٰذا آج رات آپ
ہمارے مہمان ہوں گے ۔''
'' چلیے ٹھیک ہے ۔'' انسپکٹر جمشید مسکرا دیے ۔
دیوان سانگا کی کوٹھی پر آنے کے بعد انہیں موبائل دے دیے گئے

Scanned with CamScanner

...اس طرح انہوں نے صدر صاحب سے بات کی ... قیدیوں کے بارے میں پہلے ہی بات ہو چکی تھی ...

اس وقت تک انہیں یہ بتایا تھا کہ وہ ہر طرح تیار ہیں اور ادھر سے بھی ان کے قیدی تیار کر لیے جائیں ...

صدر صاحب نے ان کی بات سن کر کہا۔

''فکر نہ کرو جمشید ... جیسے تم کہو گے ہم تو ویسے ہی کریں گے۔''

اس رات دیوان سانگا نے ان کی زبردست دعوت کی ... اس دعوت میں بہت سے آفیسرز کو بھی بلایا گیا تھا ... ان کے لیے یہ دعوت حیرت انگیز تھی ... وہ سوچ رہے تھے کہ دیوان سانگا کے اس سلوک کی ضرور کوئی خاص وجہ ہے لیکن وہ وجہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی ... کم از کم انہیں شارجستان جیسے دشمن سے ایسے بہترین سلوک کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی ...اس نے کھانے میں بھی خوب تکلف کیا تھا ... جو آفیسر دعوت میں شریک ہوئے انہوں نے بھی ان کے ساتھ نیک جذبات کا اظہار کیا ... وہ اس پر بھی حیران تھے ... ان کی حیرت بڑھتی چلی گئی ... لیکن ظاہر ہے وہ کوئی سوال نہیں پوچھ سکتے تھے ... اس لیے چھوٹی پارٹی نے بھی کچھ پوچھنے کی ہمت نہ کی۔

اس رات انہیں اچھی طرح نیند نہ آئی۔ کروٹیں بدلتے رات گزری ... آخر اللہ اللہ کر کے صبح ہوئی ... انہوں نے نماز ادا کی اور نہا کر تیار ہو گئے ... ایسے میں دیوان سانگا آ گیا ... اس نے انہیں تیار دیکھ

کر پسندیدگی کی نظروں سے انہیں دیکھا، پھر بولا:

''ہم ناشتا کرنے کے بعد چلیں گے ... آپ کی حکومت سے نو بجے کا وقت طے ہوا ہے ... جب کہ ہم ناشتا آٹھ بجے کریں گے۔''

''جیسے آپ کی مرضی۔'' انہوں نے کندھے اچکا دیے۔

اور پھر انہیں ناشتا کرایا گیا ... اس وقت دیوان سانگا نے پوچھا:

''آپ کو ہم سے کوئی شکایت تو نہیں۔''

''جی ... جی نہیں۔'' پروفیسر داؤد نے کہا۔

''میں کوشش کروں گا کہ دونوں ملکوں کے حالات ایک دوسرے کی جڑیں کاٹنے والے نہ رہیں ... ٹھیک ہے ... پہلے دونوں کے درمیان جنگیں ہوئیں اور دونوں ملکوں کے درمیان کبھی بھی محبت کے جذبات پیدا نہیں ہو سکے لیکن دو اچھے پڑوسیوں کی طرح تو رہ سکتے ہیں نا۔''

''اگر آپ کی حکومت اس ڈھب پر آ جائے اور ہمارے خلاف اس قسم کی کوئی کارروائیاں نہ کرے تو ہماری طرف سے بھی ایسی کوئی کوشش نہیں ہو گی۔'' انسپکٹر جمشید بولے

''چلیے یہ طے رہا۔'' دیوان سانگا مسکرا دیا۔

اور صبح وہ وقت آ گیا جب انہیں سرحد کی طرف روانہ ہونا تھا ... فوجیوں کی دو گاڑیوں کے درمیان ان کی بڑی گاڑی روانہ ہوئی ... دیوان سانگا بھی ان کی گاڑی میں ہی تھا ... دوسری طرف سے ان کی حکومت نے بھی قیدیوں کی گاڑی فوجی گاڑیوں کی حفاظت میں روانہ کی

Scanned with CamScanner

... دونوں ملکوں کی گاڑیاں ایک ہی وقت میں سرحد پر پہنچیں ... عین
اس وقت دیوان سانگا کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس نے چونک کر
اسکرین پر دیکھا۔ پھر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھرے۔

''خیر تو ہے جناب۔''

''ہمارے ادارے ''سیکرٹ سروس'' کے چیف کا فون ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے موبائل آن کر کے کان سے لگا لیا...

فوراً ہی دوسری طرف سے کہا گیا:

''دیوان سانگا! یہ لوگ بہت زیادہ چالاک ہیں ... عین اس وقت پر
پلٹا کھا جانا ان کی عادت ہے ... کہیں سرحد پر ان کا کوئی چال چلنے
کا ارادہ نہ ہو، اس لیے ...''

''اس لیے کیا سر!'' دیوان سانگا نے فوراً کہا۔

''اس لیے اپنے قیدی پہلے اپنے قبضے میں لینا اور ان لوگوں کو بعد
میں جانے دینا۔''

''ٹھیک ہے، میرا خیال ہے انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

''اگر اعتراض کریں تو سمجھ لیں ان کا ارادہ گڑبڑ کا ہے ... اس
وقت اپنی پوری فورس کو بلا لیجیے گا۔''

''آپ فکر نہ کریں! میں یہی کروں گا۔''

''خوب! بس یہی کہنا تھا۔''

موبائل بند کر کے دیوان سانگا ان کی طرف مڑا...

اسی وقت پھر موبائل کی گھنٹی بجی ... دیوان سانگا پھر چونکا ... اس
نے اسکرین کی طرف دیکھا۔ اس مرتبہ فون اس کے ماتحت اروڑا کا تھا
... اس نے موبائل آن کر کے کان سے لگا لیا۔

''سر! مجھے اس کا افسوس زندگی بھر رہے گا۔''

''کس کا اروڑا۔''

''آپ نے اس وقت مجھے ساتھ لینا پسند نہیں کیا۔''

''مجھے افسوس ہے اروڑا ... ہم پہنچ چکے ہیں ... تم کہاں ہو۔''

''میں ابھی اپنے گھر پر ہوں ... میرا خیال تھا آپ مجھے فون کریں
گے ... میں فون کا انتظار کرتا رہا ... اب پتا چلا کہ آپ تو روانہ بھی ہو
گئے ... اب تو اگر میں تیز ترین رفتار سے روانہ ہوں تو بھی نہیں پہنچ
سکتا۔''

''مجھے افسوس ہے ... بس مجھ سے بھول ہو گئی ... لیکن اگر تم کہو تو
ہم تمہارا انتظار کر لیں ... اس صورت میں تو تم پہنچ سکو گے۔''

''پتا نہیں سر ... ادھر قیدیوں کے تبادلے کا وقت مقرر ہے اور وہ
وقت ادھر سے ادھر نہیں کیا جا سکتا ... یہی بات ہے نا سر۔''

''ہاں! بات تو یہی ہے۔''

''بس تو پھر میں کیا کروں گا آ کر ... اس بات کا گلہ مجھے ہمیشہ
رہے گا۔''

''میں ... میں تم سے معافی چاہتا ہوں اروڑا ... اور ملاقات ہونے

Scanned with CamScanner

پر مزید معافی چاہوں گا۔''

پھر دوسری طرف سے کال منقطع ہونے بعد دیوان سانگا نے موبائل بند کر دیا اور ان کی طرف مڑا ... اب گاڑیاں سرحد پر رک چکی تھیں ... سرحد کے دوسری طرف بھی فوجی گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔

''پہلے میں اپنے فوجیوں سے مشورہ کر لوں، آپ لوگ ٹھہریں۔''

یہ کہتے ہوئے دیوان سانگا نیچے اتر گیا اور فوجیوں کی گاڑیوں کی طرف بڑھا...

سب کی نظریں اس پر جمی تھیں۔

☆☆☆☆☆
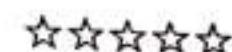
''پھر لیکن'' کا جواب

ایک ایک قدم اٹھاتا دیوان سانگا فوجیوں کے پاس جا کر رک گیا۔ فوجی اس وقت تک نیچے اتر کر گنیں سنبھال چکے تھے اور چوکس کھڑے تھے ... نزدیک پہنچ کر وہ بولا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے چیف صاحب کا فون آیا تھا ... انہوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ لوگ یعنی انسپکٹر جمشید وغیرہ بہت چالاک ہیں ... کہیں انہوں نے کوئی چال چلنے کا پروگرام نہ بنا رکھا ہو۔''

''اوہ!'' فوجیوں کے منہ سے چونکنے کے انداز میں نکلا۔

''چیف کا مشورہ ہے کہ ہر طرح ہوشیار رہا جائے ... کہیں ہم ان کی کسی چال میں نہ آ جائیں ... لہٰذا میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پہلے اپنے قیدیوں کو جا کر چیک کریں ... کہیں یہ لوگ اصل قیدیوں کی بجائے فرضی قیدیوں کو اس طرف نہ بھیج دیں ... یعنی میک اپ میں۔''

''اوہ ... واقعی سر! یہ ہو سکتا ہے۔''

''لہٰذا میں جا رہا ہوں ... پہلے میں قیدیوں کو چیک کروں گا ... پھر ادھر سے انہیں اس طرف روانہ کروں گا، اس کے بعد آپ لوگ ان حضرات کو ادھر روانہ کر دیں ... جب یہ لوگ ادھر پہنچ جائیں گے تو

Scanned with CamScanner

میں ادھر آ جاؤں گا کیونکہ مجھے بطور ضمانت وہاں ٹھہرنا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے سر۔"

"بس تو پوری طرح ہوشیار رہنا لیکن جب تک میں نہ کہوں کوئی قدم نہ اٹھانا ... معاملہ سرحد کا ہے، کہیں بلاوجہ جنگ نہ چھڑ جائے۔"

"آپ فکر نہ کریں سر ... ہم پوری طرح احتیاط کریں گے۔"

"شکریہ!"

اب وہ ان کے پاس آیا اور بولا۔

"پہلے میں ادھر جا کر قیدیوں کو چیک کروں گا ... اگر وہ درست ہوئے تو انہیں ادھر بھیج دوں گا ... خود بطور ضمانت وہاں ٹھہروں گا ... یعنی جب آپ لوگ ادھر پہنچ جائیں گے تب میں ادھر آؤں گا تاکہ آپ کوئی شک محسوس نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے دیوان سانگا ..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"آپ اپنے لوگوں کو یہ پروگرام بتا دیں۔"

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے کہا اور اپنی طرف کے فوجی اہلکاروں سے وائرلیس پر بات کرنے لگے جو لوگ سرحد پر آئے تھے۔ یہ وائرلیس سانگا نے انہیں دیا تھا۔ پروگرام بتانے کے بعد انہوں نے دیوان سانگا کو اشارہ کیا ... دیوان سانگا فوجی شان سے چلتا سرحد کی طرف بڑھا ... دونوں طرف سے لوگ چوکس کھڑے تھے ... پھر دیوان سانگا سرحد عبور کر گیا ... وہ سیدھا قیدیوں کے پاس پہنچا ... اس نے

پہلے اپنے طریقے پر انہیں سلام کیا ... پھر ان سب کو باری باری چیک کرتا گیا ... اس نے ان سب کے نام بھی پوچھے ... باپ کا نام بھی پوچھا ... کچھ اور مختصر سے سوالات بھی کیے اور پھر مطمئن ہو کر بولا۔

"ٹھیک ہے یہ لوگ اصلی ہیں ... کوئی دھوکے بازی نہیں کی گئی ... آپ ان لوگوں کو سرحد عبور کر جانے دیں ... جونہی یہ ادھر پہنچیں گے میں اپنے لوگوں کو ہدایات دوں گا وہ آپ کے لوگوں کو ادھر بھیج دیں، اس وقت تک میں آپ کی ضمانت کے طور پر یہاں موجود رہوں گا۔"

"ٹھیک ہے سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اب ان قیدیوں کو اشارہ کیا گیا ... ساتھ ہی کہا گیا۔

"ادھر پہنچتے ہی تم ان کے ساتھیوں کو ادھر بھیج دو۔"

"ٹھیک ہے سر۔"

اور پھر شارجستان کے قیدی اپنی سرحد کی طرف بڑھے ... سب کی نظریں ان پر جمی تھیں ... آخر وہ سرحد عبور کر گئے ... فوراً ہی اس طرف کے فوجیوں نے تالیاں بجا دیں ... ساتھ ہی انسپکٹر جمشید وغیرہ کو اشارہ کیا گیا ... اب وہ سب سرحد کی طرف بڑھے ... اب سب کی نظریں ان پر تھیں ... یہاں تک کہ وہ سرحد پار کر گئے ...

"دیوان سانگا ... آپ ذرا اس جیپ کے پاس آ کر میری بات سن لیں ... ہم نے اس وقت تک بہت اچھا وقت گزارا ہے۔" انہوں نے الگ کھڑی ایک جیپ کی طرف اشارہ کیا۔

Scanned with CamScanner

'' ہاں ... ہاں کیوں نہیں ۔'' اس نے کہا ۔

اور وہ اس جیپ میں داخل ہو گیا ... انسپکٹر جمشید بھی ان کے پیچھے جیپ میں داخل ہو گئے ... پھر جلد ہی دیوان سانگا جیپ سے اتر آیا ... اس وقت انسپکٹر جمشید نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا ۔

'' اچھا دیوان سانگا صاحب ... پھر ملیں گے اگر زندگی رہی تو ۔''

دیوان سانگا نے ہاتھ ملایا اور سرحد کی طرف چل پڑا ... اب سب کی نظریں اس پر جمی تھی ... آخر وہ سرحد عبور کر گیا ... ایک بار پھر تالیوں کی گونج سنائی دی ... گویا کام مکمل ہو چکا تھا ...

وہ فوراً سرحد سے شہر کی طرف روانہ ہو گئے ۔

آدھ گھنٹے بعد وہ سب ایک بڑے ہال میں داخل ہوئے ... وہاں تمام بڑے بڑے آفیسر جمع تھے ۔

'' مبارک ہو ... انسپکٹر جمشید ... انسپکٹر کامران مرزا ۔''

'' اصل مبارکباد کے قابل تو انسپکٹر کامران مرزا ہیں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

'' اس میں شک نہیں ۔'' آئی جی صاحب بولے ۔

'' جی کس میں شک نہیں۔'' محمود فاروق فرزانہ نے ایک ساتھ کہا۔

'' اس میں شک نہیں کہ اس کیس میں اصل کارنامہ کامران مرزا نے انجام دیا ہے ۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا ۔

'' یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ... ہم ہر پل آپ کے ساتھ رہے ہیں

... انکل تو شدید بخار کی وجہ سے اس مرتبہ کچھ کر ہی نہیں سکے ۔''

'' یہی تو تمہاری غلط فہمی ہے، مہربانی فرما کر اس غلط فہمی کو خوش فہمی میں بدل لو۔''

'' ہاں ٹھیک ہے ... میں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا ... لیکن میں اس بات کو اس طرح پی گئی تھی جیسے میں کچھ بھی سمجھ نہیں سکی ... آپ لوگوں کو یاد ہو گا ... ابھی ہم ادھر ہی تھے تو دیوان سانگا کے منہ سے کیا الفاظ بے ساختہ نکل گئے تھے ... 'ہے کوئی تک' ...''

'' بالکل ٹھیک فرزانہ ... اور میں نے تمہیں ڈانٹا تھا کیونکہ اصل بات بھی تمہارے منہ سے ہائیں نکل گئی تھی اور میں نے تم سے کہا تھا ، اپنی ہائیں کو اپنے پاس رکھو ... بس تم فوراً انجان بن گئی تھیں۔''

''لیکن کس بات سے، آپ معموں میں باتیں کیوں کر رہے ہیں۔''

''تم بتاؤ ... اس کیس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ... یہ کیس ہماری فتح پر ختم ہوا ہے ... یا شکست پر ۔''

''شکست پر ...کیونکہ دشمن ہم سے اپنے قیدی چھڑانے میں کامیاب ہو گیا اور ہم اپنی فائل کا انتقام نہ لے سکے ۔''

'' یہی تمہاری غلط فہمی ہے ... اور میں نے اس غلط فہمی کو کہا تھا اسے خوش فہمی میں بدل لو ۔''

''آخر کیسے ؟'' وہ ایک ساتھ بولے۔ پروفیسر داؤد اور خان رحمان بھی خاموش نہ رہ سکے ۔ ساتھ ہی انہوں نے دیکھا۔

Scanned with CamScanner

آئی جی صاحب بھرپور انداز میں مسکرائے رہے تھے ...

'' انکل ... آپ بھی مسکرا رہے ہیں گویا آپ بھی اس راز میں شامل ہیں۔''

'' ہاں یہی بات ہے۔''

'' بہت خوب! آخر یہ چکر کیا ہے ... ہم کس طرح فتح کی حالت میں ہیں۔''

''کیوں نہ میں سب کو شروع سے سناؤں۔''

'' اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔'' آئی جی بولے۔

'' تو پھر سنیے! ہمیں پتا چلا تھا کہ دشمن ملک شارجستان نے اپنے ایک آدمی کو پورا پورا عالمِ دین بنا دیا ہے ... اسے قرآنِ کریم حفظ کرایا گیا ... تمام شعائر کی مکمل تربیت دی گئی یہاں تک کہ وہ مکمل عالم دین بن گیا ... اس کا حلیہ عالموں جیسا بنا دیا گیا اور اسے سرحد پار بھیج دیا گیا... اس نے ادھر آ کر پروگرام کے مطابق خوب ہی دھکے کھائے ... ملازمت کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکتا رہا ... آخر اس طرح وہ ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ... اس نے دم دعا اور تعویذ وغیرہ کا کام دھندا شروع کر دیا ... شعبدہ بازی کے ذریعے وہ پہنچا ہوا پیر فقیر بن گیا ... بڑے بڑے آفیسر اور بڑے بڑے باحیثیت لوگوں کا اور ان کی بیویوں کا اس کے گرد ہجوم رہنے لگا ... ان کے ذریعے وہ ہمارے ملک کے سرکاری راز معلوم کرنے لگا اور سرحد پار بھیجنے لگا ...

اس طرح وہ نہایت کامیابی سے ہمارے ملک کی جڑیں کاٹنے لگا ... ان حالات میں وہ فائل کا واقعہ پیش آ گیا ... فائل کے ادھر پہنچ جانے کا ہمیں بہت رنج تھا اور ہم چاہتے تھے شارجستان کو اس کا بھرپور جواب دیں ... آخر ایک بہت ہی زبردست ترکیب سوچی گئی ... اس ترکیب کے سوچنے میں ہم نے تم لوگوں کو شامل نہیں کیا تھا ... صرف میں تھا، انسپکٹر کامران مرزا تھے اور ایک اور ساتھی تھی ... ترکیب یہ سوچی گئی کہ دیوان سانگا کی جگہ انسپکٹر کامران مرزا لیں۔''

''کیا!!!'' وہ ایک ساتھ چلائے۔

اب ان کے چہروں پر حیرت ہی حیرت نظر آ رہی تھی ... آصف نے چلا کر کہا۔

''لیکن پھر ...''

ایک منٹ آصف ... تمہارے سوال کا جواب بھی ملے گا ... بس سنتے جاؤ ... ہاں تو جب یہ فیصلہ ہو گیا تو انسپکٹر کامران مرزا نے میک اپ کیا ... ایک عام سے آدمی کے روپ میں آ گئے اور دیوان سانگا سے ملے ... جو کہ مولانا پروفیسر شام کے نام سے مشہور ہو چکا تھا ... اور بہت پہنچا ہوا بزرگ بنا بیٹھا تھا ... یہ اس کے مرید بن گئے ... اس کی خدمت میں حاضر رہنے لگے ... کیونکہ انہیں اس کے چلنے پھرنے بولنے اٹھنے بیٹھنے اور ہر کام کرنے کے انداز کو نوٹ کرنا تھا ... اس کی آواز کی نقل کرنی تھی ... اس طرح آہستہ آہستہ یہ اس کام میں ماہر ہو

Scanned with CamScanner

گئے ... تب ہم نے ایک دن دیوان سانگا کو غائب کر دیا اور اس کی جگہ انسپکٹر کامران مرزا نے لے لی۔''

''اوہ ... اوہ۔'' کئی آوازیں ابھریں ...

اب تو گویا یہ حال تھا کہ ان کی آنکھیں حیرت کی وجہ سے باہر نکل آئیں گی ... ادھر ادھر انسپکٹر جمشید نے اپنی بات جاری رکھی۔

''جگہ لینے سے ہم اپنا اطمینان کر چکے تھے کہ انسپکٹر کامران مرزا ہر لحاظ سے اس کی کامیاب نقل کرنے کے قابل ہو چکے ہیں اور ان کی کسی حرکت پر شبہ نہیں کیا جا سکے گا ... آواز کی بھی یہ سو فیصد نقل کرنے لگے تھے ... جب انہوں نے دیون سانگا کی جگہ لے لی تو اسے ایک خفیہ مقام پر قید کر دیا گیا ... اس کے گھر کی، اس کے دفتر کی معلومات حاصل کی گئیں ... جو معلومات اس نے دیں ... ان کو بھی شارجستان میں موجود اپنے ایک جاسوس سے چیک کرایا گیا کہ کہیں دیوان سانگا جھوٹ نہ بول رہا ہو ... لیکن اس کی باتوں کی تصدیق ہو گئی ... تب کہیں جا کر یہ اطمینان کیا گیا کہ انسپکٹر جمشید اب نہایت کامیابی سے اپنا کام کر لیں گے۔''

اس کے بعد ہم نے دیوان سانگا یعنی انسپکٹر کامران مرزا کی اس طرح نگرانی شروع کر دی کہ سانگا کے یہاں موجود دیگر ساتھیوں کو اندازہ ہو جائے کہ نگرانی کی جا رہی ہے ... وہ جہاں جاتے یا انہیں جہاں جانا ہوتا، ان کا تعاقب کیا جاتا ... اس طرح شارجستان کے

جاسوس چونک گئے ... انہوں نے فوراً یہ اطلاع اپنے ملک کے خفیہ ادارے کے ذمے دار لوگوں کو دی ... ادھر سے یہ ہدایات دی گئیں کہ دیوان سانگا کو واپس بلایا جا رہا ہے ... اور سرحد کے ساتھی خود آ کر انہیں لے جائیں گے ... اور اس طرح دیوان سانگا سرحد پر پہنچ گیا ... وہاں سرحد پر شارجستان کے لوگ موجود تھے ... یعنی ہماری سرحد پر یہ بات فائل والے معاملے میں سامنے آ گئی تھی ... ہم اپنے پروگرام کے مطابق پہلے ہی سرحد پر پہنچ چکے تھے ... سرحد پر موجود غداروں نے ہمیں بھی ان کے ساتھ دوسری کی طرف پار کر دیا ... اس کے بعد کی کہانی تو تم جانتے ہی ہو ... اگر اب بھی معاملہ سمجھ میں نہیں آیا تو بتاتا چلوں کہ شارجستان میں جس دیوان سانگا کی قید میں ہم تھے وہ دراصل دیوان سانگا کے روپ میں انسپکٹر کامران مرزا تھے ...''

''اب ہم اتنے بھی کوڑھ مغز نہیں ہیں۔'' فاروق مسکرایا۔

''لیکن شاید تم یہ نہ جانتے ہو کہ وہ جو انکل کامران مرزا کے میک اپ میں بیمار بنے ہوئے تھے، وہ دراصل سب انسپکٹر شاہد تھے ... اور وہ بیمار ہی اس لیے تھے کہ ان سے کوئی بات چیت نہ ہو سکے ... ان کا پول نہ کھل سکے ... یہی نا۔'' فرحت مسکرائی۔

''ہاں فرحت ... اور اس طرح جتنے دن انسپکٹر کامران مرزا نے وہاں گزارے ... تم سوچ ہی سکتے ہو انہوں نے کیا غضب نہیں ڈھایا ہو گا ان کے سرکاری اور فوجی رازوں پر ... کیا کچھ نہیں کیا ہو گا

Scanned with CamScanner

دیوان سانگا کے روپ میں ... دیوان سانگا کے روپ میں انسپکٹر کامران مرزا کو وہاں ایک فائل کیا، کمپیوٹر میں محفوظ شارجستان کے اہم دفاعی رازوں، فوجی تنصیبات، ہمارے ملک میں ان کے جاسوسوں کی کارروائیوں کا ریکارڈ اور ان کے آنے والے منصوبوں کی پوری تفصیلات مل گئیں ... جو انہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے ادھر منتقل کر دیں ... بھلا یہ کام ان کے لیے کیا مشکل تھا ... اب تم سوچ سکتے ہو ... ایک فائل کے بدلے میں ہم شارجستان کی کتنی فائلیں لے آئے ہیں۔''

''لیکن ابا جان ! جب ہم ادھر سرحد پر پہنچے تھے تو ہم نے تو دیوان سانگا کو تو ادھر بھیج دیا تھا۔''

''ہاں تمہیں یاد ہو گا ... سرحد پر آنے کے بعد میں دیوان سانگا کو الگ کھڑی جیپ میں لے گیا تھا ... یہ بات ہم نے پہلے ہی طے کر لی تھی ... اس جیپ میں دراصل اصل دیوان سانگا موجود تھا ... اس طرح انسپکٹر کامران مرزا اندر رہ گئے اور میرے ساتھ اصل دیوان سانگا باہر آ کر سرحد کی طرف چلا گیا۔''

''لیکن ابا جان۔'' محمود بول اٹھا۔

'' ہاں ہاں لے آؤ جس قدر لیکن لا سکتے ہو ... تمہارے ہر لیکن کا جواب دوں گا۔'' وہ مسکرائے۔

''جی ابا جان ... ہم اس بات پر حیران ہیں کہ ادھر جاتے ہی دیوان سانگا نے کیوں اصل بات نہ بتا دی۔''

'' ہم لوگ اتنے کچے کام نہیں کرتے ... ادھر ہم اپنا کام کر رہے تھے ... ادھر دیوان سانگا پر کام ہو رہا ہے ... اس کے دماغ میں ایک چپ آپریشن کے ذریعے فٹ کر دی گئی تھی ... اب وہ اس چپ کے زیر اثر ہے ... فی الحال تو وہ کسی کو کچھ بھی بتانے کے قابل نہیں ہے ... ایک دو دن بھی شارجستان کے لوگوں کو اصل بات کا پتا چلے گا ... انہیں معلوم ہو گا کہ وہ ہمارے ملک کی تو صرف فائل لے اڑے تھے ... ہم ان کے ملک کی بے شمار فائلیں اڑا لائے۔''

''اوہ ... اوہ۔'' ان سب کے منہ سے نکلا۔

''اب کہتے جاؤ ... اوہ اوہ ... دیوان سانگا صاحب ... اب آپ بھی ادھر آ جائیں ... کب تک سامنے والے کمرے میں بیٹھے مزے سے ساری باتیں سنتے رہیں گے۔'' انسپکٹر جمشید نے ہانک لگائی۔

دروازہ کھلا اور دیوان سانگا کے روپ میں انسپکٹر کامران مرزا اندر داخل ہوئے ... ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

'' واہ ... سبحان اللہ ! اب مزہ تو اس وقت آئے گا جب شارجستان سے بات ہو گی۔''

'' ہم ابھی بات کیے لیتے ہیں ... دیوان سانگا کے موبائل میں ان سب کے نمبر موجود ہیں ... انسپکٹر کامران مرزا ... ذرا شابان خان کا نمبر تو ملائیں ... اور تم لوگ جان چکے ہو گے کہ شابان خان دراصل کون ہے۔''

Scanned with CamScanner

"جی ہاں! آپ کے منہ سے اس روز شاباں خان کے لیے پروفیسر کا لفظ نکل گیا تھا ... اس کا مطلب ہے ... وہ پروفیسر التمش ہے ... فائل کو اڑانے کا اصل ذمے دار۔"

"بہت خوب! بالکل یہی بات ہے ... التمش شارجستان کا کوئی چھوٹا موٹا آدمی نہیں ہے ... وہاں کی سب سے مشہور و معروف خفیہ ایجنسی کا چیف ہے ... اب ہم ذرا اسے فون کرتے ہیں ... انسپکٹر کامران مرزا آپ ذرا اس سے بات شروع کریں۔"

"اچھی بات ہے۔"

انسپکٹر کامران مرزا نے دیوان سانگا کے موبائل سے شاباں خان کے نمبر ملائے ... سلسلہ ملنے پر اس کی آواز ابھری۔

"ہیلو پروفیسر التمش ... کہو کیسی رہی۔"

"کیا مطلب کیا کیسی رہی ... یہ نمبر تو دیوان سانگا کا ہے ... لیکن آواز انسپکٹر کامران مرزا کی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"دیوان سانگا کا موبائل اس وقت میرے پاس ہے ... دیوان سانگا اس وقت اپنے ملک میں تمھارے پاس ہے۔"

"کیا فضول باتیں کر رہے ہیں آپ۔"

"یہ فضول باتیں نہیں ... بہت کام اور بہت مزے کی باتیں ہیں، ان کو سن کر تمہارا دماغ بھک سے اڑ جائے گا ... تم ایک فائل اڑا کر

لے گئے تھے ... ہم تمہاری بے شمار فائلیں اڑا لائے ہیں ... اس بات کا پتا تمہیں ایک دن بعد چلنا تھا ... کیونکہ دیوان سانگا ابھی ایک دن بعد تمہیں اصل بات بتانے کے قابل ہو سکے گا لیکن ہم آج ہی بتائے دے رہے ہیں ... تمہارے ملک میں جو دیوان سانگا ادھر سے فرار ہو کر پہنچا تھا ... وہ دیوان سانگا نہیں ... اس کے روپ میں میں تھا ... یعنی انسپکٹر کامران مرزا۔"

"کیا!!!"

شاباں خان پوری قوت سے چلا اٹھا۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

اسی سے پوچھ لو

"ہاں شابان خان ... تم بھی اور تمہاری حکومت بھی کیا یاد کرے گی... ہم اپنے ملک کے دشمن سے اسی طرح نمٹا کرتے ہیں۔"

"آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو انسپکٹر کامران مرزا۔" دوسری طرف سے ناخوشگوار انداز میں کہا گیا۔

"سنو اگر سن سکتے ہو تو ... تم ہماری ایک فائل لے گئے تھے نا... ہم فائلوں کا پورا دفتر ادھر لے آئے ہیں ... جب اس طرف دیوان سانگا کے گرد گھیرا تنگ کیا گیا تو تم لوگوں نے اسے فوراً سرحد کے ذریعے واپس آ جانے کی ہدایات دیں ... جب کہ ہم اس سے پہلے ہی دیوان سانگا کو گرفتار کر چکے تھے۔"

"کیا مطلب ... یہ کیا بکواس ہے ... تمہارا دماغ چل گیا ہے۔"

"میرا نہیں البتہ تمہارا دماغ ابھی چلنے والا ہے پروفیسر التمش..."

"اوہ ... تو تم یہ بھی جانتے ہو۔"

"سنتے جاؤ ... ہم دیوان سانگا کو پہلے ہی گرفتار کر چکے تھے اور اس کی جگہ انسپکٹر کامران مرزا کو اس کے میک اپ میں بٹھا چکے تھے۔"

"یہ ... یہ کیسے ممکن ہے۔"

"یہ ایسے ممکن ہے کہ پہلے میں نے ایک مرید کے روپ میں اس کے پاس وقت گزارا ، اس کی حرکات وسکنات کو نوٹ کیا ... اس کے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کو نوٹ کیا ... پھر پلاسٹک سرجری کے ذریعے دیوان سانگا کا میک اپ اپنے چہرے پر کیا ... دیوان سانگا کا موبائل ہمارے پاس تھا ... لہٰذا اس کے ذریعہ تمہاری ہدایات ملیں کہ بس سب چھوڑ کر آ جاؤ ورنہ پھنس جاؤ گے ... ہم تو اسی ہدایت کے انتظار میں تھے ... سرحد پر پہنچ گئے ... ادھر تم وہاں پہنچ چکے تھے ... کہنے کا مطلب یہ کہ ہمیں کچھ بھی نہیں کرنا پڑا ... تم خود ہی ہمیں اپنے ملک میں لے گئے ... ہمیں تم نے قید میں رکھا ... لیکن مجھ کو دیوان سانگا کا پورا دفتر دے دیا ... تم سوچ سکتے ہو ... وہاں رہتے ہوئے دیوان سانگا کے روپ میں رہتے ہوئے میں نے کیا نہیں کیا ہو گا ... کوئی فائل وہاں نہیں چھوڑی ہو گی۔"

"نن نہیں ... نہیں ..." شابان خان پوری قوت سے چلا اٹھا ... وہ ان کے سامنے نہیں تھا ... ورنہ اس کے چہرے کی حالت دیکھ کر وہ بہت لطف اندوز ہوتے۔

"ہاں شابان خان ... انہوں نے ساری فائلیں نیٹ کے ذریعے ادھر آرام سے بھیج دیں اور تم لوگوں کو کانوں کان پتا نہ چلا ... کوئی اس سے بڑا انتقام بھی لے سکا ہو گا تم سے آج تک ... بڑے شعبدہ باز بنے پھرتے ہو ... یہ جوابی شعبدہ کیسا رہا ... تمہارے رات دن

Scanned with CamScanner

کے ہوش اڑانے کے لیے بہت کافی رہے گا ... انگاروں پر لوٹو گے۔"

"لیکن ... دیوان سانگا نے ہمارے پاس یہاں موجود ہیں۔"

"وہ اصل دیوان سانگا ہے ... انسپکٹر کامران مرزا نہیں ... سرحد پر جب دیوان سانگا کے روپ میں انسپکٹر کامران مرزا ادھر آ گئے تو ہم نے اصل ادھر بھیج دیا۔"

"لیکن اس نے اس وقت ہمیں کیوں نہیں خبردار کیا۔"

"کل سے پہلے وہ کچھ نہیں کہہ سکے گا ... ایسے کام ہمارے سائنس دان آسانی سے کر لیتے ہیں ... بس میں نے سوچا تمہیں بتا دوں ... ہم ... سب جو طوفان بن کر ٹکراتے ہیں ... آئندہ تم یا تمہارا کوئی کارندہ ایسی کوئی بری نیت لے کر آیا تو ہم اس سے بھی سخت جواب دیں گے ... اور تمہارے چودہ طبق روشن کریں گے ... آج کے لیے اتنا ہی سبق کافی رہے گا ... اب اجازت۔"

یہاں تک کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

" یہ مہم حد درجے حیرت انگیز رہی۔" آصف بول پڑا۔

"کیا مطلب ... کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ کام مکمل ہو گیا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"جی ... تو کیا ابھی یہ کیس ختم نہیں ہوا۔"

"فائل کی واپسی کی حد تک ضرور ختم ہو گیا ہو ... لیکن اس کا اصل حصہ ابھی باقی ہے۔"

"جی ... کیا مطلب ؟"

"بھئی سامنے کی بات ہے۔"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں انکل ... کہ دشمن کے ایجنٹ اس قدر آسانی سے ہمارے ملک کی ایک فائل اپنے ملک لے جانے میں اس قدر آسانی سے کامیاب کس طرح ہو گئے۔" آصف نے کہا۔

" ہاں اس وقت سرحد پر جو حالات ہمیں پیش آئے تھے ... اس سے ملتے جلتے حالات سرحد پار کرنے کے سلسلے میں پھر پیش آئے ... اس کا مطلب ہے سرحد پر ہمارے فوجیوں میں ایسے غدار عناصر شامل ہیں جو اس قسم کے کام آسانی سے کرتے رہتے ہیں ... اور یہ ایک ناسور ہے ... ہمیں اس ناسوروں کا سراغ لگانا پڑے گا ... ورنہ یہ لوگ سرحد کے راستے ہمیں بے تحاشہ نقصان پہنچاتے رہیں گے۔"

"آپ کی بات سو فیصد درست ہے۔" محمود نے سر ہلایا۔

"بس تو پھر ہم صبح سویرے سے اس کیس کے اس حصے پر کام شروع کریں گے۔" انسپکٹر جمشید یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

O

دوسرے دن صبح اتوار تھا اور وہ اپنے گھر کے صحن میں ناشتا کر رہے تھے ... پروفیسر داؤد اور خان رحمان بھی موجود تھے ...

Scanned with CamScanner

انسپکٹر جمشید ناشتے کے دوران کہہ رہے تھے:

''فائل والے پورے کیس پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے کہ ہماری فوج میں گڑبڑ موجود ہے ... فوج میں کچھ افراد ایسے ضرور ہیں جو شارجستان کے لیے جاسوسی کر رہے ہیں ... اور شارجستان اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے ان سے کام لے رہا ہے ... ظاہر ہے وہ لوگ شارجستان سے بڑی بڑی رقمیں اور دنیا کے دیگر ملکوں میں جائیدادیں حاصل کر رہے ہیں ... حال ہی میں ہمارے ایک سابق کمانڈر انچیف نے اربوں ڈالر میں ایک جزیرہ خریدا ہے ... ظاہر ہے کہ اتنی رقم ایک آرمی چیف کے پاس جائز راستے سے تو آ نہیں سکتی ... ایسے بہت سے اور بھی افسران فوج میں موجود ہیں ... اب جب تک ہم ان کا سراغ نہیں لگا لیتے ہماری کامیابی مکمل کامیابی نہیں کہلا سکتی ... میرے نزدیک اصل مجرم وہ فوجی افسران ہیں ... شارجستان کے لوگ اصل مجرم نہیں ... فوج میں غدار نہ ہوتے تو کیا یہ حالات پیش آ سکتے تھے ... ہرگز نہیں ... سنابر ایان کے ہاں سے فائل اڑا لی گئی ... اور اس کے فوراً بعد ہمیں یہ خبر سننی پڑی کہ فائل شارجستان پہنچ گئی ہے ... اس خبر نے ہمیں حیرت زدہ کر دیا کہ اس قدر فائل شارجستان پہنچ گئی ہے ... یہ کیسے ممکن ہوا ... فوج میں چھپے ہوئے غداروں کے ذریعے... پھر جب دیوان سانگا والا معاملہ شروع ہوا ... تو اس وقت فوج کے کچھ سرحد پر حرکت میں آ گئے اور انہوں

نے دیوان سانگا کو فوری طور پر دوسری طرف پہنچانے کی کوشش کر ڈالی ... یہ تو خیر اور بات تھی کہ ہمارے پروگرام پر عمل کر رہے تھے ... اور دیوان سانگا کے روپ میں دراصل انسپکٹر کامران مرزا کو ادھر پہنچا رہے تھے اور ساتھ میں ہمیں ان کے ساتھ اپنے ملک میں لے جا رہے تھے ... لیکن یہ بات کس قدر خوفناک ہے کہ دشمن ملک کا کوئی آدمی ادھر بھیج دیتے ہیں، یہ تو بالکل ایسا ہے جیسے یہ ان کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہو ... لیکن اب ...'' انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

''لیکن اب کیا ابا جان۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''لیکن اب ہمیں اس بائیں ہاتھ کے کھیل کو ختم کرنا ہوگا ... اس چور دروازے کو بند کرنا ہوگا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم ایسے کالے چوروں کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

''بسم اللہ کریں ابا جان۔''

''اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے کمانڈر انچیف سے ملاقات کرنا ہوگی ... اور اس کام کے لیے صدر صاحب سے کہلوانا ہوگا۔''

یہ کہہ کر انہوں نے صدر صاحب کے نمبر ڈائل کیے، دو تین بار کی کوشش کے بعد آخر صدر صاحب سے رابطہ ہو گیا ... انہوں نے کہا۔

''السلام علیکم سر ... ہم ایک سنگین مسئلے پر کمانڈر انچیف صاحب سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔''

''کیوں جمشید ... ایسا کیا معاملہ ہے۔''

Scanned with CamScanner

"آپ کو یاد ہو گی وہ فائل جو سنابر ریان کے گھر سے اڑالی گئی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے شارجستان پہنچا دی گئی تھی۔"

"ہاں یاد ہے ... کہتے جاؤ۔" صدر صاحب جلدی سے بولے۔

"دراصل وہ کام سرحد پر تعینات فوجی افسران کے ذریعے لیا گیا تھا ... سرحد پر کئی فوجی آفیسر اس جرم میں ملوث پائے گئے تھے ... ہم اس کے گواہ ہیں... ہم نے اس سازش کو بے نقاب کیا تو خود بھی مصیبت میں پھنسے ... پھر ان کے ہاتھ اس قدر لمبے ہیں کہ آپ نے بھی ہمیں روک دیا ... ہمارا خصوصی اجازت نامہ تک کینسل کر دیا۔"

"ہاں جمشید! لیکن دباؤ اس قدر تھا کہ بتا نہیں سکتا۔"

"بے شک آپ نہیں بتا سکتے کہ کس قدر دباؤ تھا ... لیکن آپ ذرا غور کریں کہ وہ اس سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں ... جب تک ہم دباؤ والی حالت سے خود کو محفوظ نہیں کر لیتے، ہماری سرحد محفوظ نہیں ہو گی اور جب سرحد محفوظ نہیں ہو گی تو پھر پورا ملک غیر محفوظ ہو گا ... اس پر بھی غور کر لیں۔"

"جمشید ... بتاؤ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔"

"ہم اپنے ملک کی سرحد کو ایسے عناصر سے مکمل طور پر پاک کرنا چاہتے ہیں ... لیکن یہ کام ہم آپ کی مدد کے بغیر نہیں کر سکیں گے ... اور اس کے لیے ..." وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"اور اس کے لیے آپ کو ہمارا خصوصی اجازت نامہ پھر سے بحال

کرنا ہو گا ... اور بحال بھی ایسے کرنا ہو گا کہ آپ اسے منسوخ کرنے کے لیے کسی کا دباؤ قبول نہیں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے جمشید۔" دوسری طرف سے صدر صاحب بولے۔

"آپ اجازت نامہ بھجوا دیں ... اس کے بعد ہی ہم اپنا کام شروع کر سکیں گے ... اور آپ کو کمانڈر انچیف کو فون بھی کرنا ہو گا ... آپ صرف ان سے یہ کہہ دیں ... کچھ لوگ آ رہے ہیں جو سرحد پر موجود غداروں کو بے نقاب کریں گے۔ ہمارے نام نہ بتائیں۔"

"میں انہیں فون کر دیتا ہوں اور ان کا جواب سننے پر تمہیں فون کروں گا جمشید... تم ذرا انتظار کرو۔"

"جی اچھا۔"

انہوں نے فون بند کر دیا ... تھوڑی دیر بعد صدر صاحب کا فون آ گیا ... انہوں نے سنا ... وہ کہہ رہے تھے۔

"جمشید! کمانڈر انچیف جنرل وجاہت الدولہ کو میں نے تمہاری فرمائش کے مطابق آمد کی اطلاع کر دی ہے ... تم لوگوں کے نام نہیں بتائے ... بس اتنا کہا ہے کہ تمہارا تعلق وزارتِ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے ہے۔"

"چلیے یہ اچھی بات ہے ... لیکن مزہ تب ہے جب آپ کسی بھی طاقت کا دباؤ قبول نہیں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے جمشید ... نہیں کریں گے۔"

Scanned with CamScanner

"او کے سر! اگر ایسا ہو گیا تو یہ کام ہمارے لیے زیادہ مشکل نہیں
ہو گا ... اطلاعاً عرض ہے کہ ہم وہاں میک اپ میں جائیں گے۔"
تھوڑی دیر بعد ہی صدر صاحب نے خصوصی اجازت نامہ بھجوا دیا...
انہوں نے اسے غور سے پڑھا ... اس میں کوئی ردّ و بدل نہیں کیا گیا تھا
... جو الفاظ پہلے والے اجازت نامے ہی تھے ... وہی اب تھے... اب
گویا کمانڈر انچیف بھی اس اجازت نامے کو رد نہیں کر سکتے تھے۔
"او کے ... اب ہم اطمینان سے کام شروع کر سکتے ہیں۔"
تھوڑی دیر بعد وہ خان رحمان کی بڑی گاڑی میں کمانڈر انچیف
کے دفتر کا رخ کر رہے تھے ... انہوں نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔
"مجھے سرحد پر موجود غداروں سے کسی قسم کی کوئی ہمدردی نہیں ہے
... اطلاعات ہمارے پاس بھی ہیں لیکن ہماری ملٹری انٹیلیجنس ابھی تک
ان کے خلاف ثبوت حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے ... مسئلہ صرف
ثبوت کا ہے ... آخر ہم ثبوت کے بغیر کسی پر کیسے ہاتھ ڈالیں۔"
"ہم اسی سلسلے میں تو حاضر ہوئے ہیں۔"
"یہ اچھی بات ہے ... آپ انہیں بے نقاب کریں ... ثبوت پیش
کریں، ان کا کورٹ مارشل میری ذمے داری ہے۔"
"اسی غرض سے آئے ہیں ... ان غداروں کی وجہ سے ہمارا ملک
ہر وقت خطرے میں ہے ... یہ معاملہ ہے سرحد کا ... غدار جو نقصان
یہاں پہنچا سکتے ہیں ... ملک میں کسی اور جگہ نہیں پہنچا سکتے ... آپ

ہمارے ساتھ کوئی آفیسر روانہ کر دیں ... اس طرح ہمیں آسانی رہے گی
اور تفتیش کا کام بہتر طور پر ہو سکے گا۔"
"ٹھیک ہے میں آپ کے ساتھ کرنل نسیم پرویز کو بھیج دیتا ہوں
... آپ جہاں جانا چاہیں گے، جس سے ملنا چاہیں گے وہ آپ کو فوراً
وہاں لے جائیں گے۔"
"بس ٹھیک ہے۔"
انہوں نے گھنٹی بجائی۔ پھر نسیم پرویز کو بلا کر لانے کی ہدایت کی ...
ایسے میں ایک ملازم ایک خوبصورت ٹرے میں چائے لے آیا ... ٹرے
پر رکھے برتن بھی بہت ہی دیدہ زیب تھے ... ان کی نظریں برتنوں پر
اور ٹرے پر جم کر رہ گئیں ...
ملازم ٹرے رکھ کر جانے لگا تھا کہ فرزانہ بول اٹھی۔
"ایک منٹ جی!"
"آپ نے مجھ سے کہا؟" ملازم چونک کر اس کی طرف مڑا۔
"جی آپ سے۔" فرزانہ مسکرائی۔
"فرمائیے؟"
"یہ برتن بہت پیارے ہیں ... ہم بھی ایسے برتن خریدنا چاہتے ہیں
اور ایسی ٹرے بھی ... یہ کہاں سے خریدے گئے۔"
فرزانہ کے یہ الفاظ سن کر کمانڈر انچیف کا منہ بن گیا... شاید وہ یہ
کہنا چاہتے تھے کہ آپ لوگ تو برتنوں میں دلچسپی لینے لگے ... مجرموں کو

Scanned with CamScanner

کیا پکڑیں گے ... لیکن وہ کچھ بولے نہیں ... بس منہ بنا کر رہ گئے۔

''مجھے کیا معلوم جی۔''

''تو پھر کسے معلوم ہے۔'' فرزانہ نے کہا۔

''صاحب کے گھر کی چیزیں خریدنے کی ذمے داری ارسلان جاہ کی ہے۔''

''آپ کا نام؟''

''جی میں شہروز جان ہوں۔''

''شہروز جان ... ارسلان جاہ اس وقت کہاں ہوں گے۔''

''یہیں ہوں گے ... ان کا اپنا الگ کمرہ ہے۔''

''انہیں بلا کر لے آئیں۔''

''جی اچھا!'' شہروز جان نے کہا اور چلا گیا۔

''آپ لوگ ملک اور قوم کے غداروں کو تلاش کرنے آئے ہیں اور پڑ گئے برتنوں کے چکر میں۔''

''جی بس ... برتن ہی اتنے خوبصورت ہیں۔''

''میرے پاس تو پھر اتنا وقت نہیں کہ اب میں گھریلو ملازم کا انتظار کروں۔'' انہوں نے اور زیادہ منہ بنایا۔

''آپ کو ہمارے پاس ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ... ہمیں کوئی کام پڑا تو خود آپ سے رابطہ کریں گے۔''

''بہتر ... ویسے میں صدر صاحب سے بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔''

''جی ... کس سلسلے میں۔''

''میں آپ کے سامنے ہی بات کرتا ہوں۔'' جنرل صاحب کافی جھنجھلائے ہوئے لگ رہے تھے۔

اسی وقت ایک فوجی افسر ایڑیاں بجاتا اندر داخل ہوا ...

جنرل صاحب نے اس پر ایک نظر ڈالی پھر بولے۔

''کرنل! آپ کو ان لوگوں کی مدد کے لیے بلایا ہے ... لیکن اب شاید اس کی ضرورت پیش نہ آئے۔''

''میں سمجھا نہیں سر۔''

''یہ حضرات سرحد پر موجود غداروں کی تلاش میں آئے ہیں ... انہوں نے درخواست کی کہ ان کے ساتھ کسی قابل اعتماد آفیسر کو کر دیا جائے جو ملاقاتیں کرانے کے سلسلے میں ان کی مدد کر سکے ... میں نے آپ کو بلا بھیجا کیونکہ میرے خیال میں اس کام کے لیے تو آپ ہی بہتر ہیں۔''

''شکریہ سر!'' کرنل نسیم پرویز فوراً بولے۔

''لیکن اب شاید ایسی ضرورت نہیں رہ گئی ... ان لوگوں کو صدر صاحب کی مرضی سے بھیجا گیا ہے اور صدر صاحب کا ان کے سلسلے میں مجھے فون بھی ملا تھا ... یہ ابھی آئے ہی ہیں ... ابھی ان سے چند باتیں ہوئی ہیں ... ایسے میں شہروز چائے لے آیا ... چائے کے برتن دیکھ کر یہ پوچھنے لگے ... یہ برتن بہت پیارے ہیں کہاں سے خریدے گئے ...

Scanned with CamScanner

شہروز نے انہیں بتایا کہ چیزیں خریدنے کی ذمے داری ارسلان جاہ کی ہے ... اب یہ چاہتے ہیں ... یہاں ارسلان جاہ کو بلایا جائے تاکہ اس سے پوچھیں کہ برتن کہاں سے خریدے گئے ہیں ... بھلا میرے پاس اتنا وقت کہاں ہے ... اور جو لوگ آتے ہی برتنوں کی خوبصورتی کے چکر میں پڑ گئے ... وہ بھلا غدار لوگوں کو تلاش کر لیں گے ... پتا نہیں صدر صاحب نے کن لوگوں کو بھیج دیا ہے ... میں انہیں فون کر رہا ہوں۔"

"یہ بات سن کر حیرت ہوئی ... لیکن فون کرنے سے پہلے آپ ان سے کیوں نہیں پوچھ لیتے سر ... کہ یہ کیسے لوگ ہیں ... آئے کس کام اور کرنے لگے کیا۔"

"ان سے کیا پوچھنا ... صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔" انہوں نے جھلا کر کہا اور پھر موبائل پر نمبر ملانے لگے ... ایسے میں ایک بار پھر قدموں کی آواز سنائی دی ... شہروز اچانک بول اٹھا۔

"سر! ارسلان جاہ بھی آ گئے۔"

ایڑیاں بجاتا ارسلان جاہ اندر داخل ہوا۔

اُس نے زور دار انداز میں سلیوٹ کیا، پھر بولا۔

"حکم سر!"

"ٹھہرو ارسلان۔" جنرل صاحب نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

عین اس لمحے سلسلہ مل گیا ... جنرل صاحب کی آواز ابھری۔

"السلام علیکم سر۔"

"وعلیکم السلام ... کہیے جنرل صاحب۔"

"سر! یہ آپ نے سرحد کے غدار پکڑنے کے لیے کن لوگوں کو بھیج دیا۔" ان کا لہجہ شدید ناخوشگوار تھا۔

"کیوں جنرل ... کیا بات ہے، خیر تو ہے۔"

"میرے خیال میں یہ لوگ اس قابل نہیں کہ کوئی کام دکھا سکیں۔"

"انہوں نے ایسا کیا کام دکھایا کہ آپ ان سے بدظن ہو گئے۔" صدر صاحب نے پوچھا۔

"میرے گھر کے برتنوں کو دیکھ کر ان پر لٹو ہو گئے ... اب یہ اس شخص سے ملنا چاہتے ہیں جو گھریلو چیزیں خریدنے پر مامور ہے۔"

"اوہ اچھا ... آپ ذرا موبائل ان میں سے کسی کو دیجیے۔"

جنرل صاحب نے برا سا منہ بناتے ہوئے فون انسپکٹر جمشید کی طرف بڑھا دیا ... انہوں نے کان سے لگاتے ہی کہا۔

"السلام علیکم سر۔"

"کیا مسئلہ ہے؟"

"آپ کو تو معلوم ہی ہے سر۔"

"ہاں معلوم ہے ... خیر ... تم موبائل جنرل صاحب کو دے دو۔"

"جی اچھا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے فون جنرل صاحب کو واپس دے دیا ...

Scanned with CamScanner

انہوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا ... پھر فون کان سے لگاتے ہوئے بولے۔

''یس سر!''

''میں نے پوچھ لیا ہے ... اور میرا آپ کو مشورہ ہے کہ یہ جو کرتے ہیں کرتے رہیں ... بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ بور ہو کر ان کے پاس سے ہٹ نہ جائیں ... تھوڑی دیر ان کے ساتھ ضرور رہیں ... آپ کو بہت جلد احساس ہو جائے گا کہ میں نے کن لوگوں کو بھیجا ہے۔''

''ٹھیک ہے سر۔'' انہوں نے کہا ... ساتھ ہی منہ بھی بنایا۔

''یہ رہا ارسلان جاہ ... جو پوچھنا ہے اس سے پوچھ لیں۔''

''مسٹر ارسلان ہم آپ سے ٹرے میں رکھے ان برتنوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں ... نہ صرف برتنوں کے بارے میں بلکہ اس ٹرے کے بارے میں بھی ... یہ آپ نے کہاں سے خریدے ہیں۔''

''ج ... جی ... کک ... کیا مطلب۔''

اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا ...

آنکھوں میں خوف سا سما گیا۔

☆☆☆☆☆
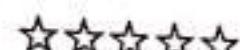
دشمن

اسے اس قدر حیرت زدہ دیکھ کر کمانڈر انچیف بھی حیران رہ گئے۔ کیونکہ یہ کوئی ایسا سوال نہیں تھا جس کے پوچھے جانے پر انسان خوفزدہ ہو جائے ... ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''کیا مطلب ... یہ کیا بات ہوئی۔''

''یہ تو آپ کے ارسلان بتائیں گے کہ کیا بات ہوئی ہے ... ہم نے تو ان سے بس اتنا پوچھا ہے کہ یہ برتن اور ٹرے کہاں سے خریدے ہیں ... اب یہ تو ان کا کام ہے آپ کے گھر کی چیزیں خریدنا ... اس سوال سے کیا خوفزدہ ہونا۔''

''ہاں واقعی ارسلان ... تم نے ان کے سوال کا جواب نہیں دیا ... اور خوفزدہ ہو گئے ... میں نے کہا ہے یہ کیا بات ہوئی۔''

ارسلان جاہ اب بھی کچھ نہ بولا ... بس خوفزدہ انداز میں ان کی طرف دیکھتا رہا ... اب تو کمانڈر انچیف کی حیرت کی انتہا نہ رہی ... اسی وقت انسپکٹر جمشید نے آگے بڑھ کر اس کا بازو کلائی پر سے پکڑ لیا اور بولے۔

''اس سوال کا جواب تم سے لیا جائے گا ... تم جواب دو گے ..

Scanned with CamScanner

اس وقت جواب دینا تمہارے لیے آسان ہے ... لیکن جب ہم دوسرے طریقے سے جواب پوچھیں گے تو تمہارے لیے بہت مشکل ہو گی ... تم ایک ایسے شکنجے میں کسے ہوئے ہو گے جس میں تمہاری ہڈیاں کڑکڑائیں گی ۔''

ان کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ ارسلان جاہ لرز گیا ...

مارے خوف کے اس کے منہ سے نکلا :

''نن ... نہیں ... نہیں ۔''

''نہیں نہیں یا ہاں ہاں کرنے سے بھی کام نہیں چلے گا۔'' فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

'' بتاتے کیوں نہیں۔'' جنرل صاحب گرجے ۔

'' م ... میں نے ... میں نے یہ برتن کسی سے خریدے نہیں ... کسی نے مجھے دیئے تھے ... یہ کہہ کر کہ میں ان برتنوں کو جنرل صاحب کے برتنوں میں شامل کر لوں ... اور اس کام کے لیے اس نے مجھے ایک بہت قیمتی گھڑی انعام میں دی تھی۔''

''کیا کہا ... قیمتی گھڑی ۔'' انسپکٹر جمشید چونکے ۔

'' ہاں قیمتی گھڑی ۔'' اس نے اپنی کلائی ان کے سامنے کر دی ... انہوں نے دیکھا ... وہ گھڑی واقعی بہت قیمتی تھی ... دس لاکھ سے تو کیا کم کیا ہو گی ۔

'' اور وہ کون ہے ۔''

'' وہ میرا دوست ہے ۔''

''دوست ... کیا مطلب ؟''

'' ہاں اکثر مجھ سے ملنے کے لیے آتا ہے ۔''

'' وہ کہاں رہتا ہے ... تمہارا دوست کیسے بنا؟''

'' جس مارکیٹ سے میں صاحب کے گھر کی چیزیں خریدتا ہوں، وہ مجھ سے اس مارکیٹ میں ملا تھا ... وہ ایک دکان کا مالک ہے ... باتوں باتوں میں بس میرا دوست بن گیا اور پھر تو میں تمام چیزیں اسی سے خریدنے لگا ... ایک دن کہنے لگا ... اپنے صاحب کے لیے چائے کے لیے یہ برتن لے جاؤ ... میں نے اسے بتایا کہ چائے کے تو ان کے پاس اتنے سیٹ ہیں کہ کیا بتاؤں ... کوئی گنجائش ہی نہیں ... جب دیکھیں گے تو ناراض ہوں گے کہ یہ خرید کر لانے کی کیا ضرورت تھی، اس پر اس نے کہا کہ وہ ناراض نہیں ہوں گے ... میں یہ برتن تمہیں مفت دیتا ہوں ... میں نے انکار کیا اور کہا کہ نہیں جب وہ ان برتنوں کو دیکھیں گے تو ان کے بارے میں پوچھیں گے ... میں کیا جواب دوں گا ... اس پر اس نے کہا ... دیکھو تم کوئی بات بنا دینا ... کہہ دینا غلطی سے خریدے گئے ... میں نے اس سے کہا ... اس غلطی کی بھی مجھے سزا بھگتنا ہو گی ... وہ سزا ضرور دیں گے ... تب اس نے جیب سے ایک گھڑی نکالی اور اسے میری آنکھوں کے سامنے لہرایا ... ساتھ ہی مسکرا کر بولا ... اس گھڑی کے بارے میں کیا خیال ہے ... میں نے

Scanned with CamScanner

گھڑی کو دیکھا اور بولا... اچھی ہے خوبصورت ہے، لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو... اس نے کہا میں یہ گھڑی تمہیں تحفے کے طور پر دیتا ہوں... یہ گھڑی آج سے تمہاری... شرط بس یہ ہے کہ ان برتنوں کو جنرل صاحب کے برتنوں میں شامل کر لو۔"

"کیا... ارے..." حیرت کے جنرل صاحب چلا اٹھے۔

ادھر ان سب کے چہروں پر اب مسکراہٹیں تھیں...

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے...

اس وقت انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر جنرل صاحب سے کہا:

"اب آپ کا ہمارے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"حیرت انگیز... یہ برتن نہ جانے کتنے دنوں سے یہاں ہوں گے اور کتنی مرتبہ دن میں چائے پی گئی ہو گی لیکن میں نے تو کبھی اس سے ان برتنوں کے بارے میں نہیں پوچھا... اور آپ نے پہلی ہی نظر میں بھانپ لیا کہ ان میں کوئی بات ہے۔"

"اسی لیے صدرِ مملکت نے ہمیں بھیجا ہے۔"

"تت... تو کیا آپ لوگ انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی ہیں۔"

"چلیے اب آپ نے پہچان لیا تو آپ سے کیا چھپانا... لیکن ہم اسی روپ میں یہاں اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔"

"آپ لوگ حیرت انگیز ہیں... آپ نے آتے ہی یہ کام دکھا دیا... لیکن ابھی یہ معلوم نہیں کہ ان برتنوں سے کیا کام لیا جا رہا ہے۔"

"ہم یہ بھی ابھی معلوم کیے لیتے ہیں... آپ چند محافظوں کو حکم دیں کہ ارسلان جاہ کو گرفتار کر لیں اور اسے کوئی حرکت نہ کرنے دیں... ہم نے اس پر مستقل نظر رکھی ہوئی ہے... ابھی تک ہم نے اسے کوئی حرکت نہیں کرنے دی... پہلے نمبر پر اس کی تلاشی لی جائے گی... اس کے پاس کوئی چیز نہیں رہنے دی جائے گی... اس کے بعد بھی اس کے جسم کو آلات کے ذریعے چیک کیا جائے گا... پہلے ہم اس کام سے فارغ ہو لیں... برتنوں کی باری بعد میں آئے گی۔"

"او کے۔" انہوں نے کہا اور ہدایات جاری کر دیں...

کمانڈر انچیف کی حیرت میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

ارسلان جاہ کو جکڑ لیا گیا... تلاشی لی گئی... اس کی جیبوں میں جو کچھ تھا وہ نکال لیا گیا... اس کے بعد پروفیسر داؤد کو اشارہ کیا گیا... انہوں نے اپنے آلات کے ذریعے اس کے جسم کو چیک کیا... جسم میں کوئی چپ وغیرہ نہ مل سکی... اب باری آئی ان برتنوں کی... ان کو چیک کیا گیا... پروفیسر داؤد برتنوں کو بہت احتیاط سے چیک کر رہے تھے... آخر انہیں ٹرے میں کوئی گڑبڑ محسوس ہوئی... ٹرے بہترین قسم کے پلاسٹک کی تھی... اس کا ڈیزائن بھی برتنوں کے مطابق تھا... جب اس کا غور سے جائزہ لیا گیا تو پتا چلا کہ وہ دو پلیٹوں کو چپکا کر تیار کی گئی تھی... تیز دھار آلے کے ذریعہ ان دونوں پلیٹوں کو الگ کیا گیا... اس وقت وہ سب اچھل پڑے... کیونکہ دونوں پلیٹوں کے

Scanned with CamScanner

درمیان حساس آلات موجود تھے ... چپ کی شکل کے آلات ۔

" لیجیے جناب! معمہ حل ہو گیا ... اس ٹرے کے ذریعے یہاں ہونے والی بات چیت شارجستان کے جاسوس سنتے رہتے ہیں ۔"

" اللہ اپنا رحم فرمائے ۔"

" یہ بہت خوفناک صورت حال ہے ... اگر میرا اپنا گھر جاسوسی آلات سے محفوظ نہیں تو کس آفیسر کا گھر محفوظ ہو گا ... اور آپ کس کس کا گھر چیک کریں گے ۔"

" چیک تو کرنا ہو گا ... یہ سلسلہ نہ جانے کہاں تک پھیلا ہوا ہے ۔"

" وہ گھڑی تو ہم نے چیک کی ہی نہیں ۔" فرحت بول اٹھی ۔

" اوہ ہاں! گھڑی تو رہ ہی گئی ۔" انسپکٹر جمشید چونکے ۔

پروفیسر داؤد نے گھڑی کو چیک کیا تو وہ بھی پیغام رسانی کا آلہ نکلا ... اب تو ارسلان جاہ کو گردن سے پکڑ لیا گیا ... اس سے کچھ پوچھنے سے پہلے گھڑی اور ٹرے کے آلات کو ناکارہ کیا جا چکا تھا ۔

" اب تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ سچ اگل دو ورنہ سچ اگلوانا ہمیں آتا ہے ... اور تم جیسے تو چیخ چیخ کر سچ بولنے لگتے ہیں ۔"

" اس کی ضرورت نہیں ... آپ پوچھیں ۔" اس نے جیسے ہاتھ پیر ڈالتے ہوئے کہا ۔

" ہاں تو یہ بتاؤ کہ کون ہے وہ دکاندار ..."

وہ خاموش رہا ۔

" اچھا تو پھر یہ بتاؤ کہ تم لوگوں کا یعنی شارجستان کے ایجنٹوں کا انچارج یہاں کون ہے ۔"

" انچارج کے بارے میں مجھے علم نہیں ۔"

" تم نے جو برتنوں والی کہانی سنائی ... کیا وہ سچی ہے ۔"

" جی نہیں ۔" اس نے کہا ۔

" کیا !!!" جنرل چلائے ۔

وہ مسکرا دیے ... پھر اس سے بولے ۔

" اب سچ بول رہے ہو ۔ یہ برتن اور گھڑی کس نے دی تھی پھر ۔"

" کرنل منور نے ۔"

" نن ... نہیں ... نہیں ۔" کمانڈر انچیف اچھل کر کھڑے ہو گئے ۔

" آپ بیٹھیں ... اور گھبرائیں نہیں ... آپ کو ابھی بہت کچھ سننا اور برداشت کرنا ہے ۔"

کمانڈر انچیف جنرل وجاہت بیٹھ گئے ...

ان کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا ۔

" کرنل منور وہی جو میجر بشیر کے آفیسر ہیں ... فائل کے سلسلے میں ہم ان کے پاس بھی گئے تھے نا ۔" فاروق نے فوراً کہا ۔

" ہاں اس وقت ان کی وجہ سے ہم میجر بشیر کو نہیں بھیج سکے تھے ۔"

" اللہ اپنا رحم فرمائے ... پتا نہیں کیا ہو رہا ہے ۔"

" اسی لیے آئے ہیں کہ فوج کو غدار عناصر سے پاک کر دیں ...

Scanned with CamScanner

اور اب ہم کرنل منور کے ہاں جا رہے ہیں ... ہم کرنل نسیم پرویز کو ساتھ لے جائیں یا آپ بھی ساتھ چلنا پسند کریں گے۔''

''اب تو میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا ... کرنل نسیم بھی چلیں گے... یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے ... نہ جانے اس کی جڑیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں۔''

''آپ فکر نہ کریں ... ہم کی ان جڑوں تک پہنچ کر رہیں گے ... ویسے تو مجھے امید ہے کہ اب تک ...'' وہ کہتے کہتے رک گئے۔

''اب تک کیا؟''

''کرنل منور اس وقت تک فرار ہو چکا ہو گا کیونکہ ہمیں برتنوں کے بارے میں معلوم نہیں تھا نہ اس گھڑی کے بارے میں ... لہٰذا ہم بات شروع کر بیٹھے ... جب انہوں نے بھانڈا پھوٹتے دیکھا ہو گا تو فرار کی سوجھی ہو گی ... لیکن ہمیں کرنل منور تک جانا تو ہو گا ... آیئے چلیں۔''

وہ سب روانہ ہوئے ... کرنل منور کا گھر زیادہ دور نہیں تھا ... صرف چند منٹ بعد وہ اس کے دروازے پر پہنچ چکے تھے ... یہ دیکھ کر انہوں نے قدرے اطمینان محسوس کیا کہ دروازے پر تالا نہیں تھا۔

''اس کا مطلب ہے کرنل منور نے فرار ہونے کی کوشش نہیں کی۔'' خان رحمان بڑبڑائے۔

''ابھی کیا کہا جا سکتا ہے۔'' انسپکٹر جمشید مسکرا دیے۔

''خیر تھوڑی دیر بعد کہہ لیں گے۔'' فاروق فوراً بولا۔

جنرل صاحب نے ایک ماتحت کو اشارہ کیا ...

اس نے آگے بڑھ کر دستک دی ... دروازہ جلد ہی کھلا اور ایک ملازم نما صورت نظر آئی ... وہ باہر اتنے لوگوں کو اور ان کے ساتھ جنرل صاحب کو دیکھ کر بوکھلا اٹھا۔

''سس ... سس ... سر ... آپ۔''

''کرنل ہیں۔''

''جی ... جی نہیں۔''

''کیا کہا ... نہیں۔''

''جی ہاں وہ گھر میں نہیں ہیں۔''

''کہاں گئے۔''

''جی بتا کر نہیں گئے۔''

''ان کے بیوی بچے۔''

''وہ سب موجود ہیں۔''

''بہت خوب ... انہیں بتاؤ ہم لوگ آئے ہیں ... ہمیں گھر کی تلاشی لینی ہے اور۔'' وہ کہتے کہتے رک گئے۔

''اور کیا؟'' اس نے فوراً کہا۔

''اور اپنا کام مکمل کرنا ہے۔'' اس نے جلدی سے کہا۔

''اچھی بات ہے ... میں بیگم صاحبہ اور بچوں کو بتاتا ہوں۔''

وہ دروازہ بند کر کے اندر چلا گیا ...

Scanned with CamScanner

جنرل صاحب برے برے منہ بنانے لگے ... آخر انہوں نے کہا۔

"کس قدر بدتمیز ملازم ہے یہ۔"

انسپکٹر جمشید مسکرا کر رہ گئے۔

"اچھا خیر۔" انہوں نے کندھے اچکائے۔

آخر ایک منٹ بعد دروازہ کھلا ... ملازم کی شکل پھر نظر آئی ... اس نے کہا

"آیئے سر۔"

"تم نے اتنی دیر کیوں لگائی۔" جنرل صاحب نے تلملا کر پوچھا۔

"خواتین نے جونہی اجازت دی میں آ گیا۔" اس نے فوراً کہا۔

وہ انہیں اندر لے آیا...

"بیگم منور کو بلائیں ... ہم انہیں تفصیل بتانا چاہتے ہیں۔"

"جی اچھا!"

وہ ایک بار پھر چلا گیا اور جلد ہی واپس آ گیا ...اب اس نے کہا۔

"بیگم صاحبہ دروازے کے اس طرف ہیں ... آپ ان سے بات کر لیں۔"

"بیگم منور آپ دروازے کے اس طرف ہیں۔"

"جی ہاں! فرمایئے ... ویسے ہم حیران ہیں کہ ایسا کیا جرم کر بیٹھے ہیں کہ ہمارے گھر کی تلاشی لی جا رہی ہے ... ایک کرنل کے گھر کی

تلاشی۔"

"ایک کرنل کیا ... اگر ضرورت پیش آ جائے تو کمانڈر انچیف کی بھی تلاشی لی جائے گی۔"

"آخر ایسی کیا بات ہوگئی۔"

"ابھی وضاحت کر دیتے ہیں ... ہم صحن میں بیٹھ رہے ہیں ... آپ دروازے کے اس طرف بیٹھ جائیں۔"

"جی اچھا!" خاتون کی آواز سنائی دی ...

پھر جلد ہی وہ دوبارہ بولیں۔

"جی فرمایئے!"

"سر کیا مجھے اجازت ہے۔" ایسے میں ملازم نے کہا۔

"تم جاؤ... ضرورت ہوئی تو بلا لیں گے۔" کمانڈر انچیف بولے۔

فرزانہ نے اس وقت عجیب بے چینی سی محسوس کی ...اس نے پریشان ہو کر کہا:

"نہ جانے کیا بات ہے میں یہاں کچھ گھٹن سی محسوس کر رہی ہوں ... اگر آپ اجازت دیں تو میں ذرا لان میں چلی جاؤں ...شاید میری طبیعت خراب ہے۔"

"چلی جاؤ ... کوئی حرج نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے اجازت دی۔

"تو پھر ہم بھی گھوم آتے ہیں۔" محمود بولا۔

"ضرور... کیوں نہیں۔"

Scanned with CamScanner

تینوں اٹھے اور لان کی طرف چلے گئے ۔

’’بیگم صاحبہ ... آپ کو یہ جان کر افسوس ہو گا کہ آپ کے خاوند ملک اور قوم کے غدار ثابت ہوئے ہیں ... وہ شارجستان کیلئے جاسوسی کرتے رہے ہیں ... ملک کے راز ادھر دیتے رہے ہیں ... ان کے لوگوں کو سرحد پار ادھر پہنچاتے رہے ہیں ۔‘‘

’’سر ... کیا آپ کو اندازہ ہے آپ میرے خاوند پر کس قدر سنگین الزام عائد کر رہے ہیں ... ان پر جنہوں نے جان پر کھیل کر ملک کی حفاظت کی ہے۔‘‘

’’بیگم صاحبہ! آپ سے انسپکٹر جمشید بات کریں گے، اس قسم کے کاموں کے یہ ماہر ہیں ... اگر ان کے ثبوت درست نکل آئے تو ہمیں افسوس ہے ہم کرنل کی گرفتاری کے احکامات جاری کر دیں گے۔‘‘

’’ٹھیک ہے ... آپ ثابت کریں ۔‘‘

’’پہلے آپ یہ بتائیں ... کرنل صاحب ہیں کہاں ۔‘‘

’’کہہ کر گئے تھے ایک سرکاری کام سے جا رہا ہوں ... کہاں جا رہے ہیں یہ نہیں بتایا ... البتہ یہ بتایا تھا کہ دو گھنٹے تک آ جاؤں گا ۔‘‘

’’اور انہیں گئے ہوئے کتنی دیر ہو گئی ہے ۔‘‘

’’ایک گھنٹا ۔‘‘

’’آپ انہیں فون کریں ۔‘‘

’’کیوں کیا آپ نے انہیں فون نہیں کیا۔‘‘ خاتون نے دریافت کیا

’’نہیں ۔‘‘

’’اچھی بات ہے ...‘‘ خاتون نے کہا ...

ایک منٹ بعد اس کی آواز سنائی دی۔ ’’موبائل بند ہے ۔‘‘

’’ہمیں یہی امید ہے ... خیر ایک گھنٹے بعد اگر وہ آ جاتے ہیں اور ہمارے سوالات کے جوابات دے دیتے ہیں تب تو ٹھیک ہے ... ورنہ پھر انہیں تلاش کر کے گرفتار کر لیا جائے گا ۔‘‘

’’میں کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔‘‘ اندر سے کہا گیا۔

’’ان کی آمد تک ہم چاہتے ہیں کہ کوٹھی کی تلاشی لے لی جائے ۔‘‘

’’آپ کمانڈر انچیف ہیں ... آپ کے پاس اختیار ہے ... بھلا میں کیا اعتراض کر سکتی ہوں ۔‘‘

’’ہمارے پاس خصوصی اجازت نامہ بھی ہے ۔‘‘

’’بس تو پھر ... آپ وہ دکھائیں اور تلاشی شروع کر دیں۔‘‘

انسپکٹر جمشید نے خصوصی اجازت نامہ نکال کر بڑھا دیا ۔

’’اوہو ۔‘‘ اس نے کہا اور اجازت نامہ لے لیا ...

پھر ایک منٹ بعد اس کی آواز سنائی دی ۔

’’یہ کیا ... یہ تو صدر صاحب کا حکم ہے ۔‘‘

’’صدر صاحب نے اپنے اس حکم میں لکھا ہے کہ ہم کسی بھی ملکی معاملے میں دخل اندازی کر سکتے ہیں ... تلاشی لے سکتے ہیں اور کسی کو گرفتار کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں ۔‘‘

Scanned with CamScanner

''یعنی بے گناہ کو بھی۔''

'' ہمارا دماغ تو نہیں چل گیا ہے کہ بے گناہ کو بھی پکڑیں گے... آپ اپنی بات کریں... اگر آپ تلاشی دینے کی اجازت نہیں دیتیں تو ہم آپ کو بھی گرفتار کریں گے۔''

''اچھی بات ہے... آپ کر لیں مجھے بھی گرفتار... لیکن آپ کو معافی مانگنی پڑے گی اور شرمندہ الگ ہوں گے... جب کہ ہمیں کچھ نہیں ہوگا... ہم جیل بھی نہیں جائیں گے۔''

''آپ نے سنا۔'' انسپکٹر جمشید کمانڈر انچیف کی طرف مڑے۔

'' ہاں انسپکٹر صاحب... میں نے غور سے یہ بات چیت سنی ہے... اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کس لیے کہہ رہی ہیں۔'' یہ کہہ کر انہوں نے اپنا رُخ بیگم منور کی طرف کیا اور بولے:

''دیکھیے مسز منور... یہ معاملہ ہے غداری کا... فوج میں آپ کو پتا ہے غداری نہیں چلتی... غداری کسی صورت میں معاف نہیں... اور کرنل منور غدار ثابت ہو چکے ہیں... ان کے خلاف ثبوت موجود ہیں... اب وہ بچ نہیں سکتے... اور اسی لیے وہ غائب ہیں... لہٰذا میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں... دھمکیاں نہ دیں... گھر کی تلاشی کے عمل کے دخل اندازی نہ کریں... آپ سمجھ گئیں۔''

'' ہاں میں سمجھ گئی... آپ لوگ تلاشی لے لیں۔'' مسز منور نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تب پھر آپ لان میں آ کر بیٹھ جائیں... ہماری ایک ساتھی آپ کے پاس موجود رہیں گی۔''

''گویا وہ میری نگرانی کرے گی۔'' مسز منور نے جھلا کر کہا۔

''آپ یہی سمجھ لیں۔'' انسپکٹر جمشید کہا اور فرحت سے بولے۔

'' فرحت تم ان کے پاس بیٹھ جاؤ۔''

''اچھا انکل! آپ فکر نہ کریں... لیکن وہ ملازم کہاں ہے؟'' فرحت نے قدرے الجھن کے عالم میں کہا۔

''ہاں وہ آس پاس کہیں ہوگا۔'' انہوں نے فوراً کہا۔

'' اچھی بات ہے۔'' فرحت نے سر ہلا دیا۔

اس کے بعد وہ لان میں مسز منور کے ساتھ جا بیٹھی...

ادھر ان لوگوں نے کوٹھی کی تلاشی کا کام شروع کیا۔

'' ویسے آپ کے خیال میں یہاں کیا چیز ہو سکتی ہے... جو آپ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔''

'' خفیہ راستہ... جب سے یہ چکر شروع ہوا ہے... سرحد کے ذریعے کام لیا جا رہا ہے... فائل جب غائب کی گئی تب بھی سرحد کے ذریعے غائب کی گئی... پروفیسر آتش ہمارے ملک سے ایسے غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ... میں سمجھتا ہوں کہ بھی سرحد کے راستے غائب ہوا... دیوان سانگا ہمارے ملک میں داخل ہوا سرحد کے راستے... کہنے کا مطلب یہ کہ یہ ساری گڑبڑ اس بات کی طرف نشاندہی کرتی

Scanned with CamScanner

ہے کہ سرحد پر کوئی خفیہ راستہ ہے ... اس راستے سے یہ لوگ کام لیتے
ہیں اور اگر ایسا ہے تو یہ بہت زیادہ خطرناک بات ہے ... کیونکہ اس
طرح تو یہ جس آدمی کو جب چاہیں ہمارے ملک میں داخل کر سکتے ہیں
... دیوان سانگا اکیلے نے کتنی خرابیاں پیدا کی ہیں ... اس جیسے نہ جانے
کتنے لوگ سرحد پار کر کے ادھر آئے ہیں ... وہ کیا کچھ خرابیاں پیدا
نہیں کر رہے ہوں گے ... لہٰذا ہم سرحد کو بالکل پاک صاف کرنا پسند
کریں گے ... ایسے تمام ممکنہ خفیہ راستے تلاش کر کے بند کریں گے ۔''

'' انسپکٹر جمشید ... اگر آپ وہ خفیہ راستہ تلاش کر سکے تو میں اسے
آپ کی بہت بڑی کامیابی خیال کروں گا۔''

'' امید ہے کہ ہم راستہ تلاش کر دیں گے ۔''

انہوں نے سر ہلا دیا اور ان کا کام شروع ہوا ...

ایسے میں آفتاب نے کہا۔

''لیکن انکل ... اگر سرحد پر کوئی ایسا راستہ ہے تو پھر تو کرنل منور
فرار ہو چکا ہو گا ۔''

''نہیں ۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے ۔

''لیکن کیوں انکل ۔'' آصف نے حیران ہو کر پوچھا ۔

''اس لیے کہ اس کے بیوی بچے یہاں موجود ہیں ... وہ جاتا تو ان
کے ساتھ جاتا ... اس لیے وہ یہیں کہیں ہے ... البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ
وہ کہیں چھپا ہوا ہے اور موقع محل دیکھ کر بیوی بچوں کے ساتھ نکل

جانے کے چکر میں ہے ... اصل میں اسے تیاری کا موقع نہیں مل سکا تا
... برتنوں والا واقعہ اچانک پیش آ گیا اور ہم فوراً ہی اس طرف کا رخ
کر لیا ... اسے بھاگنے کا موقع نہ مل سکا ... آؤ ذرا اس آتش دان کا
جائزہ لیں ... اس پر رکھے اس بھاری فریم کو دیکھیں ۔''

وہ کوٹھی کا ڈرائنگ روم تھا اور پرانے طرز پر سجایا گیا تھا۔ کرسیاں،
میزیں، گلدان وغیرہ ہر چیز ہی پرانے انداز کی تھی ... آتش دان پر
موجود فریم شاید آبنوس کی لکڑی کا تھا ... اس پر ہاتھی دانت کا کام کیا
گیا تھا ... یوں لگتا تھا جیسے اس پر بہت محنت کی گئی ہو ۔

'' خان رحمان ! تم اس فریم کو دیکھ رہے ہو۔'' انسپکٹر جمشید نے
سرسری انداز میں کہا۔

''کافی قیمتی نظر آتا ہے ۔'' خان رحمان بولے ۔

''آپ اس پر کیے گئے کام کی طرف توجہ فرمائیں ۔''

''میں دیکھ رہا ہوں ... ہاتھی دانت کا کام کیا گیا اس پر ۔''

''لیکن میرا اشارہ اس وقت ایک اور بات کی طرف ہے۔''

''اور ... اور وہ کیا ؟'' ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

ساتھ ہی ان کے چہروں پر حیرت پھیل گئی ۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

ارے باپ رے

چند لمحے تک موت کا سناٹا طاری رہا... آخر محمود کی آواز ابھری۔

''آپ ہمیں اس فریم میں کیا دکھانا چاہتے ہیں۔''

''وہ چیز تم خود دیکھنے کی کوشش کرو... اگر تمہیں نظر نہ آئی تو پھر میں بتاؤں گا۔''

''اوہ... تو کیا آپ کو اس فریم میں کوئی چیز نظر آ رہی ہے۔''

''ہاں۔''

''تت... تو آپ نے اندازہ لگا لیا ہے۔''

''نہیں... مجھے تو یہ فریم دیکھ کر ہی کچھ اندازہ ہوا ہے۔''

''ہوں... پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ اس فریم میں کیا عجیب بات ہے۔'' جنرل صاحب کی حیرت لحہ بہ لحہ بڑھتی رہی تھی۔

''آپ ہاتھی دانت کے اس کام کو دیکھ رہے ہیں... یہ گول گول ٹکڑے ہاتھی دانت کو کاٹ کر بظاہر یہاں چسپاں کیے گئے ہیں۔''

''بظاہر سے آپ کی کیا مراد۔'' فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اس فریم میں لگے ہاتھی دانت کے ٹکڑوں کو دیکھو... یوں لگتا ہے جیسے یہ ٹکڑے گول ہوں اور ان میں کوئی غیر معمولی بات نہ ہو...

پہلی نظر میں آرٹ کا نمونہ لگتا ہے لیکن غور سے دیکھا جائے تو ایک اور بات بھی نظر آ سکتی ہے۔''

''اور وہ چیز مجھے کیوں نظر نہیں آ رہی۔'' جنرل صاحب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

''آپ کو بھی نظر آ جائے گی... نزدیک ہو کر دیکھیں... کیا یہ واقعی گول ٹکڑے ہیں۔''

''نظر تو گول ہی آ رہے ہیں۔'' وہ بڑبڑائے۔

''پروفیسر صاحب آپ کی جیب میں عدسہ ہو گا۔''

''ہاں ہے۔''

''ذرا وہ نکال لیں اور اس کے ذریعہ ان ہاتھی دانت کے ٹکڑوں کو دیکھیں۔''

اب پہلے پروفیسر داؤد نے ان ٹکڑوں کو عدسے کی مدد سے دیکھا... پھر بری طرح چونکے... اور عدسہ جنرل صاحب کی طرف بڑھا دیا۔

''لیجیے آپ بھی دیکھ لیں۔''

اب انہوں نے دیکھا اور چلا اٹھے۔

''یہ کیا... یہ تو ہندسے ہیں... ایک سے نو تک۔''

''ہاں جنرل صاحب... ان میں تین ہندسے باقی ہندسوں سے نمایاں ہیں زیادہ ابھرے ہوئے ہیں... اور یہ ہیں تین چار اور پانچ کے ہندسے... آپ ذرا ان تینوں کو دبائیں۔''

Scanned with CamScanner

''کیا کہا... دبا دوں۔''

''ہاں... دبائیں۔''

انہوں نے انگلی سے ان تینوں پر دباؤ ڈالا... لیکن کچھ نہ ہوا... ادھر ادھر سرکانے کی کوشش کی... وہ سرکے بھی نہیں۔''

''نہ تو یہ دب رہے ہیں نہ سرک رہے ہیں... میرا خیال ہے آپ کا اندازہ بالکل غلط ہے۔''

''چلیے کوئی بات نہیں، اندازے غلط ہو ہی جاتے ہیں۔''

''جی ہاں وہ تو ہے۔'' جنرل صاحب ایک طرف ہو گئے۔

اب انسپکٹر جمشید آگے بڑھے... انہوں نے ان تینوں ہندسوں کو دبایا پھر سرکانے کی کوشش کی... اس کے بعد باقی چھ ہندسوں کو بھی آزمایا... لیکن کچھ نہ ہوا...

''آپ کے اندازے تو آج غلط ثابت ہو گئے... یہ تو خیر میں مانتا ہوں کہ کرنل منور غدار ہے... لیکن کوئی خفیہ راستہ اس کے گھر سے شارجستان کی سرحد تک جاتا ہے میں یہ ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔''

''تب پھر ایک دعویٰ آپ میرا بھی سن لیں۔''

عین اس وقت دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی... وہ گھبرا کر مڑے... انہوں نے دیکھا... فرزانہ بدحواسی کے عالم میں ان کی طرف آ رہی تھی۔ ''یا اللہ خیر۔'' ان کے منہ سے نکلا۔

''یہ لڑکی... جو نہ کرے کم ہے۔'' فاروق جل گیا۔

''لیکن اس وقت تو شاید یہ کچھ کرنے کے موڈ میں ہے... یا پھر کچھ کر کے آئی ہے۔'' آفتاب مسکرایا۔

''یار تم چپ رہو۔'' فاروق جھلا اٹھا۔

اتنے میں فرزانہ نزدیک آ گئی... اس نے کہا۔

''وہ... وہ مجھے جل دے گیا۔''

''اچھا ہے... کام آئے گا۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''کون جل دے گیا۔''

''وہ... ملازم۔''

''کیا مطلب... کیسے جل دے گیا۔'' انسپکٹر جمشید نے بوکھلا کر کہا۔

''میں اس کے تعاقب میں نکل گئی تھی... یہ جاننے کے لیے کہ وہ کہاں جاتا ہے یا کیا کرتا ہے کیونکہ مجھے اس پر شک سا گزرا تھا... جب وہ یہاں سے نکلا تو میں اس کے پیچھے لگ گئی... وہ ساتھ والی کوٹھی میں داخل ہو گیا... اب میں کیا کرتی... باہر کھڑی انتظار کرتی رہی... جب کافی دیر گزر گئی اور وہ واپس نہ آیا تو میں نے دروازے پر دستک دی... ایک عورت نے دروازے پر آ کر پوچھا:

''کیا بات ہے۔'' میں نے کہا:

''کچھ دیر پہلے کرنل منور کا ملازم اندر داخل ہوا تھا... وہ اب تک واپس باہر نہیں نکلا... اس کی ان کو ضرورت ہے۔'' اس نے کہا:

''وہ اکثر ہمارا گھر استعمال کرتا ہے راستہ مختصر کرنے کے لیے...

Scanned with CamScanner

اگر سیدھا جائے تو مارکیٹ پہنچنے میں اسے پندرہ منٹ لگیں گے ... اور
اگر ادھر سے نکل جائے تو ہمارے گھر کا دوسرا دروازہ اس سڑک پر نکلتا
ہے جو مارکیٹ کے ساتھ ہے ... لہٰذا وہ تو اس طرف سے مارکیٹ گیا
ہے ... اندر نہیں ہے۔''

''اوہ ... تو کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں ... میں بھی اس طرف
سے اسے بلانے کے لیے چلی جاؤں ۔'' اس نے حیران ہو کر مجھے
دیکھا اور کہا:

''ضرور چلی جائیں ... لیکن آپ ہیں کون ۔''

''آپ یوں سمجھ لیں کہ ہم لوگ ایک سرکاری کام سے یہاں آئے
ہوئے ہیں ۔''

'' سرکاری کام ؟۔'' اس نے چونک کر مجھے گھورا۔

''مجھے دیر ہو جائے گی ... میں واپس آ کر آپ کو بتاتی ہوں ۔''
میں نے گھبرا کر کہا ۔

''نہیں ... پہلے مجھے بتائیں ... ورنہ میں اس طرف سے جانے نہیں
دوں گی ۔''

''اوہو محترمہ !اندر پولیس تفتیش میں مصروف ہے ... آپ مجھے اس
طرف سے جانے کی اجازت دے کر قانون کی مدد کریں ۔''

''ہائیں آپ قانون ہیں ... اچھا جائیں لیکن واپس آ کر مجھے ساری
بات ضرور بتائیں ۔''میں نے گزرتے ہوئے کہا:

''میں کوشش ضرور کروں گی لیکن ہو سکتا ہے وقت نہ مل سکے اس
لیے فرصت ملنے پر آؤں گی ۔ پھر میں مارکیٹ پہنچی ... لیکن وہاں اس
کا کہیں پتا نہیں تھا ... آخر میں نے واپس دوڑ لگا دی اور پھر اس
ساتھ والے مکان سے نکل کر ادھر پہنچی ہوں ... میرے چہرے پر
گھبراہٹ کے آثار دیکھ کر اس نے مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی ... سو
یہ ہے تفصیل ... اس کے غائب ہونے کی ۔''

ایسے میں فرحت بھی دوڑتی ہوئی آئی ... اس کے چہرے پر زلزلے
کے آثار تھے ... یہ دیکھتے ہی انسپکٹر جمشید نے بوکھلا کر کہا ۔

''اللہ اپنا رحم فرمائے ... پتا نہیں کیا ہو رہا ہے ۔''

اور پھر فرحت نزدیک آ گئی ۔

''انکل ...وہ مجھے چکر دے گئے ۔''

'' تمہارا مطلب ہے ... کرنل منور کے بیوی بچے ۔''

''ہاں ! وہ بچوں کے ساتھ پہلے تو لان میں بیٹھی رہی ... مجھ سے
ادھر ادھر کی باتیں پوچھتی رہی ... پھر کہنے لگی ۔

''ہم یہاں بور ہو رہے ہیں ... یہ ہمارے سامنے ہماری پڑوسی بہت
ہی نفیس عورت ہیں ... میں ذرا ان کے ہاں ہو آؤں ...میں نے
بیوقوفی کی... کہہ دیا کہ ہو آئیں ... بس وہ اس گھر میں جو گئیں تو پھر
اس نے واپس آنے کا نام نہ لیا ... کافی دیر بعد میں نے جب اس
دروازے پر دستک دی تو اس نے بتایا کہ یہاں تو کرنل منور کے بیوی

Scanned with CamScanner

بچے نہیں آئے ۔''

''کیا مطلب ؟ کیا تم نے اس کے بیوی بچوں کو اسی گھر میں جاتے دیکھا تھا ۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے چونک کر کہا ۔

''ہاں بالکل !''

'' اوہو فرحت یہ تم نے کیا کیا، تمہیں کیا ضرورت تھی ان کو یہاں سے جانے کی اجازت دینے کی ۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے ہاتھ ملتے ہوئے خوف کے عالم میں کہا۔

''میں شرمندہ ہوں انکل ۔'' فرحت نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ کیا ابا جان ... ہم آپ کی آنکھوں میں خوف دیکھ رہے ہیں ۔''

'' یہ خوف سب کی آنکھوں میں سرایت کر جائے گا۔'' وہ بولے۔

''کامران مرزا ٹھیک کہہ رہے ہیں ... میرا خیال ہے ہم لوگ خطرے میں ہیں ... کیونکہ اگر سامنے والا گھر جھوٹ بول رہا ہے تو پھر سامنے والا گھر بھی جھوٹا ہے ... ملازم اس گھر سے نکل کر مارکیٹ کی طرف نہیں گیا بلکہ وہ یہیں کہیں ہے ... خیر پہلے تو ہم اس خفیہ راستے کا جائزہ لے لیں ... پھر ان دونوں گھروں کو دیکھیں گے ۔'' یہ کہہ کر وہ اندر آ گئے اور ایک بار پھر فریم کے پاس جا کھڑے ہوئے۔

''آپ کوئی دعویٰ کر رہے تھے۔'' اسی وقت کمانڈر انچیف نے کہا۔

''جی ہاں ... اس گھر میں بھی خفیہ راستہ ضرور ہو گا جو شارجستان کی

سرحد کی طرف نکلتا ہے۔''

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے ہاتھی دانت کے ان نمبروں کو دبانا اور ہلانا شروع کیا لیکن وہ سب کے سب جامد تھے ۔ نہ دب سکے نہ ہل سکے ۔

''میرا خیال ہے آپ کسی اور رخ سے سوچیں ... ان ہندسوں سے راستہ نہیں ملے گا ۔'' کمانڈر انچیف کے لہجے میں بیزاری نمایاں تھی۔

''راستہ تو خیر ہے ... اگر راستہ نہ ہوتا تو کرنل منور کے بیوی بچوں اور ملازم کو غائب ہونے کی ضرورت نہیں تھی ۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

'' کیا ایک کوشش میں بھی کر سکتا ہوں۔'' فاروق کی آواز ابھری۔

''ہاں بھئی کیوں نہیں ۔''

''ہوا مینڈکی کو بھی زکام ۔'' آفتاب مسکرایا ۔

'' انکل آپ نے سنا ... آفتاب مجھے مینڈک کہہ رہا ہے۔'' فاروق انسپکٹر کامران مرزا کی طرف مڑا۔

''غلط ... میں نے تو مینڈکی کہا ہے ۔'' آفتاب فوراً بولا ۔

''آپ نے سنا انکل ۔''

''ہاں بھئی مجبوری ہے ... سنے بغیر چارہ نہیں ... کیونکہ میرے کان بند نہیں ہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے ۔

'' باتیں نہیں کام ... ہمیں نہیں پتا اگلے لمحے کیا ہونے والا ہے۔'' پروفیسر داؤد نے گھبرا کر کہا ۔

''جی اچھا انکل ... آپ کہتے ہیں تو راستہ کھول دیتا ہوں ۔''

Scanned with CamScanner

فاروق مسکرایا۔

''یعنی تمہارا مطلب ہے اگر میں نہیں کہوں گا تو تم یہ کوشش ہی نہیں کرو گے۔''

''پپ ... پتا نہیں انکل۔'' فاروق ہکلایا۔

''حد ہو گئی ... باتیں ہی کیے جا رہے ہو ... ہے کوئی تک۔''

آصف جھلا اٹھا۔

''ناراض کیوں ہوتے ہو بڑے بھائی ... یہ لو۔'' یہ کہتے ہی فاروق نے فریم کی طرف ہاتھ بڑھایا اور نہ جانے اس نے کیا کیا کہ ایک ہلکی سی کلک سنائی دی ... دوسرے ہی لمحے فریم صندوق کے کسی ڈھکنے کی طرح اوپر اٹھ گیا ... جیسے اس میں کوئی اسپرنگ لگا ہوا تھا ... اس کے ساتھ ہی لوہے کی ایک سیڑھی اس خلا میں سے نکل کر نیچے آ گئی ... اور اس طرح اس سیڑھی پر چڑھ کر پیدا ہونے والے خلا میں جانے کا راستہ انہیں نظر آ گیا۔''

''حیرت ہے کمال ہے ... '' جنرل صاحب کے منہ سے نکلا۔

''یہ تم نے کیسے کیا فاروق؟'' محمود کی آواز میں بھی حیرت تھی۔

''مجھے یہ لگا کہ ان میں سے نو کا ہندسہ کچھ مٹا مٹا سا ہے تو میں نے سوچا کہ شاید نو کے ہندسے کا تعلق بھی ان تینوں ہندسوں سے ہے تو میں نے نو کے ہندسے کو دبا کر رکھا اور پھر ان تین چار اور پانچ کو بھی دبایا تو نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔''

''لیکن اب ہم خطرے میں ہیں ... وہ لوگ سامنے ضرور آئیں گے ... اس لیے آپ فوری طور پر یہاں اپنا وفادار ترین دستہ بلا لیں۔''

''اچھی بات ہے۔'' انہوں نے کہا اور فون پر ہدایات دینے لگے۔

''دستہ آ جانے کے بعد ہی ہم آگے بڑھیں گے کیونکہ میرے خیال میں یہ راستہ شارجستان کی سرحد پر جا کر کہیں نکلے گا اور اس طرف ہمارا استقبال کرنے کے لیے شارجستان کے فوجی موجود ہوں گے۔''

''ارے باپ رے۔'' پروفیسر داؤد اچھل پڑے۔

وہ فوراً ان کی طرف مڑے۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner
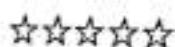
نقاب

ان کی نظریں پروفیسر داؤد پر جم گئیں ۔

''آپ کس بات پر خوفزدہ ہو گئے انکل ... کیا اس بات پر کہ شارجستان کے فوجی ہمارے استقبال کے لیے موجود ہوں گے ۔''

''نن ... نہیں ۔'' وہ ہکلائے ۔

''تب پھر؟''

'' میرا خیال ہے ... ہم بری طرح پھنس چکے ہیں ... یہ لوگ اب یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ہم ان کی غداری سے واقف ہونے کے بعد آزاد ہیں ... وہ تو ہمارا نام ونشان مٹانے پر تل چکے ہوں گے اور انہوں نے اس کا انتظام کر لیا ہو گا ۔''

'' انکل کمانڈر انچیف کا اپنا ذاتی دستہ بھی تو آ رہا ہے ۔''

'' لیکن نہ جانے کیا بات ہے میں خوف محسوس کر رہا ہوں اور جب میں خوف محسوس کرتا ہوں تو کچھ نہ کچھ ہو کے رہتا ہے ۔''

''ارے باپ رے ... آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں ۔''

'' میں یہ بات ڈرانے کے لیے نہیں کہہ رہا ... بلکہ حفاظتی انتظامات کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں ۔''

'' میرا خیال ہے ہمیں پروفیسر صاحب کے خوف کو اہمیت دینی چاہیے اور اپنے حفاظتی انتظامات کر لینے چاہئیں اور اس خفیہ راستہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہونا چاہیے جب تک کہ دستہ نہ آ جائے ۔'' انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا ۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔'' جنرل وجاہت بول اٹھے ۔

''ہائیں ... آپ بھی خوف محسوس کر رہے ہیں ۔''

''ہاں کیا کیا جائے ... مجبوری ہے ۔'' انہوں نے کندھے اچکائے ۔

''لیجیے ! آپ بھی ہماری طرح باتیں کرنے لگے ۔''

جنرل صاحب مسکرا دیے ... پھر بولے ۔

''کافی دیر سے آپ لوگوں کی باتیں سن رہا ہوں نا ... خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے ... بس میں نے بھی رنگ پکڑ لیا ۔''

'' اس کا مطلب ہے ... ہینگ لگی نہ پھٹکری ... رنگ چوکھا آ گیا ۔'' آفتاب بول اٹھا ۔

'' توبہ ہے تم لوگوں سے ... نہ موقع دیکھتے ہو نہ محل ... بس شروع ہو جاتے ہو ۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے جھلا کر کہا ۔

''معاف کیجیے گا انکل ... آج کے بعد ہم موقع بھی دیکھا کریں گے اور محل بھی ... یہ اور بات ہے کہ محل دیکھنے کیلئے ہمیں الہ دین کے جن کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی ۔'' فاروق کہتا چلا گیا۔

''دیکھا انکل !'' فرحت بول اٹھی ۔

Scanned with CamScanner

"ہاں دیکھ رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"لل ... لیکن میرا خیال ہے ... ہم لوگ وقت ضائع کر رہے ہیں ... ہمیں جو کام کرنا چاہیے وہ نہیں کر رہے۔" پروفیسر بولے۔

"آپ آج کچھ زیادہ ہی ڈرے ہوئے ہیں۔"

"اس کی وجہ ہے ... فوج میں جاسوسی کو کسی صورت معاف نہیں کیا جاتا ... اب جاسوسوں کو تو معلوم ہے کہ ہم تو ہر صورت مارے گئے ... لہٰذا وہ مارے جانے کو اس بات پر ترجیح دیں گے کہ ہمیں لپیٹ میں لے لیں ... اس وقت ہم خطرے کے دہانے پر کھڑے ہیں۔"

"پروفیسر! آپ کا اندازہ بالکل درست ہے۔" جنرل وجاہت نے فوراً کہا ... عین اس وقت باہر بے شمار قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ... باہر کمانڈر انچیف کا حفاظتی دستہ آ گیا تھا۔

"میں پہلے ان کو ہدایات دے آؤں ... پھر ہم اس راستے میں داخل ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

اور وہ باہر نکل گئے اور آدھے ہی منٹ بعد واپس آ گئے۔

"سوال یہ ہے کہ اس سرنگ نما راستے میں ہم اپنے ساتھ کتنے فوجیوں کو لے جا سکتے ہیں ... صرف چند کو ... اور اگر دوسری طرف پوری فوج ہمارے استقبال کے لیے موجود ہوئی تو ہم کیا کریں گے۔"

"ہاں اس کا خطرہ تو ہے ..." خان رحمان نے سر ہلا دیا۔

"اس کا حل یہ ہے کہ پہلے ہم اپنے حفاظتی دستے کو اس راستے میں داخل کریں اور ان کے پیچھے خود چلیں۔" جنرل صاحب بولے۔

"لیکن انکل ہمارا اصول یہ نہیں ... خطرے کی صورت میں ہم خود آگے ہوتے ہیں ..." محمود نے فوراً کہا۔

"اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"آخر ہم یہ خطرہ کیوں مول لیں۔" خان رحمان بولے۔

"خان رحمان! تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"میں ذرا غور کر لوں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔"

"اور آپ کتنا وقت لگائیں گے انکل ... غور کرنے میں۔" فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

"حد ہو گئی۔" خان رحمان بھنا کر بولے اور وہ مسکرانے لگے ...

پھر خان رحمان نے کہا:

"اگر ہم اس خفیہ راستے میں آگے جاتے ہیں تو اس بات کا زبردست امکان ہے کہ ہم پھنس جائیں ... تو ہم کیوں جائیں ... ہاں ہم اس راستے کو اس طرح بند کر دیتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے اور اس راستے کو استعمال کرنے والے جیل کا رخ کریں ... کیا یہ طریقہ بہتر نہیں رہے گا۔"

"ایک صورت یہ بھی تو ہو سکتی ہے ... لیکن انکل پھر ہم میں اور عام سراغ رسانوں میں کیا فرق رہ جائے گا۔" محمود نے فوراً کہا۔

Scanned with CamScanner

"میرا خیال ہے ... خان رحمان اس وقت ٹھیک کہہ رہے ہیں ... آگے جانے کا مطلب ہوگا ... آ بیل مجھے مار ۔" جنرل بولے ۔

"تو کیا انکل ... آپ لوگ ان آستین کے سانپوں کو شارجستان کی فضاؤں میں آزاد گھومتے پھرتے اور ہم پر ہنستے دیکھنا پسند برداشت کر لیں گے۔"

"یہ کافی مشکل ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"مطلب یہ کہ تم چاہتے ہو ہم اس سرنگ نما راستے کو طے کر کے دوسری طرف جائیں اور اس طرف جو لوگ ہیں ... ان سے بھڑ جائیں ... انہیں گرفتار کر لے آئیں ۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے ۔

"ہاں !" چھوٹی پارٹی ایک ساتھ بولی ۔

"تو پھر اس کے لیے کوئی اور ترکیب سوچنا ہوگی ... کرنل منور شاید اس راستے کے ذریعے شارجستان پہنچ چکا ہو ، لیکن اس کا ملازم اور بیوی بچے ابھی ادھر ہی ہیں ... اور وہ ضرور آس پاس کی کسی کوٹھی میں چھپے ہوئے ہیں ... ہوسکتا ہے ہمیں ان سے ایسی معلومات مل جائیں کہ اس راستے کو عبور کرنے کی ضرورت ہی نہ رہ جائے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا ۔

"یہ ایک معقول تجویز ہے ۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"دھت تیرے کی ۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا ... لیکن جا لگا آصف کی ران پر ۔

"یہ تو نشانہ ہے تمہارا ... اگر کبھی دشمن کا نشانہ لو گے تو کیا بنے گا۔" آصف نے تلملا کر کہا ۔

"نائیں نائیں فش ..." فاروق نے فوراً کہا ۔

"جنرل صاحب آپ اپنے حفاظتی دستے کو یہاں مقرر کر دیں۔"

"ٹھیک ہے ۔"

راستہ بند کر کے اور فوجیوں کو وہاں مقرر کر کے وہ باہر آ گئے۔ اس وقت تک آس پاس کے تمام رہائش گاہوں کو گھیرے میں لیا جا چکا تھا ... باری باری ان سب کی تلاشی لی گئی ...

لیکن کرنل کے بیوی بچے اور ملازم کا کہیں سراغ نہ ملا ... سامنے والے گھر سے کہ جہاں کرنل منور کے بیوی بچے غائب ہوئے تھے ان خاتون سے پوچھا گیا تو انہوں نے صاف انکار دیا کہ ان کے گھر کوئی نہیں آیا...وہاں بھی دو فوجیوں کو مقرر کر کے وہ ایک جگہ جمع ہو گئے۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا ۔" فرزانہ بڑبڑائی ۔

"تو پھر تم ہی کوئی ترکیب بتاؤ۔" فرحت نے طنزیہ کہا۔

"ان کوٹھیوں میں کوئی ایسی بات ہے کہ ہم سمجھ نہیں رہے ۔"

"تمہارا مطلب ہے ان میں بھی تہہ خانے اور خفیہ راستے ہیں۔" انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے ۔

"جی ہاں ۔"

"اچھا تو وہ کوٹھی کون سی ہے جس میں ملازم کو داخل ہوتے دیکھا

Scanned with CamScanner

کیا تھا۔"

"جی ... وہ تو کرنل منور کے بالکل ساتھ والی ہے۔"

"آؤ ... اسے ایک بار پھر چیک کرتے ہیں"

یہ لوگ پھر اس کوٹھی کے دروازے پر آ گئے ...

محمود نے گھنٹی بجائی ... دروازہ فوراً ہی کھلا اور ایک عورت نے جھلا کر کہا: "اب کیا ہے ... تلاشی لے تو چکے ہیں۔"

"معاف کیجیے گا۔"

"جاؤ نہیں کرتی ... تم لوگوں نے تو تنگ کر کے رکھ دیا۔"

"لیکن آپ معاف کریں یا نہ کریں ... تلاشی تو ہم لیں گے۔"

"اور تھوڑی دیر پہلے کیا کیا تھا ... آپ لوگوں نے۔"

"تلاشی ہی لی تھی ... لیکن بس ... ہمیں ایک بار اور تلاشی لینی ہے ... اگر آپ انکار کریں گی تو ... پھر بھی تلاشی تو ہم لیں گے۔"

"خیر خیر ... تم لوگ تلاشی لے لو ... میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں ... جب پوری کوٹھی کی تلاشی لے چکو تو بتا دینا۔" اس نے نہایت بدتمیزی سے کہا۔

"اچھا بتا دیں گے۔"

وہ اندر داخل ہوئے ... عورت اس سے پہلے ہی ایک کمرے میں جاتی نظر آئی تھی ... انہوں نے ایک بار پھر ساری کوٹھی کی تلاشی لی...

اب وہ اس کمرے کے دروازے پر آئے جس میں وہ عورت گئی

تھی ... محمود نے دستک دی ... دروازہ فوراً کھلا اور اس کی چیختی ہوئی آواز گونجی: "اب کیا ہے۔"

"ہم تلاشی لے چکے ہیں۔"

"پھر ... کچھ ملا۔"

"نہیں۔"

"بس تو پھر جاؤ ... عیش کرو ... کیوں میری جان کھا رہے ہو۔"

"یہ کمرہ رہتا ہے۔"

"اوہ اچھا ... ہم اس کمرے سے نکل کر سامنے والے کمرے میں چلے جائیں گے ... ہم پردے دار لوگ ہیں ... اس کا خیال کیجئے گا۔"

"ٹھیک ہے ... لیکن آپ اس دوسرے کمرے سے کہیں اور نہ جائیے گا ... میرا مطلب ہے جس کمرے میں آپ اب جا رہی ہیں ... اس کمرے کے دائیں بائیں بھی کمرے ہیں ... ان میں ہم اپنا ایک ایک ساتھی داخل کر رہے ہیں۔"

"کیوں ... اس کی کیا ضرورت۔"

"بس احتیاط۔"

"جو جی چاہے کریں، ہم سامنے والے کمرے میں جا رہے ہیں۔"

"شکریہ۔"

اور پھر اس کمرے سے چھ عورتیں نکلیں ... وہ برقعوں میں تھیں ... ان میں ایک بہت لمبے قد کی تھی ... وہ انہیں سامنے والے کمرے میں

Scanned with CamScanner

جاتے ہوئے دیکھتے رہے ...

"فرزانہ ... تم دائیں کمرے میں اور فرحت تم بائیں میں چلی جاؤ ... یہ کمرے آپس میں ملے ہوئے ہیں ... ایک کمرے سے دوسرے میں جا سکتے ہیں... اس لیے ایسا کرنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

دونوں ان کمروں میں چلی گئیں ... اب انہوں نے اس کمرے کی تلاشی لی ... جس کمرے کو عورتیں خالی کر کے گئی تھیں ... اندر کوئی نہیں تھا ... وہ اچھی طرح دیکھ کر باہر آ گئے ... اب انہوں نے اس کمرے کے دروازے پر دستک دی جس میں چھ عورتیں گئی تھیں ...

دستک دی گئی تو ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا گیا۔

"اب کیا ہے۔"

"ہمیں آپ لوگوں کی تلاشی لینی ہے۔"

"ہم عورتیں ہیں۔" ایک نے چیخ کر کہا۔

"عورتوں کی تلاشی عورتیں لے سکتی ہیں۔"

"اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا، پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"آپ لوگوں کے ساتھ مسئلہ کیا ہے جو ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

یہ بات کافی ترش لہجے میں کہی گئی تھی۔

"معاملہ سنگین ہے ... کرنل منور کے گھر والے غائب ہیں ... ان کا ملازم غائب ہے ... آخر کیوں ... اور وہ خود بھی غائب ہیں۔"

"تو ہم کیا کریں ... انہیں ہم نے تو نہیں چھپایا۔"

"یہی تو دیکھنا ہے ... ہم ان بچوں کو بھیج رہے ہیں ... وہ آپ لوگوں کو برقعوں کے بغیر دیکھیں گی ... دائیں بائیں والے کمرے میں اب ہم اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھیج رہے ہیں ... آفتاب اور فاروق ... تم ان دونوں کمروں میں چلے جاؤ اور فرزانہ اور فرحت کو باہر بھیج دو ... اب ان کی باہر ضرورت ہے۔"

"جی اچھا۔"

ایسا ہی کیا گیا ... انسپکٹر جمشید نے فرزانہ اور فرحت سے کہا۔

"تم انہیں پردے کے بغیر چیک کرو۔"

"جی اچھا۔"

انہوں نے کہا اور کمرے میں چلی گئیں ...

عورتوں نے فوراً ہی دروازہ بند کر دیا ... ادھر فرزانہ بولی۔

"برقعوں سے باہر آ جائیں ... ہم لڑکیاں ہیں ہم سے کیا پردہ۔"

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے کہا اور برقعے الٹ دیے ...

دونوں بری طرح اچھلیں ...

ان کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

سازشی لوگ

"کافی دیر ہو گئی ... فرزانہ اور فرحت نے دروازہ نہیں کھولا ... ان عورتوں کو چیک کرنے میں اتنی دیر تو لگ نہیں سکتی۔" محمود نے مارے گھبراہٹ کے کہا۔

"دستک دے ڈالو۔" انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً کہا۔

محمود نے زور دار انداز میں دستک دی لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

"فرزانہ ... فرحت ... تم خیریت سے تو ہو ... دروازہ کھولو۔"

ان کی طرف سے اب بھی کوئی جواب نہ ملا ... اب تو وہ بہت گھبرا گئے ... انہوں نے زور دار انداز میں دروازہ دھڑ دھڑا ڈالا ... اور اس کے بعد تو پھر انسپکٹر جمشید نے اپنے کندھے سے دروازے پر ٹکر دے ماری ... انہیں بھی ٹکریں مارنا پڑیں ... تب کہیں جا کر دروازہ ٹوٹا ... اور وہ اندر داخل ہوئے ...

یہ دیکھ کر وہ دھک سے رہ گئے کہ اندر کوئی بھی نہیں تھا۔

"یہ کیا ... یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

"وہ انہیں خفیہ راستے سے لے گئے ... یہ سب آپس میں ملے ہوئے تھے ... یقیناً ان عورتوں میں کرنل منور کا ملازم بھی موجود تھا ... جب انہوں نے دیکھا کہ وہ پھنس گئے ہیں تو پھر آخری حربہ آزما ڈالا ... یعنی خفیہ دروازے والا ... اور وہ دروازہ بھی ضرور اس آتشدان سے ہی نکلتا ہو گا ... جیسا کہ کرنل منور والے کمرے میں کھلا تھا ... اللہ اپنا رحم فرمائے ... یہاں تو سازش کے پورے جال بچھے ہوئے ہیں۔"

اب انہوں نے فاروق کے ذریعے وہ راستہ بھی کھول ڈالا ...

وہاں واقعی بالکل ویسا ہی راستہ تھا ...

"ہم اس سرنگ میں اترتے ہیں ... اب ہم رک نہیں سکتے ... خطرہ مول لینا ہی ہو گا ... بلکہ میرے خیال میں تو اب سامنے والے مکان کی تلاشی لینے کی بھی ضرورت نہیں رہی ... وہ بھی ہمیں وہیں مل جائیں گے ... جہاں یہ راستہ ہمیں لے جا رہا ہے ... میرا مطلب ہے ... کرنل منور کے بیوی بچے۔"

"ایسا ہی لگتا ہے ... آئیں ... اللہ مالک ہے۔"

اب وہ اس سرنگ نما راستے میں داخل ہو گئے ... وہ اتنی اونچی اور چوڑی تھی کہ ایک وقت میں ایک آدمی آسانی سے چل سکتا تھا ...

انسپکٹر جمشید سب سے آگے چلے ...

ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے ... ایسے میں پیچھے سے آصف نے کہا:

"کیا ہم غلطی نہیں کر رہے انکل۔"

"اوہ ہاں ... جنرل وجاہت اور باقی ساتھیوں کو بھی حالات بتا کر

انہیں ساتھ لے کر چلنا چاہیے ۔''

''ٹھیک ہے تم انہیں یہیں لے آؤ ... اب ہم اسی راستے سے آگے جائیں گے ... ایسا لگتا ہے یہ پورے گھر شارجستان کے جاسوسوں اور ہمارے غداروں کے ہیں اور انہوں نے گھروں کو خفیہ راستہ بنا رکھا ہے تاکہ خطرے میں گھر جائیں تو فرار ہوسکیں ۔''

''جی اچھا ۔'' یہ کہہ کر محمود نے دوڑ لگا دی۔

اور پھر وہ جلد ہی جنرل صاحب اور باقی ساتھیوں کو وہاں لے آیا ... ان سب کے رنگ یہ حالات دیکھ کر اڑ چکے تھے ...

ان کے آنے پر انسپکٹر جمشید نے کہا:

''جنرل صاحب ہمیں تو اب اس راستے کو عبور کرنا ہوگا چاہے یہ راستے ہمیں دوسرے جہاں بھی لے جائیں ... آپ پوری طرح آزاد ہیں ... ہمارے ساتھ چلنا چاہیں تو چلیں ورنہ آگے نہ جائیں ... آگے بہرحال خطرات منہ کھولے کھڑے ہیں ۔''

'' میرا خیال ہے کہ آپ لوگ سرنگ میں آگے جائیں ... ہمارا جانا مناسب نہیں ... اگر آگے کوئی جال بچھا ہے تو کم از کم مجھے بطور کمانڈر انچیف دشمن کے ہاتھ نہیں آنا چاہیئے۔''

''ٹھیک ہے لیکن سرنگ کے راستے میں آپ کچھ فوجیوں کو ہمارے پیچھے ہم سے کچھ فاصلے پر ضرور بھیج دیجئے گا ... نہ جانے کن حالات سے دو چار ہونا پڑ جائے ۔''

'' آپ فکر نہ کریں ۔''

اب انسپکٹر جمشید پارٹی اور انسپکٹر کامران مرزا پارٹی سرنگ میں چلے گئے ... انسپکٹر جمشید سب سے آگے تھے اور ان کے بعد دوسرے ساتھی اور سب سے آخر میں انسپکٹر کامران مرزا ... سرنگ نیم تاریک سی تھی ... کہیں کہیں ننھا سا بلب روشن نظر آتا تھا ... آخر راستہ ختم ہوگیا اور انہوں نے خود کو ایک ہال میں پایا ...

اس وقت کرنل منور کی آواز سنائی دی:

''خوش آمدید انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا ... ہم لوگ آپ کے یہاں تک آنے پر خوشی محسوس کر رہے ہیں ۔''

انہوں نے دیکھا ... ہال میں ان کے ملک کی فوج کے کئی اعلیٰ فوجی افسران موجود تھے ... ان میں کرنل منور بھی تھے ...

ایک طرف فرزانہ اور فرحت بندھی پڑی تھیں ۔

''یہ سب کیا ہے ۔'' انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

''بہت جلد سمجھ میں آ جائے گا ... یہاں تک تو تم آ ہی گئے ہو۔'' کرنل منور نے مسکرا کر کہا۔

اُسی وقت ایک فوجی آفیسر نے کہا۔

'' کرنل منور ہم ان لوگوں کو کیوں موقع دیں ... ختم کر دو انہیں ۔''

''ابھی ان کے کچھ ساتھی باقی ہیں ... انہیں بھی آ لینے دیں ۔''

'' ٹھیک ہے ... کچھ دیر اور سہی۔''

Scanned with CamScanner

''اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ کمانڈر انچیف بھی اس طرف سے آئیں گے تو یہ تم لوگوں کی بھول ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

''اگر وہ نہیں آئیں گے تو بھی ہمیں کوئی فرق نہیں پڑ جائے گا... ہماری اصل ضرورت تو تم لوگ ہو... جنرل سے ہمیں وہ نقصان نہیں پہنچ رہا جو تم لوگوں سے پہنچ رہا ہے... بہت مشکل سے تم قابو میں آئے ہو... بچ کر نہیں جا سکو گے۔''

''اللہ مالک ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے کندھے اچکائے۔

عین اس وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی... انہوں نے دیکھا، کمانڈر انچیف دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے چلے آ رہے تھے... ان کے پیچھے کلاشنکوف بردار تھے۔

''یہ لیں انسپکٹر جمشید... آپ کے سپہ سالار بھی آ گئے۔''

''جنرل صاحب آپ... آپ ان کے قابو میں کیسے آ گئے۔''

جنرل وجاہت الدولہ نے بڑی مشکل سے سر اوپر اٹھایا... ان کی آنکھوں میں زمانے بھر کی ویرانی تھی... چہرہ برسوں کا بیمار نظر آ رہا تھا... جب کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ بالکل ترو تازہ تھے... اور دشمن کے مقابلے کیلئے پرجوش تھے... اب ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کی پوری فوج نے زبردست شکست کھائی ہو اور اس شکست کے بعد انہیں گرفتار کیا گیا ہو۔

جنرل وجاہت نے ان کی طرف دیکھا... لیکن بولے کچھ نہیں۔

''جنرل صاحب... کچھ تو بولیے... آپ کے ساتھ تو آپ کا دستہ تھا... وفادار دستہ۔''

''وفا... دار... دستہ۔'' انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا... آواز کسی اندھے کنوئیں سے آتی محسوس ہوئی تھی... اور برسوں کی بیمار لگ رہی تھی۔

''ہاں کیا ہوا انہیں۔''

''وہ... وہ پورا کا پورا دستہ کرنل منور کا ترتیب دیا ہوا ہے... اسی غدار کے اشاروں پر ناچتا ہے... وہ مجھے نہیں اسے کمانڈر سمجھتا ہے... اور یہ بات مجھے ابھی معلوم ہوئی... جب ان لوگوں نے اچانک مجھ پر رائفلیں تان دیں... تب۔''

''نن... نہیں۔'' وہ سب چلائے۔

''اب بات سمجھ میں آئی انسپکٹر جمشید... سرحد پار بھی تمہارے لیے اتنی ہی جگہ ہے جتنی کہ یہاں... ویسے تم پسند کرو گے تو تمہیں سرحد پار بھیج دیں گے... ہمارے لیے کسی کو اس جگہ سے سرحد پار پہنچانا کوئی مشکل کام نہیں... ہم یہاں یہی کام تو کرتے رہے ہیں اور اس وقت ہمارے سب سے اہم دشمن ہمارے قابو میں ہیں... کسی کو کانوں کان پتا نہیں چلے گا اور تم لوگ اس دنیا کے پار چلے جاؤ گے۔''

''اور پھر؟'' فاروق نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

''اور پھر جنرل صاحب کی گمشدگی کے بارے میں کیا جواب دو''

Scanned with CamScanner

گے تم لوگ۔"

"ہم کیوں جواب دیں گے ... ہم سے کوئی کیوں پوچھے گا۔"

"آخر جنرل صاحب کی تلاش شروع ہو گی یا نہیں ... میری افواج کے کمانڈر انچیف اتنی چھوٹی شخصیت ہوتے ہیں کیا۔"

"سب کچھ ہو گا لیکن ہم پر کون شک کرے گا ... آج جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ صرف تم لوگوں کو معلوم ہے اور کسی کو نہیں ... نہ صدر صاحب کو معلوم ہے نہ وزیراعظم صاحب کو معلوم ہے ... حکومت کے وزیروں وغیرہ کو تو کچھ بھی معلوم نہیں ... پولیس کے محکمے کا فوج کے معاملات میں ویسے ہی عمل دخل نہیں ..."

"اور جنرل صاحب کے کور کمانڈر؟" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"ہاں اب تم نے بات کی ہے ... اسی جگہ میں تمہیں لانا چاہتا تھا بے وقوف انسپکٹر جمشید ... فوج میں اہم کردار کور کمانڈر کا ہے ... اب سنو تفصیل ... مرنے سے پہلے الجھن دور کر لو اپنی ... یہ کام کوئی آج سے نہیں ہو رہا ہے ... یاد کرو وہ وقت جب تمہارا ملک نیا نیا بنا تھا ... اس وقت کیا ہوا تھا۔" یہاں تک کہہ کر کرنل منور رک گیا ... اور ان سب کو طنزیہ انداز میں دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا تھا؟" پروفیسر نے چونک کر کہا ... باقی لوگوں کے چہروں پر بھی حیرت نظر آنے لگی۔

"ملک کا سب سے پہلا وزیر دفاع کسے بنایا گیا تھا بھلا۔"

"کیا مطلب ... یہ کیا سوال ہوا ... ہم اچھی طرح جانتے ہیں وہ کون تھا ... وہ ایک کمانڈر انچیف تھا جنرل یعقوب خان ..."

"بالکل ٹھیک ہے ... اب سنو ... اور وہ انشارجہ کا ایجنٹ بھی تھا ... اور بیگال کے اشاروں پر ناچتا تھا ... بیگالی قوم ایک کام میں اس قدر پکی ہے کہ اور کوئی قوم اس قدر پکی نہیں ہو سکتی۔"

"کس کام میں۔" انسپکٹر جمشید نے کھوئے کھوئے انداز لہجے میں کہا ... اب بات ان کی سمجھ میں آتی جا رہی تھی۔

"بیگالی ایجنٹ جب بھی کسی محکمے میں بڑا افسر لگتا ہے وہ اپنی سیکرٹ سروس کا جال پھیلاتا جاتا ہے ... نئے فوجی افسروں میں سے اپنے لیے نئے ایجنٹ تیار کرتا ہے ... ان کو ساتھ ملائے رکھنے کے لیے ان کو فوجی ہائی کمان سے کہہ سن کر بڑے بڑے پلاٹ دلواتا ہے ... تمام بڑے عہدوں پر انہی ایجنٹوں کو مقرر کرتا ہے ... سو شارجستان نے بھی ہمارے فوجی جنرل وزیر دفاع کے ذریعے دھڑا دھڑ ایزجہ کے جاسوس بڑے عہدوں پر مقرر کیے اور پھر سازش کر کے خود ملک کا صدر بن بیٹھا ... اب جو لوگ بڑے عہدوں پر لگ گئے انہوں نے آگے کیا کیا۔"

"ہم سمجھ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"انہوں نے بھی آگے یہی کچھ کیا ... بیگال کے لیے نئے ایجنٹ بھرتی کرتے رہے ... اب تم لوگ خود سوچو ... فوج میں آئے بڑے

Scanned with CamScanner

عہدوں پر کون لوگ ہو سکتے ہیں ... فوج میں جنرل کے عہدے پر کوئی اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک انشارجہ کا جاسوس ادارہ اس کی منظوری نہ دے ... بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی فوجی افسر جنرل بن جائے اور اس کے بعد کمانڈر انچیف بھی ... جنرل وجاہت بھی انہی میں سے ایک تھا۔"

"اس کا مطلب ہے ... جنرل وجاہت کو بیگالی ایجنٹ بننے کی پیشکش کی گئی ہو گی ... کیوں کمانڈر انچیف صاحب؟" انسپکٹر جمشید نے جنرل وجاہت الدولہ کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

"ایسی پیشکشیں تو ہوتی رہتی ہیں ... لیکن براہِ راست نہیں ... پہلے یہ لوگ بندے کو تولتے ہیں ... اس کو چھوٹے موٹے لالچ دے کر دیکھتے ہیں ... ان کے ہاتھوں چھوٹے موٹے ہیر پھیر کرواتے ہیں ... ان کو تحفے تحائف دے کر کہتے ہیں کہ کسی کو نہ بتائیں ... اگر افسر یہ تحفے تحائف اپنے اعلیٰ افسران سے چھپا لیتا ہے تو پھر اس پر محنت کرتے ہیں اور ان کو لالچ دے کر جاسوسی پر آمادہ کر لیتے ہیں ... شروع کے دنوں میں مجھے بھی ایسے تحائف دیئے گئے لیکن میں نے نہ صرف اپنے افسران کو بلکہ صدرِ مملکت اور وزیراعظم کو بتا دیا ..."

"تو پھر آپ جنرل کے عہدے تک کیسے پہنچے ... کیا آپ کو جنرل بنانے میں بھی انشارجہ کے جاسوس ادارے کی مرضی شامل تھی۔"

"نہیں ... مجھے جنرل کے عہدے پر لگانے کی منظوری وزیراعظم

نے دی تھی۔"

"وزیراعظم نے؟" انسپکٹر جمشید چونکے۔

"اور آپ سے پہلے والے کمانڈر انچیف کو..؟"

"ان کو ان سے پہلے والے کمانڈر انچیف نے لگایا تھا اور ..." جنرل وجاہت الدولہ کہتے کہتے رک گئے۔

"اور ... اور کیا انکل ... آپ رک کیوں گئے۔" فاروق چونکا۔

"اور یہ کہ ... وہ بھی انشارجہ کے ایجنٹ تھے۔"

"کیا !!!" وہ سب ایک ساتھ چیخے۔

چند لمحے سناٹا رہا ... پھر انسپکٹر کامران مرزا بولے:

"تت ... تو اگر آپ اتنی بڑی بات جانتے تھے تو آپ نے کسی کو بتایا کیوں نہیں۔"

"بتایا تھا ... وزیراعظم کو ..." جنرل وجاہت کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"تو پھر ... انہوں نے اس پر ایکشن کیوں نہیں لیا۔" خان رحمان کی آواز ابھری۔

"انہوں نے ایکشن لیا تھا ... لیکن بیگال کے ایجنٹوں نے سازش کر کے وزیراعظم کو عہدے سے ہٹوا دیا ... اور پھر جھوٹا الزام لگا کر جیل بھیج دیا۔"

"اوہ ... اوہ۔" ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

Scanned with CamScanner

''جنرل وجاہت ٹھیک کہہ رہے ہیں ... اور اب ہم ان کا پتہ بھی صاف کر دیں گے ...'' کرنل منور ڈھٹائی سے ہنسا۔

''ان تمام باتوں کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہمارے ارد گرد اس وقت صرف اور صرف بیگالی ایجنٹ موجود ہیں۔''

''ہاں ... بیگال کا فوج سے گٹھ جوڑ ہے ...''

''ہاں یہی بات ہے ... اور دیکھ لو ... آخر کار ہم اس ملک میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ... ہمیں بس جنرل وجاہت کا کانٹا نکالنا تھا اور اپنی مرضی کا جنرل لانا تھا ... سو اب جنرل وجاہت کی جگہ جو جنرل کمانڈر انچیف بن کر آئے گا وہ بیگال کا ایجنٹ بھی ہے اور جاپانی بھی ... جنرل ظفر خالد بھابرا کا نام سن رکھا ہو گا تم لوگوں نے ...ہم اپنا کام مکمل کرنے کے قریب تھے کہ درمیان میں تم آ گئے ... خیر کوئی بات نہیں ... تم لوگ بھی جنرل وجاہت کے ساتھ دوسری دنیا میں گھومنا پھرنا ... اب تم لوگوں کا ٹھکانہ وہیں ہو گا ... اس دنیا میں تو کام ختم ہو گیا۔'' کرنل منور نے جلدی جلدی کہا۔

''ایک دن انسان کو اس دنیا سے جانا ہی ہوتا ہے ... وہ دن بہرحال تم لوگوں کا بھی آئے گا۔''

''چھوڑو انسپکٹر ان باتوں کو۔''

عین اس وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی ... انہوں نے چند بڑے فوجی افسروں کو آتے دیکھا ... ان کے درمیان چوڑے چہرے

والا ایک بھاری بھرکم جنرل بھی تھا ... اس کے چہرے پر مکاری دور سے ہی نظر آ رہی تھی ... اس پر نظر پڑتے ہی کرنل منور اور اس کے ساتھی تن کر کھڑے ہو گئے ...

''جنرل بھابرا آ گئے۔'' کرنل منور کے منہ سے نکلا ...

پھر ان کے ہاتھ سلیوٹ کے لیے اٹھ گئے ...

نزدیک آتے ہی جنرل بھابرا نے ان پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی ... جنرل وجاہت کی طرف حقارت بھری نظروں سے دیکھا اور کہا:

''حکومت کا تختہ الٹنے کی تمام تیاریاں مکمل ہیں... پورے شارجستان کی فوج ہماری پشت پر کھڑی ہے ... جن لوگوں کا کوئی خوف تھا وہ بھی ہمارے قابو میں ہیں تو اب دیر کس بات کی ... آج رات صدر اور وزیراعظم کو گرفتار کر لیا جائے گا ... ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشنز پر قبضہ کیا جا چکا ہو گا ... تمام سرکاری عمارات ہمارے قبضے میں ہوں گی ... اب اس وقت اگر یہ بات لیک ہو جائے تو کوئی کچھ نہیں کر سکے گا کیونکہ کمانڈر انچیف جنرل وجاہت ہمارے قابو میں ہیں۔صدر مملکت، وزیراعظم اور دوسرے وزراً اور عہدیدار دم بھی نہیں مار سکیں گے ... ان سبھی کو شاہی قلعے کے زیرِ زمین قید خانے میں پھانسیاں دے دی جائیں گی تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری ... اور پھر ہم کسی روبوٹ قسم کے صدر اور وزیراعظم کو لائیں گے جو ہمارے اشاروں پر چلیں۔''

''بہت خوب سر!'' کرنل منور خوش ہو کر بولا۔

Scanned with CamScanner

"بس ان لوگوں کو باندھ لو ... اس طرح کہ یہ چلنے بھی نہ پائیں۔"

"لیکن سر ... ان کا کانٹا یہیں کیوں نہ نکال دیا ... قلعے کے قید خانے میں یہ کام کرنے کی کیا ضرورت۔" ایک آفیسر نے فوراً کہا۔

"ضرورت ہے ... ان لوگوں کی موت کا منظر ہم سب اہتمام سے دیکھیں گے ... انہیں باری باری پھانسی دی جائے۔"

"بہت خوب سر۔"

"لہٰذا انہیں باندھ لیا جائے ... صبح کا سورج جب ہماری حکومت پر طلوع ہوگا تو ان کی پھانسیوں کا آغاز ہوگا۔"

اور پھر ان سب کو باندھے جانے کا عمل شروع ہوا ...

ان پر ہر طرف سے کلاشنکوفیں اور پستول تنے ہوئے تھے۔

ان حالات میں یہ لوگ کوئی حرکت کرنے کی کوشش کرتے تو نقصان ہو سکتا تھا، اس لیے انہوں نے سوچا موقع اور محل کی تلاش میں رہنا چاہیے ... سب لوگوں نے خود کو بغیر کسی رکاوٹ کے بندھوا لیا ...

ایسے میں جنرل وجاہت نے ان کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا:

"میں نے تو آپ لوگوں کی بہت تعریفیں سنی تھیں ... لوگ آپ کی تعریفوں کے اتنے پل باندھتے ہیں کہ سن کر حیرت ہوتی ہے لیکن آپ لوگ تو کچھ بھی نہ کر سکے ... ملک جابانیوں اور بیگال کے ایجنٹوں کی گود میں جا رہا ہے اور وہ بھی نئے کمانڈر انچیف کے ہاتھوں جو کسی

صورت قبول نہیں۔" جنرل وجاہت گہرے طنزیہ اور دکھ بھرے لہجے میں کہتے چلے گئے۔

"حالات آپ کے سامنے ہیں ... کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ حالات یہ کروٹ اختیار کر لیں گے ... ہمیں اطمینان تھا تو صرف یہ کہ آپ کا ذاتی دستہ ہمارے آس پاس موجود ہے لیکن جب اس دستے نے بھی آپ پر گنیں تان دیں تو ..."

"لیکن میں نے تو سنا تھا کہ آپ لوگ ہر قسم کے حالات میں پانسہ پلٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔"

"ہم موقع محل کی تلاش میں رہتے ہیں ... اور بس۔"

"بس دیکھ لی آپ کی مہارت۔" جنرل وجاہت نے جھلا کر کہا۔

اور پھر ان سب کو باندھ لیا گیا ... انہیں اس قدر مضبوطی سے جکڑا گیا تھا کہ رسیاں اور زنجیریں گوشت میں دھنسی جا رہی تھیں ... ان سبھی کا بہت برا حال تھا ... انہیں خاص طور پر پروفیسر داؤد کی پریشانی تھی ...

آخر انسپکٹر جمشید سے رہا نہ گیا ...

"ان کی عمر کا ہی کچھ خیال کرو ... ان کی رسیاں ڈھیلی کر دو۔"

"ہرگز نہیں ... ہم تم لوگوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔"

اور پھر انہیں ہال میں پڑا رہنے دیا گیا ... مسلح فوجی جوان ان کے سروں پر موجود رہے ... نصف رات کے وقت بند گاڑیوں میں ڈال کر انہیں لے جایا گیا ... ایک گھنٹے کے سفر کے بعد گاڑیوں کے پچھلے

Scanned with CamScanner

دروازے کھولے گئے اور ان سب کو بھیڑ بکریوں کی طرح گاڑیوں سے
نیچے گرا دیا گیا... اس طرح سبھی کو چوٹیں آئیں...

''کیا یہ شاہی قلعے کا قید خانہ ہے۔''

''اندھیرے میں پتا نہیں چل رہا لیکن اندازہ ہے کہ قلعے کا قید خانہ
ہی ہے، کسی زمانے میں یہاں حکومت کے مخالفین کو رکھا جاتا تھا۔''

''اب حکومت کو رکھا جا رہا ہے۔'' خان رحمان نے دکھ بھرے لہجے
میں کہا۔

''ہاں! انقلابات ہیں زمانے کے۔''

جاپانی فوجیوں نے کم از کم ان کے منہ بند نہیں کیے تھے... اس
لیے وہ آپس میں بات چیت کر سکتے تھے... وہاں اتنا گھپ اندھیرا تھا
کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا...

ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری:

''ہمیں اپنی باتوں سے اندھیرے کی شدت میں کمی کرنی چاہیے۔''

''آپ ٹھیک کہتے ہیں ابا جان۔'' محمود کی آواز سنائی دی۔

''ابھی یہاں صدر مملکت، وزیر اعظم اور دوسرے وزرا صاحبان کو
بھی لایا جائے گا۔''

''حیرت ہے ان لوگوں نے کس قدر آسانی سے مارشل لا لگا دیا۔''

''اس قدر آسانی سے نہیں... یہ لوگ نہ جانے کب سے اس کی
تیاریاں کر رہے ہیں... تمام جاپانیوں کی یہ بڑی زبردست خواہش ہے

کہ کسی طرح حکومت ان کی ہو جائے... دوسرے لفظوں میں یہ پورا
ملک بیگال کے قبضے ہو گا... پھر جو بیتے گی اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا
جا سکتا۔''

''اپنے منصوبے میں تو پھر یہ لوگ کامیاب ہو گئے۔'' فاروق کی
بسورتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ابھی یہ تو نہیں کہا جا سکتا... لیکن امکانات بہرحال اسی بات
کے ہیں۔''

''میرا تو دل بیٹھا جا رہا ہے ابا جان۔'' فرزانہ کی آواز سنائی
دی۔

''تو ہمارے ہی دل کون سا اٹھے جا رہے ہیں۔'' آفتاب کی
کپکپاتی آواز ابھری۔

''اس پر غور کرو کہ اگر کسی طرح ہم اپنے ہاتھ پیر کھول لیں تو کیا
کر سکیں گے... آج رات ہی رات میں پورا شہر مارشل لا کی زد میں
ہو گا... ہم چند افراد کیا کر لیں گے۔''

''موت تو ویسے بھی آئے گی... ایسے بھی آ سکتی ہے... تو کیوں
نہ مرنے سے پہلے ایک آخری کوشش کرتے جائیں اور کچھ نہیں تو کہنے
والے یہ تو کہہ ہی دیا کریں گے کہ وہ لوگ بھی کیا لوگ تھے... ساری
زندگی اپنی قوم اور ملک کے لیے کام کرتے رہے اور مرتے دم بھی اس
کوشش کو نہ چھوڑا۔'' انسپکٹر جمشید کی آواز سے عزم جھلک رہا تھا۔

Scanned with CamScanner

'' میں آپ کے ساتھ ہوں ... آخری سانس تک اپنے ملک کی خاطر جدوجہد کیلئے تیار ہوں۔'' یہ آواز انسپکٹر کامران مرزا کی تھی۔

''ہاہاہا ... بے وقوفو ... یہ قلعے کا قید خانہ ہے ... اس قید خانے سے آج تک کوئی زندہ واپس نہیں گیا ... صبح تم لوگوں کو پھانسی دی جائے گی ... ابھی کچھ اور اہم ترین لوگ آنے والے ہیں ... اکھٹے ہی جشن ہو گا ... ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ تم لوگ ملک و قوم کے غدار ہو۔'' دروازے پر کھڑے فوجیوں کے قہقے کانوں میں زہر گھولنے لگے۔

''ت ... تو کیا ... تم لوگ بھی جابانی ہو۔''

'' نہیں ... ہم کیوں ہوتے جابانی ... لیکن بہرحال ہم فوجی ہیں ... ہمیں تو ہمارے افسر جو حکم دیں گے ... ہم اس پر عمل کریں گے۔''

'' اوہ ... تم جانتے ہو ... جابانی کون ہیں ... وہ کیا کہتے ہیں۔''

'' نہیں ہم کچھ نہیں جانتے نہ جاننا چاہتے ہیں۔'' ایک فوجی نے جھلا کر کہا۔

''کاش تم جانتے کہ وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔''

'' کیا کہتے ہیں۔'' وہ ہنسا۔

'' وہ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے۔''

''کیا مطلب ... کیا جابانی مسلمان نہیں ہیں۔''

'' نہیں ... کیا تم یہ پسند کرو گے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی نہ

ماننے والا کوئی جابانی تمہارا کمانڈر انچیف بن جائے اور تم اس کو سیلوٹ کرو۔''

'' توبہ توبہ ... ہم کیوں پسند کرنے لگے۔''

'' لیکن تمہارا نیا کمانڈر انچیف ظفر خالد بھابرا جابانی ہے۔''

''کیا مطلب۔''

'' بتاؤ کیا تم چاہتے ہیں کہ تمہارا ملک اس کے تسلط میں جائے۔''

'' نن ... نہیں ... ہرگز نہیں۔'' فوجی چلائے

''اب بھی وقت ہے اس ملک کو مارشل لاء کی گود میں جانے سے بچا لو ... جابانی کمانڈر انچیف سے اس ملک کو بچا لو ... تم لوگ اس قوم کے ہیرو گنے جاؤ گے ... تمہارے نام شہر کے میناروں پر سنہری حروف میں لکھے جائیں گے۔''

''کک ... کون ... کون لکھے گا ہمارے نام سنہری حروف میں۔''

'' میں لکھواؤں گا ... ہم سب یہ کام کر دیں گے۔''

'' ہم نہیں جانتے ، آپ کون ہیں۔''

'' تم نے سنا ہو گا انسپکٹر جمشید کا نام، انسپکٹر کامران مرزا کا نام۔''

''ہائیں تو آپ وہ ہیں ... آپ تو ہیرو ہیں پوری قوم کے۔''

''یہی تو رونا ہے ... ہیرو اس وقت قید خانے میں بند ہیں۔''

'' اب ... ہم کیا کریں۔''

'' ہمیں کھول دو ... ابھی ہمارے پاس وقت ہے ... جب تک

Scanned with CamScanner

انہیں کا اعلان نہیں جاتا اس وقت تک حالات کی باگ دوڑ ہمارے
قابو میں رہے گی ... اعلان ہونے کے بعد حالات پر قابو پانا مشکل ہو
جائے گا ... ابھی یہ لوگ خفیہ گرفتاریوں میں لگے ہوئے ہیں ... یہ لوگ
صدر اور وزیراعظم اور دوسرے وزراٗ کی گرفتاریوں میں مصروف ہیں
... موجودہ مسلمان کمانڈر انچیف کو ہمارے ساتھ یہاں لے آیا گیا ۔''

''کیا ... کیا کہا آپ نے ... کیا آپ لوگوں کے ساتھ ہمارے
کمانڈر انچیف جنرل وجاہت الدولہ بھی ہیں۔'' مارے حیرت کے
ان لوگوں نے چیخ کر کہا۔

'' ہاں! یقین نہ ہو تو ٹارچ روشن کر کے نزدیک آ کر دیکھ لو ۔''

وہ نزدیک آئے اور پھر زور سے اچھلے ... ساتھ ہی ان کی ایڑیاں
بجیں اور ہاتھ سیلوٹ کے لیے اٹھ گئے۔

'' ارے باپ رے ... ہمارے ملک میں مارشل لأ تو کمانڈر انچیف
لگاتے ہیں .. یعنی جب بھی لگتا ہے ... لیکن یہاں تو وہ خود قید ہیں ...
یہ کیا بات ہوئی۔''

'' یہ بات یہ ہوئی کہ فوج کے جاپانی طبقے نے یہ کام دکھایا ہے ...
اگر آپ ہمارا ساتھ دیں تو پانسہ پلٹ سکتا ہے ... آپ بے شک جنرل
صاحب کو آ کر دیکھ لیں ... اخبارات اور ٹی وی پر ان کی تقاریر تو سنتے
رہتے ہوں گے ۔''

'' کیوں نہیں ... آخر وہ ہمارے کمانڈر انچیف ہیں ... لل ... لیکن

... ہم کیا کریں ... جنرل بھابرا کو کمانڈر انچیف مانیں یا آپ کو ...''

'' تمہارا فرض کیا کہتا ہے۔'' انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

'' فرض تو یہ کہتا ہے کہ اپنے افسر کا حکم مانو ... ہمارے افسر نے
ہمیں آپ پر قید میں نظر رکھنے کا حکم دیا تھا ... اصولاً تو ہم اپنے افسر
کی حکم عدولی نہیں کر سکتے۔''

'' اور اپنے ملک کو جاپانیوں کے ہاتھ میں جاتا دیکھ سکتے ہیں۔''
اندھیرے میں پروفیسر داؤد کی جلی بھنی آواز ابھری۔

'' ٹھیک ہے ... ہم نے فیصلہ کر لیا ... اس وقت ہمارے سب سے
بڑے افسر یعنی کمانڈر انچیف جنرل وجاہت ہیں ... لہٰذا ہم ان کا حکم
مانیں گے ...''

'' تو بسم اللہ کرو۔''

عین اسی وقت باہر گاڑیاں رکنے کی آوازیں گونج اٹھیں اور انہوں
نے اپنے دل بیٹھتے محسوس کیے ...

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

سہرے

پھر قید خانے کے دروازے پر زور دار دستک دی گئی ...
محافظوں نے دروازہ کھول دیا ... باہر فوجی کھڑے نظر آئے ...
انہوں نے چند لوگوں کو اندر دھکیل دیا اور محافظوں سے بولے۔

'' ہوشیار رہو ... یہ سب اہم ترین قیدی ہیں ... صبح ان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور تم لوگوں کو انعامات دیئے جائیں گے۔''

''بہت بہتر سر!'' ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

جلد ہی انہوں نے گاڑیاں روانہ ہونے کی آواز سنی ... اور ان کے دلوں کو کچھ ڈھارس ہوئی ...

''اب کون لوگ لائے گئے ہیں ... کیا آپ ٹارچ کی روشنی ان پر ڈالیں گے۔'' انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

''ہاں کیوں نہیں۔'' چند محافظ آگے آ گئے ...

انہوں نے ٹارچ کی روشنی ان پر ڈالی جنہیں ابھی لایا گیا تھا ... وہ لوگ ابھی دروازے کے نزدیک ہی پڑے تھے۔

'' ارے باپ رے ... یہ تو صدر صاحب اور وزیراعظم صاحب ہیں۔'' وہ لوگ چلا اٹھے جو ان کے چہروں کی طرف دیکھ سکے تھے۔

'' اب وقت بہت کم ہے ... تم نے خود آنکھوں سے دیکھ لیا ... یہاں سب بڑے لوگوں کو لایا جا رہا ہے ... اور اب شاید چیف جسٹس اور بڑے بڑے ججوں کو لائیں گے ... بس اس کے فوراً بعد مارشل لا کا اعلان کر دیا جائے گا ... تم اگر اس ملک کے لیے اس قوم کیلئے کچھ کرنا چاہتے ہو تو جلدی کر گزرو... وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔''

''ٹھیک ہے اب تو ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا ... لیکن باہر موجود فوجی دستہ ان لوگوں نے مقرر کر رکھا ہے ہم اس کا کیا کریں...ہم تو ان سے لڑنے کے قابل نہیں ہیں نہ ہمارے پاس اتنا اسلحہ ہے۔''

'' ان سے جنگ کرنا یا کوئی اور راستہ اختیار کرنا ہمارا کام ہے ... تم اپنے حصے کا کام کر جاؤ۔''

''اچھی بات ہے ... اللہ کا نام لے کر ہم شروع کر رہے ہیں۔''

''اللہ آپ کو خوش رکھے۔''

اور پھر ان لوگوں نے سب سے پہلے صدر صاحب کو کھولا ... پھر وزیراعظم صاحب کو ... سب لوگوں کو کھولنے کا عمل شروع ہو گیا۔

ان میں سے ایک ٹارچ روشن کیے کھڑا رہا ...

جب سب لوگ انسپکٹر جمشید کے نزدیک آئے تو انہوں نے کہا۔

''مجھے کھولنے کی ضرورت نہیں ... میں اپنے ہاتھ کھول چکا ہوں۔''

'' جی کیا مطلب... کیسے کھول چکے ہیں۔''

Scanned with CamScanner

''بس ہمارا اپنا طریقہ ہے ... یہ تو تم لوگ کام آ گئے ورنہ ہم اپنا کام شروع کر چکے تھے۔''

''اوہ۔'' سب لوگ حیران رہ گئے ... آخر سب کے ہاتھ کھل گئے ... اب انہوں نے ایک محافظ کے کان میں کہا:

''غدار دستہ تو قلعے کے بڑے دروازے پر ہے ... قلعے کا ایک دروازہ پچھلی طرف بھی تو ہے ... کیا ہم اس طرف سے نہیں جا سکتے۔''

''جا تو سکتے ہیں لیکن اس طرح ہمارا کیا بنے گا ... باہر موجود فوجی تو ہمیں بھون ڈالیں گے۔''

''تم کو یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ... ہمارے ساتھ چلو ... ہمیں قدم قدم پر تمہاری مدد کی ضرورت پیش آنے والی ہے۔''

''اچھی بات ہے یونہی سہی۔''

اور پھر وہ قلعے سے نکل آئے ...

ایک فوجی محافظ کے موبائل سے انسپکٹر جمشید آئی جی صاحب کو فون کر چکے تھے اور انہیں ساری صورتِ حال بتا چکے تھے ... جب وہ ریڈیو اسٹیشن پہنچے تو محکمہ سراغ رسانی کی کمانڈو فورس ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن کو پوری طرح گھیرے میں لے چکی تھی ... دونوں عمارات کے چاروں طرف مسلح فورس اس طرح چوکس تھی اور مورچے قائم کر چکی تھی کہ انہیں حملہ آوروں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہا تھا ...

فورس کی کمان اس وقت انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کے

پاس تھی اور انسپکٹر جمشید نے انہیں مختلف جگہوں پر مقرر کر دیا تھا ... انہوں نے مورچے ایسی جگہوں پر قائم کر رکھے تھے کہ آنے والے غدار انہیں دیکھ نہیں سکتے تھے ... وہ اندھا دھند اندر کی طرف آتے اور پھنس جاتے ... ان کی پالیسی یہ تھی کہ فائرنگ نہ کرنی پڑی ... اس کے بغیر ہی کام چل جائے۔

اور پھر صبح کی روشنی ہونے سے پہلے فوج کا ایک دستہ دونوں عمارات کی طرف بڑھتا نظر آیا ... اس دستے کے سارے جوان جاپانی تھے۔ سب لوگ پہلے ہی پوری طرح چوکس تھے ... فائروں کی آوازوں سے بچنے کے لیے پروفیسر داؤد سے کام لیا گیا تھا اور انہوں نے ہر طرف اپنے آلات کا جال بچھایا ہوا تھا ... باقی سب لوگ مورچوں میں دبکے ہوئے تھے ... فوج کے جاپانی دستے کو آگے جانے دیا گیا ... یہاں تک کہ وہ لوگ دونوں عمارتوں میں داخل ہو گئے ... اور اسی وقت انہوں نے غیر محسوس طور پر دروازے باہر سے بند کر دیے ...

اس کے فوراً بعد دونوں عمارتوں میں دھماکے شروع ہو گئے ... یہ صرف گیس کے ہلکی آواز والے دھماکے تھے لیکن ان کا دھواں بہت تیز اثر تھا ... وہ لوگ تڑاتڑ گرتے چلے گئے ... دروازے چونکہ باہر تھے اس لیے اگر ان لوگوں نے بیہوش ہونے سے پہلے دروازے کی طرف دوڑ لگائی ہو گی تب بھی بیہوش ہونے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکے ہوں گے ... آخر پروفیسر داؤد نے اپنے لوگوں سے کہا:

Scanned with CamScanner

"اب ہم بے فکر ہو کر دروازے کھول سکتے ہیں۔"
دروازے کھولے گئے ... جن گاڑیوں میں وہ یہاں تک آئے تھے
... انہی گاڑیوں میں ان بیہوش لوگوں کو بھر کر قلعے پہنچا دیا گیا ... فوجی
دستے شہر کا رخ کرنے کے لیے اپنی جیپوں میں بالکل تیار تھے ...
لیکن اس سے پہلے کہ انہیں حکم دیا جاتا، حکم دینے والوں کو گھیر لیا گیا
... یہ جنرل ظفر خالد بھابرا، کرنل منور اور دوسرے آفیسر تھے ... وہ
اپنی کامیابی کے گھمنڈ میں مگن تھے کہ ان کے تو وہم گمان میں بھی نہیں
تھا کہ ساری سازش کا پانسہ پلٹ سکتا ہے ...
انہیں بھی دھر لیا گیا اور قلعے کی جیل پہنچا دیا گیا ...
دارالحکومت سے باہر کسی کو بھی کسی قسم کی گڑبڑ کا پتا تک نہ چلا
... شہر میں گویا کچھ ہوا ہی نہیں تھا ... تمام حالات اب مکمل طور پر ان
کے کنٹرول میں تھے ... اسی شام وہ سب قلعے پہنچے ...
قید خانے میں روشنی کا زبردست انتظام کیا گیا تھا۔ اس دن تاریک
قید خانے میں بھی گویا دن کا سماں تھا ورنہ وہاں تو ہمیشہ تاریکی کا راج
رہتا تھا۔
تمام قیدی ہوش میں تھے ... ان سب کے چہرے برسوں کے بیمار
نظر آ رہے تھے ... کہاں تو وہ اس پورے ملک پر قبضہ کرنے کے
خواب دیکھ رہے تھے اور کہاں اب پھانسی کے مجرم بن چکے تھے ...
جب وہ اندر داخل ہوئے تو قیدیوں کی نظریں ان کی طرف اٹھ گئیں

... وہاں جاپانی جنرل بھابرا اور کرنل منور کے علاوہ بڑے فوجی آفیسرز،
غدار کور کمانڈر بھی تھے ... ان کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے صدر
صاحب نے ان سے مسکراتے ہوئے کہا:
"اب کیا خیال ہے وطن دشمنو ... آخر تم اپنی دشمنی دکھا کر رہے۔
اڑسٹھ سال سے ہم چیخ رہے ہیں کہ فوج کے اندر کیا ہو رہا ہے ہم کو
نظر رکھنے دو ... لیکن تم لوگ کہتے رہے کہ فوج اپنے لوگوں کی نگرانی
خود کرتی ہے اس لیے حکومت دخل نہ دے ... ہم اپنے معاملے خود
دیکھتے ہیں ... ہمارا اپنا جاسوسی کا نظام ہے ... ہم کسی کو جوابدہ نہیں ہیں
... لیکن اب پتا چلا تم لوگ اپنے معاملے کیوں ہم سے چھپاتے تھے ...
تم لوگ اندر ہی اندر فوج کی جڑیں کھوکھلی کرتے رہے ... فوج پر آہستہ
آہستہ قبضہ کرتے رہے ... محبِ وطن افسروں کو ریٹائر کرتے رہے اور
اپنے جاپانی افسروں کو اوپر لاتے گئے ... جب بھی ہم نے کہا کہ ہمیں
اپنے حساب کتاب دکھاؤ کہ پیسے کہاں خرچ کر رہے ہو، کس پر خرچ کر
رہے ہو ... تم لوگوں نے صاف انکار کر دیا۔ تم لوگ حساب دکھانے
سے ہمیں ڈرا دھمکا کر بچتے رہے ... جس نے بھی تم سے حساب مانگا تم
نے اس کا تختہ الٹ دیا ... مارشل لاء لگا دیا ... صرف اس لیے کہ ہمیں
یہ علم نہ ہو پائے کہ تم لوگ فوجی بجٹ کو کہاں خرچ کر رہے ہو ...
کیونکہ یہ رقم تم لوگ فوجی افسروں کو بیگال کا ایجنٹ بنانے کے لیے
رشوت دینے، پلاٹ اور زمینیں بانٹ کر افسروں کی وفاداریاں خریدنے

Scanned with CamScanner

کے لئے خرچ کر رہے تھے ... حساب کہاں سے دیتے ... اب ہم اس ساری رقم کا حساب لیں گے ... سارا حساب میں اور وزیر اعظم خود دیکھا کریں گے ... بہت ہوئے اب تم لوگوں کے ڈرامے ... تم لوگ غدار ہو غدار ... ہم سے محبِ وطن لوگوں نے بہت کہا لیکن ہم نے تم پر اعتماد کر کے غلطی کی ... لیکن ہم نے ان محبِ وطن لوگوں کی باتوں پر کبھی کان نہ دھرے ... اور یہ ہماری غلطی تھی ... کاش ہم شروع سے تم پر توجہ دیتے... تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا ... یہ تو اللہ کا کرم ہو گیا ... ورنہ پورا ملک تمہارے قبضے میں آ چکا تھا ... اللہ اپنا رحم فرمائے ... اب ہم نئی فوج بنائیں گے۔''

یہ کہہ کر صدر صاحب اپنے ساتھیوں کی طرف مڑے اور بولے :

'' ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے جمشید اور کامران مرزا۔''

'' یہ آستین کے سانپ ہیں ... ان سب کو فوجی قانون کے تحت پھانسی دی جائے ...اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ فوج میں موجود ان کے ساتھی پھر دم نہیں ماریں گے۔''

''یہ لوگ دم بے شک نہ ماریں ... لیکن اپنی غداریوں سے یہ پھر بھی باز نہیں آئیں گے اور دیوان سانگا کی طرح پیٹھ میں چھرے گھونپنے کا کام جاری رکھیں گے لہٰذا فوج سے ان کا مکمل صفایا ہی قوم کے حق میں بہترین فیصلہ ہے۔''

''ایسا ہی ہو گا ...فی الحال تو ان سب کو پھانسی دے دی جائے ۔''

''نن ... نہیں ... صدر صاحب نہیں ... رحم کریں ... ہم معافی مانگتے ہیں ... آئندہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے۔''

'' سنو بھئی ہم لوگ بیوقوف نہیں کہ تمہاری باتوں پر یقین کر لیں ... اس سے بڑی بیوقوفی تو کوئی ہو ہی نہیں سکتی ... کیوں ساتھیو؟''

صدر صاحب نے تمام لوگوں پر ایک نظر ڈالی ۔

''بالکل ٹھیک کہتے ہیں آپ ۔''

'' تو پھر جمشید اور کامران مرزا اپنی نگرانی میں یہ کام کر ڈالیں۔''

''اوکے سر۔''

'' کیا خیال ہے ... سرحد پاک ہو گئی ہو گی ان غداروں سے ۔''

'' خیال تو یہی ہے ... لیکن سرحد کو مکمل طور پر پاک کرنے کا کام جاری رہے گا ... یہ کام بھی اب ہم اپنی نگرانی میں کرائیں گے ۔''

صدر صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس چلے گئے ...

اب ان کا کام شروع ہوا ...

وہ ہدایات دے کر قید خانے سے باہر آ کر بیٹھ گئے ...

کئی گھنٹے بعد محافظوں نے انہیں بتایا :

'' سزاؤں پر عمل ہو گیا ہے ۔''

'' ہم اپنی آنکھوں سے ان کی لاشوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ۔''

''آیئے ۔''

وہ اندر آ گئے ... سب کی لاشوں کو آنکھوں سے دیکھ کر اطمینان کیا

Scanned with CamScanner

اور باہر آ گئے ... اب کہیں انہوں نے گھر کا رخ کیا ...

نہ جانے کب سے گھر کا منہ نہیں دیکھا تھا ... فون پر بہرحال وہ بیگم جمشید کو حالات سنا چکے تھے ... اس لیے ان کا موڈ خوشگوار تھا ... ان کے پہنچتے ہی بیگم جمشید نے کھانوں سے دسترخوان کو بھر دیا ... اتنے بہت سے کھانے دیکھ کر انہیں یاد آیا ... وہ تو نہ جانے کب سے بھوکے ہیں ... وہ واقعی ان کھانوں پر بھوکوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔

O

تین دن بعد قلعے میں ایک پروقار تقریب منائی گئی ... اس تقریب کے دلہا وہ فوجی محافظ تھے جنھوں نے ان کی باتوں سے متاثر ہو کر ان سب کو کھول دیا تھا ... اور یہ واقعی ان لوگوں کا پوری قوم پر احسان تھا ... حالانکہ انسپکٹر جمشید وغیرہ بھی اگرچہ کھولنے کا عمل شروع کر چکے تھے ... لیکن اس کام میں بہرحال وقت لگتا تھا اور دیر ہو جانے کی صورت میں کام خراب ہو سکتا تھا ... اسی بنیاد پر ان فوجی محافظوں کو قوم کے ہیرو گردانا گیا تھا۔

جب سب لوگ اسٹیج پر اپنی سیٹوں پر آ کر بیٹھ گئے تب ان لوگوں کو بلایا گیا ... انسپکٹر جمشید نے ان کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اور پھر جو کچھ ہوا تھا ... اس کی پوری تفصیل سنائی ... ان کے کارنامے پر تمام

حاضرین نے پرجوش انداز میں خوشی کا اظہار کیا ... صدر صاحب نے انہیں اعلیٰ ترین فوجی اعزاز دینے کا اعلان کیا ... پھر جب صدر مملکت نے ان کے لیے پلاٹ دینے کا اعلان کیا تو وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے پلاٹ لینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جس زمین کی حفاظت کے لیے ہم فوج میں شامل ہوئے اسی زمین کو تحفے میں نہیں لے سکتے۔

ان کے فیصلے پر خوب تالیاں بجیں۔

اور جب یہ تقریب ختم ہوئی تو اس وقت فاروق ان کے نزدیک چلا آیا ... اس نے کہا:

"ہم لوگ تو زبانی زبانی ایک دوسرے کے سہرے باندھتے رہے ہیں ... لیکن اصل میں تو سہرے آپ لوگوں کے سروں پر بندھے ہیں ... آپ لوگوں کو یہ سہرے مبارک ہوں ... آپ کا یہ کارنامہ ملک کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا ... ہم سب آپ کو سلام کرتے ہیں۔"

ان سب کے چہروں پر روشنی پھیل گئی...

یوں لگا ... جیسے پورا ملک اس روشنی سے جگمگا اٹھا ہو۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

گزشتہ ناول کی ایک جھلک

اشتیاق احمد

انسپکٹر جمشید کا اغوا

- ایک لڑکا اچانک ایک کار کے سامنے آ گیا۔
- لڑکا دس گیارہ سال کا تھا۔
- کار والا نیچے اترا اور بچے کو مارنے لگا۔
- ایک کانسٹیبل نے بچے کو چھڑانا چاہا تو وہ کانسٹیبل پر ٹوٹ پڑا۔
- کانسٹیبل کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ لگا۔
- تھپڑ کی گونج دور دور تک سنائی دی۔
- وہ تھپڑ کانسٹیبل کے منہ پر نہیں، قانون کے منہ پر تھا۔
- پھر دو تین کانسٹیبل وہاں پہنچ گئے۔
- ادھر کار والے نے پستول نکال لیا۔
- کار والا دراصل انشارجہ کا سفیر تھا۔
- ایسے میں ایک اور لڑکا وہاں ٹپک پڑا۔
- اس نے یہ تمام واقعہ اپنے موبائل میں محفوظ کر لیا تھا۔
- کہانی انسپکٹر جمشید کے اغوا تک جا پہنچی۔
- اس کے بعد کیا ہوا..یہ آپ ناول پڑھ کر ہی جان سکیں گے۔

اٹلانٹس پبلیکیشنز

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

سیاہ کہانی

اشتیاق احمد

- نیشنل پارک میں ایک نوجوان محمود اور فاروق کے نزدیک پہنچا اور کہا کہ... دو بے کٹے آدمی اسے کھینچ لے گئے...جب کہ وہ ان سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔
- محمود نے جلدی سے ایک کاغذ پر اپنا موبائل نمبر لکھا اور دوڑ کر اس لڑکے کو کاغذ تھما دیا۔
- لڑکے سے بات نہ ہو سکی اور اس معاملے میں کافی گھماؤ پھراؤ محسوس ہوا تو انسپکٹر جمشید نے اس گھرانے میں جانے کا پروگرام بنالیا۔
- اس گھر میں کیا ہو رہا تھا...آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے۔
- پروفیسر داؤد نے انھیں ایک خوفناک بات بتائی۔
- اس خوفناک بات کے بعد کیس کا نقشہ ہی بدل گیا۔
- ڈاکٹر فاضل سے ملیے۔ایک پراسرار شخص۔
- اور جب انسپکٹر جمشید پارٹی اس کے گھر پہنچی۔آپ دھک سے رہ جائیں گے۔
- یہ سب احمد علی خان کی کوٹھی میں ہو رہا تھا۔
- احمد علی خان نے وہ کوٹھی پندرہ سال پہلے بنوائی تھی۔

آخر میں آپ اس قدر حیرت زدہ ہوں گے کہ کیا کبھی ہوئے ہوں گے۔

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 021-32578273
Email: atlantis@cyber.net.pk
www.facebook.com/inspector.Jamshed

Scanned with CamScanner

اشتیاق احمد

انگلی کا خوف

- شارحستان نے ایک خاص جاسوس کو ان کے ملک میں پہنچانے کا پروگرام ترتیب دیا تھا
- اس جاسوس کے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی بہت خوف ناک تھی
وہ انگلی بہت موٹی ہی نہیں تھی بہت زیادہ لمبی بھی تھی
- اور اس طرح بہت خوف ناک لگتی تھی
- اس جاسوس کی ان کے ملک میں آمد
- پہلی بار جاسوس ایک پروگرام میں نظر آیا...
- وہاں فرزانہ اس کی انگلی کو دیکھ کر خوفزدہ ہوگئی
- پھر وہ ایک اور تقریب میں نظر آیا اور اس کی انگلی نے وہاں بھی خوف پھیلا دیا
- پھر تو اس ناول میں آپ خوف ہی خوف محسوس کریں گے
- شارحستان کے جاسوس کا پروگرام کیا تھا
- وہ ایک منصوبہ بنا کر آیا تھا

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 021-32578273
Email: atlantis@cyber.net.pk
www.facebook.com/InspectorJamshed

اشتیاق احمد

ژال منصوبہ

- پانچ آدمیوں کو ایک کام سونپا گیا۔
- یہ کام انہیں ایک نامعلوم شریف آدمی نے سونپا۔
- کام عجیب و غریب تھا... کام کا نام سن کر تینوں کی سٹی گم ہوگئی۔
- انہوں نے کام کرنے سے انکار کردیا... وہ شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے۔
- محمود اور فاروق ایک گھر میں ڈاکا ڈالتے ہیں۔
- ڈکیتی میں بیگم جمشید اور فرزانہ ان کی مدد کرتی ہیں۔
- صرف انسپکٹر جمشید ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔
- پھر اس وقت کیا ہوتا ہے جب انسپکٹر جمشید ڈاکوؤں کی تلاش میں نکلتے ہیں۔
- یہ تلاش انہیں پندرہ سال پرانے زمانے میں لے جاتی ہے۔
- پندرہ سال میں وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔
- ژال سے ملئے... انسپکٹر جمشید ژال کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں۔
- دو بہن بھائی جو دشمن ملک کی سرحد پار کر کے داخل ہوئے۔
- جزوں میں بیٹھے سازشیوں کی کہانی۔
- محکمہ خارجہ کے راز چرانے کیلئے کون سا راستہ اختیار کیا گیا۔

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 021-32578273
Email: atlantis@cyber.net.pk
www.facebook.com/InspectorJamshed

Scanned with CamScanner

انسپکٹر جمشید ٹیم اور انسپکٹر کامران مرزا ٹیم کی مشترکہ مہم

فائل کا انتقام

- کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا... بند کمرے سے ایک فائل غائب تھی
- فائل بہت اہم تھی
- سابر ریان کی جان پر بن گئی
- فائل اس طرح غائب تھی جیسے گدھے کے سر سے سینگ
- معمہ یہ تھا کہ بند کمرے سے اور بند مکان سے آخر فائل کیسے غائب ہوگئی
- اس سوال نے سبھی کو چکرا دیا
- پھر انھوں نے ایک اور خوفناک ترین خبر سنی
- اس خبر نے انھیں مشکل میں ڈال دیا
- محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید آپ کو شدید الجھن میں نظر آئیں گے
- مجرم انھیں شکست دے چکا تھا
- مجرم کی آخری چال کس قدر خوفناک تھی
- آخر میں انسپکٹر جمشید کا اعلان! ہم فائل کا انتقام لیں گے
- جی ہاں! فائل کا انتقام
- فائل کا انتقام انہیں دشمن ملک لے گیا
- دشمن ملک میں انسپکٹر جمشید پارٹی بے بس
- انسپکٹر کامران مرزا کانپ رہے تھے
- دشمن ہر قدم پر ان کو شکست دے رہا تھا
- ایسی شکست سے وہ کبھی دو چار نہ ہوئے تھے
- آپ کو انسپکٹر جمشید کی ناکامی پر غصہ آئے گا
- دشمن ملک ان پر قہقہہ لگاتا نظر آئے گا
- اور اس وقت آپ کو جھٹکا لگے گا... حیرت کا جھٹکا!
- آپ اچھل پڑیں گے عش عش کر اٹھیں گے
- مشرقی حصے سے انسپکٹر کامران مرزا غائب

اشتیاق احمد کا آخری اور یادگار خاص نمبر

Title Design - Suhaib Grafix

ISBN 978-969-601-213-9

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34268800
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

Scanned with CamScanner